وکان حقا علینا نصر المومنین

درین زمان برکت توامان بحسن توفیق خالق سبحان کتاب

مستطاب در اثبات تعزیہ داری مسمیٰ بہ

نصر المومنین

در جواب

ہلاکت المومنین

یکے از مصنفات جناب مولوی سید ریاض الحسن صاحب

دامت برکاتہ بفرمایش عالیجناب فیض مآب سید محمد اصغر صاحب

رئیس اعظم اونا و دامت حشمتہ بمقام لکھنؤ وزیر گنج سہ ماہ شوال ۱۳۱۶ھ

مطبع اثنا عشری [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعلنا من الباکین علی مصاب من بکت علیہ السماء
والارض والملئکۃ المقربون وشہدت بعظمتہا الناطقون والصامتون
والصلوۃ علی صاحب ذلک العزاء محمد سید الانبیاء وعلی اوصیائہ
الشہداء ہم الائمۃ المعصومون **اما بعد** واضح ہو کہ دربنولا ایک رسالہ
ہندیہ مسمی **بہدایۃ المومنین** مشعر عدم جواز تعزیہ داری و منع گریہ وزاری
مصائب امام حسین علیہ السلام پر نظر قاصر سے گذرا جسکے دیکھنے اور غور کرنے سے
صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مولف رسالہ مذکورہ نے ازراہ فریب و فساد کہ خمیر طینت
ارباب تعصب و عناد ہے عجب طرح کی سقیفہ سازی اور شعبدہ بازی ابتدائے
رسالہ مین کی ہے یعنے عنوان رسالہ مین بدعات و عادات جملہ مخلوقات پر عموماً
اعتراض شروع کیا بالتخصیص کسی مذہب معین کا نام نہین لیا تاکہ ناظرین رسالہ
یہہ سمجھین کہ بیچارہ مولف بلا تعصب و اکراہ حسبۃ للہ محض ازراہ درد دین و نصیحت
غافلین محدثات جمیع فرق اسلامیہ پر عموماً طعنہ زن ہے کسی خاص فرقہ سے
روی خطاب اور تعصب و عتاب نہین رکہتا لیکن چونکہ خبث باطن فلتہ لسان سے

ظاہر ہو جاتا ہے بعد چند سطور ہندی یہہ تحریر کی تمام ہے اور خاص شیعون ہی پر عنایت
اور توجہہ بنہایت اور تہجین و توہین شعائر ایمان و اسلام ہے مین بکمال مبالغہ واہتمام
ہے کہ قبائح عقلیہ و نقلیہ و شرعیہ و عرفیہ سب خاص مصائب مظلوم کربلا پر رونے
رولانے نقل تربت و ضریح مقدس بنانے مین بیان کی گئی اور تعزیہ داری ہی
العیاذ باللہ جملہ گناہونکی علت قرار دیگئی حضرات متعلدین اہلسنت مین تو اسقدر
تعصب سخت تعجب ہے مگر یہہ حضرت شاید فرقہ مستحدثہ وہابیہ سے ہین اور یہی
وجہ ہے کہ میلاد شریف کا ذکر بر دا یا تسلیما کہین نہین کیا ورنہ قلعی کہلجاتی المختصر
ہم اسی فکر و تردد مین تہے کہ دیکہتے دیکہتے نام نامی حضرت مولف بسلب شرف
سیادت و اضافت بنسبت سکونت اولاد حسن قنوجی نظر آیا مجیب سجدہ
شکر بجالایا کہ میرا تصور مقرون بتصدیق اور امر وہابیت مولف تحقیق ہوا
یہہ حضرت ہمارے بگڑے ہوئے وہابی ہین سو خوب جانے ہوئے ہین مجیبے عمامے والا
انکی تسبیحین کمند و نکونہ بدنام کرین انکی مختصر کیفیت یہہ ہے کہ یہہ سادات
بخاریہ قنوج مین شامل اور مجیب کے طریقہ مذہبی سے خارج سلسلہ نسبی مین داخل
ہین یعنے جو قرابت ابوجہل کو حضرت پیغمبر صلعم سے تہی وہی حضرت مولف کو مجیب احقر
سے ہے انکے والدین ماجدین بلکہ اوائل مین یہہ خود شیعہ مذہب تہے پہر بغرض
تحصیل علم دہلی جاکر جو بگڑے تو بگڑتے ہی چلے گئے اسقدر در پے سر تابی ہوئے
یعنے شیعہ سے سُنی سُنی سے وہابی ہوئے پہر احمد پیرزادہ بریلوی اور اونکی صاحبین
عبدالحی و اسماعیل دہلوی کی صحبت و ارادت مین حوصلے اور زیادہ ہوگئے اونکی
معیت مین سکہونکے ساتہہ آمادہ جہاد ہوے مگر جب کڑی پڑی اور پیرزادے صاحب
مع دیگر جہلا کام آئے ہماری حضرت پہر تو پہرا تہو کرین کہاتے بکمال خفت و ندامت
صحیح و سلامت گہر تشریف لائے بعد خرابی بصرہ یہ سوجہی کہ مقابلہ تیغ و سنان مین

جان کا خطرہ ہے دربانی لاف جمع خروج بلا ضرر ہے لہذا اپنی وہابیت اور قابلیت جتانیکو
اس قسم کے رسائل مہملہ لکھنی شروع کیئے اور یہہ رسالہ خاص ممانعت تعزیہ داری
مین تحریر کیا ہے اور پناہ بخدا اوسکو بدعت و ضلالت قرار دیا ہی ہر چند جواب
اسکا بعض افاضل نے بزبان فارسی لکھا ہے مگر چونکہ حضرت مولف غیر مالوف عشیرہ
راقم الحروف سے ہین لہذا بمفاد کریمہ وَاَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ بہ نسبت دوری کے
یہہ کمترین اونکی ہدایت اور خدمت کیواسطے لائق تر ہے پس اگر سخت زبانی مولف
لاثانی کا جواب بمقتضای حمیت و حمایت دین ترکی بترکی ہو تو نزد اہل انصاف
یہہ عذر مجیب مقبول ہوگا لیکن مہما امکن جسطرح مجیب اول نے لعنت و تہذیب
سے بقدر مقدور درگذر نہین کی انشاء اللہ مخیف بہی بمجاے کریمہ وَقُولَا لَهُ قَوْلًا
لَيِّنًا ہرگز لینت قول سے نہ عدول ہوگا لیکن انہین حضرات کے بعض کلمات طیبات
کی تصریح و توضیح مین اگر کچہہ دال مین کالا ہو تو وہ انہین کی بے تہذیبی کا مجیب مجبور
ہے اور اوسکے بیانین بے قصور ہے اور چونکہ اس رسالہ مین ابتدا سے انتہا تک
ہماری حضرت نیم ملا خطرہ ایمان نے اپنی بدعت کو اسقدر زور دیا کہ آنکہہ بند کر کے
بے سمجھے بوجھے عموما ہر امر کو بدعت لکھدیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے
فقط نام بدعت سنکر ایک ہریل کیسی لکڑی پکڑ رکہی ہے اور ہنوز معنے بدعت
اور اوسکی اقسام ممدوحہ اور مذمومہ سے بالکل اجنبی ہین لہذا قبل از شروع جواب
ہم ایک مقدمہ خاص معنی بدعت اور اوسکی اقسام اور نیز اس بیانین کہ اقسام مذکورہ
مین سے کس کس پر اطلاق بدعت مصطلحہ مولف کا عند الفریقین ہوتا ہی اور
کس کس قسم پر نہین ہوتا لکھتے ہین تاکہ اوسکے ملاحظہ سے ہر صاحب انصاف پر سنی ہو
یا شیعہ امر حق واضح ہو جاے اور پہر کوی حضرت مولف بگلا بہگت کی بظاہر
حقانی در باطن ہیچ و لا یعنے تقریر و تحریر سے دہوکا نہ کہاے بحولہ تعالی وقوتہ

مقدمہ تحقیق معنی بدعت اور تفریق اقسام بدعت مین پس معنی بدعت کے صاحب قاموس نے یہہ لکھی ہیں البدعۃ الحدث فی الدین بعد الاکمال او ما استحدث بعد النبی صلعم من الاھواء والاعمال یعنے بدعت حادث کرنا کسی چیز کا ہے دین مین بعد کامل ہونے دین کے یا جو چیز کہ بعد پیغمبر صلعم حادث ہوئی ہو خواہشون اور اعمال سے پس فقرہ اولی قاموس سے جو بعینہ صحاح جوہری مین بہی وارد ہے ظاہر اوہی حدث مراد ہے جس سے دین و شریعت حضرت خاتم المرسلین صلعم مین خلل اور تغیر واقع ہوا اور اوس امر جدید کو اصل شرع سے کوئی لگاؤ نہو پس ایسی بدعت بالمعنی الاخص بلاشبہہ منہی عنہا اور حرام ہے اور حدیث کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلالَةٌ مین بہی بدعت خاص مراد ہی نہ مطلق محدثات عَلٰے اَیِّ وَجْہٍ کَانَتْ کہ وہ باعتراف جمہور فرق مسلمین عموماً داخل بدعت محرمہ نہین ہین والا بسا امور مباحہ جو زمانہ حضرت شارع مین نہ تہے اور بعد اون حضرت وقتاً فوقتاً بتقاضای ضرورت حادث ہوتے گئے اور اصل شرع سے اونکا رجحان یا اباحت وغیرہ ظاہر ہے اور اہل اسلام مین عموماً خلفاً عن سلف اونکا جواز و استحسان پایا جاتا ہے اور کسی نے اونکا انکار نہین کیا ہی وہ سب امور داخل بدعت منہی عنہا ہو جائیگی اور اسمین ہمارا ضرر تو کم ہے لیکن خلافت مابعد النبی پر آفت آنے سے حضرت مولف کا بہت بڑا نقصان ہوگا بشرطیکہ وہ سنی ہین وہابی ہی سہی اور اگر وہابیت مین بہی ثابت نہین ہین تو کچھہ بہی نقصان نہین جب اسلام کے کسی فرقہ مین نہ ٹہری تو جسکو جو جی چاہی کہین ہمتو عند التحقیق شیعہ سنی سب مین اقسام بدعت کی تفریق پاتے ہین چنانچہ **تفریق اقسام بدعت مین** منجملہ ہماری علما کے شیخ شہید علیہ الرحمہ قواعد مین فرماتے ہین محدثات الامور بعد عہد رسول اللہ صلعم

اقسام لا یطلق اسم البدعة عندنا الا ما ھو محرمة الاول الواجب کتدوین القران والسنة اذا خیف علیھما والثانی المحرم وھو کل بدعة تناولھا قواعد التحریم والثالث المستحب کبناء المدارس والربط مما تناوله ادلة الندب والرابع المکروه مما اشتملته ادلة الکراھة والخامس المباح وھو داخل تحت ادلة الاباحة انتھی یعنے جو امور کہ بعد عہد حضرت رسول خدا صلعم حادث ہوی وہ چند اقسام ہین اور اسم بدعت کا اطلاق ہماری نزدیک بجز بدعت محرمہ کے اور اقسام پر نہین کیا جاتا اول وہ امر محدث واجب مثل تدوین قرآن واحادیث جب خوف اونکے ضائع ہونے کا ہو دوم حرام اور وہ ہر بدعت ہے جسکو قواعد تحریم شامل ہون سوم مستحب مثل بناے مدارس وکاروان سرا وغیرہ وہ چیزین جسکو ادلہ ندب شامل ہون چہارم مکروہ جنکو ادلہ کراہت شامل ہون پنجم مباح جو تحت ادلہ اباحت داخل ہون اور علماے حضرات اہل سنت مین سے صاحب بحر المذاہب نے آخر کتاب قواعد مین اسکی تصریح اسطرح فرمائی ہے البدعة منقسمة الی واجبة ومحرمة ومندوبة ومکروھة ومباحة والطریقة فی ذلک ان تعرض البدعة علی قواعد الشرع فان دخلت فی قواعد الایجاب فھی واجبة او فی قواعد التحریم فمحرمة او فی الندب فمندوبة او فی الکراھة فمکروھة او فی الاباحة فمباحة یعنے بدعت منقسم ہوتی ہے واجب اور محرم اور مندوب اور مکروہ اور مباح کیطرف اور طریقہ اسکا یہہ ہے کہ عرض کیجاے بدعت قواعد شرع پر پس اگر قواعد ایجاب مین داخل ہو تو وہ واجب ہے یا قواعد تحریم مین داخل ہو تو وہ بدعت محرمہ ہے یا قواعد ندب مین داخل ہو تو وہ مندوب

ہے یا قواعد کراہت مین داخل ہو تو وہ مکروہ ہے یا قواعد اباحت مین داخل ہو تو وہ مباح ہے انتہی۔ اس عبارت کو مولوی فضل رسول صاحب بدایونی نے اپنے رسالہ بوارق محمدیہ لرجم الشیاطین النجدیہ مین بہی جو فرقہ ضالہ وہابیہ کی رد مین ہے نقل کیا ہے اور سمین تتمہ اس عبارت کا جسمین تفصیل ان اقسام خمسہ کی ہے وہ بہی مذکور ہے پہر بتفاوت یسیر حضرت امام شافعی کا یہہ قول بہی بیان کیا ہے وقال الشافعی رح وما احدث وخالف کتابًا او سنۃ او اجماعًا او اثرًا فہو البدعۃ الضالہ وما احدث من الخیر ولم یخالف شیئًا من ذلک فہو البدعۃ المحمودۃ انتہی۔ خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ جو احداث مخالف کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے ہو تو وہ بدعت ضالہ ہے اور جو احداث خیر سے ہو اور امور مذکورہ مین سے کسی امر کے مخالف نہو وہ بدعت محمودہ ہے انتہی۔ علی ہذا اور اکابر اہل سنت کے مصنفات مین بہی تفصیل و تفریق مذکور ہے اور کیونکر نہو کہ تحقیق معانی صحیحہ کا لغت پر دار مدار ہے لہذا حضرت مولف ایک آخری حجت اور سن لین پہر اونکو اختیار ہے صاحب مجمع البحرین نے معنی بدعت کے اسطرح توضیح کی ہے البدعۃ بالکسر والسکون الحدث فی الدین وما لم یکن لہ اصل فی کتاب و سنۃ فما دل علیہ الشرع ولو بالعموم خارج منہ فمن شرع فاحل حرامًا او حرم حلالًا او کرہ ما لم یکرہ کان مبدعًا خارجًا عن الشریعۃ انتہی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ بدعت کے معنی حدث فی الدین ہین لیکن نہ علی الاطلاق بلکہ وہ حدث خاص جسکے واسطے کتاب و سنت مین کوئی اصل نہو پس جس حدث پر شرع دلالت کرے اگرچہ یہہ دلالت بالعموم ہو وہ بدعت منہی عنہا سے خارج ہے بدعت محرمہ وہی ہے جو باعتبار معنی

اجہر بطور تشریع کے ہو کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام اور غیر مکروہ کو مکروہ کرے
باقی دیگر محدثات جنکو اصل شرع سے کسی قسم کا لگاؤ ہے وہ بدعت محرمہ نہیں ہیں بلکہ
کیسی اطلاق بدعت ہی سے خارج ہیں لیجئے اسکا بھی مآل کار وہی ہے جو اکابر فریقین
سے ہم نقل کر چکے ہیں اب غور کرنا چاہیے کہ ہرگاہ باجماع اہل اسلام یہہ
قاعدہ مسلم الثبوت اور معمول بہا ہے کہ محدثات امور بعد آنحضرت صلعم قواعد
شرع سے مطابق کرکے حکم بوجوب یا حرمت یا ندب یا کراہت یا اباحت کیا جاتا
ہے پس بنا بر اسی قاعدہ مسلمہ کے ہر مسلمان دیندار کو جسپر خدا اور رسول کی محبت
واطاعت فرض ہے اور خدا نے بموجب آیہ کریمہ عظیم قُلْ لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا
إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ محبت اہل بیت نبوت اور خاندان رسالت کو اوسپر
لازم کر دیا ہے بلکہ اس متاع گرانمایہ کو اجر رسالت قرار دیا ہے لازم ہے کہ آنحضرت
صلعم کے ایام ولادت اور اوقات خوشحالی اور مسرت میں علی ہذا حضرات اہلبیت
کے ان ایام متبرکہ میں اظہار سوز و سرور اور ان بزرگوار ونکی زمان وفات اور
مصیبت وشہادت میں اعلان رنج وغم موفور کرے کہ یہہ محدثات بسبب رجحان
شرعی خالی از اجر و ثواب نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمانان ہندار روز ولادت
باسعادت حضرت رسول مختار جلسہ میلاد شریف بکمال زینت و تکلف کرتے ہیں
اور اوسکو امور مباحہ و مستحسنہ سے جانتے ہیں چنانچہ بوارق محمدیہ میں بحوالہ امام
ابوشامہ سے منقول ہے ومن الحق ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی
الیوم الموافق لیوم مولدہ صلعم من الصدقات والمعروف واظہار الزینۃ
والسرور فان ذلک مع ما فیہ من الاحسان الی الفقراء مشعر بمحبۃ
صلعم وتعظیمہ وجلالتہ خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ ہماری زمانہ میں جو یہہ امر احداث
ہوا ہے کہ ہر سال بروز مطابق روز مولد آنحضرت صلعم صدقات خیرات اور

اظہار زینت و سرور کرتے ہین یہ سب حق اور درست ہے اسلیئے کہ یہ امر خیر بامد
اسلیئے کہ اسمین فقرا و مساکین مسلمین کے نسبت احسان ہے مشعر بہ محبت و تعظیم و جلالت
آن حضرت صلعم ہے اسیطرح روز شہادت و یوم مصیبت آن حضرت و اہلبیت
آن حضرت اظہار غم و الم کرنا مشعر کمال خلاص و محبت آن حضرت و اولاد آن حضرت
ہے خصوصًا مصیبت و شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام جنکی شہادت
بشہادت سر الشہادتین شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی و تحریر الشہادتین
شاہ سلامت اللہ صاحب قائم مقام شہادت آنحضرت صلعم اور جنکے غم مین
بموجب روایت حضرت ام سلمہ رض مرویہ شاہ صاحب سر انور و ریش مبارک
آن سرور خاک آلودہ ہوئے پس ایسے مظلوم کے غم مین جو فدیہ رسول خدا ہوا اور
آن حضرت کا عالم مثال مین اوسکے غم مین خود یہ حال ہوا ہو انصاف سے کہو کہ
اوسکی مصیبت مین رونا رولانا اور بغرض اعلان سانحہ عظیمہ لوازم عزا درست کرنا
اور بنانا کسقدر مشعر محبت حضرت رسول مقبول و رضای آن حضرت کہ عین رضای
حضرت احدیت ہے ہوگا پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ مثل دیگر محدثات لوازم
عزای جگر گوشہ سید کائنات کو بہی اونہین قواعد پر منطبق کرے اور تدبیر و تامل
صحیح کو عمل مین لائے مثل حضرت مولف شدت بغض و عناد سے یزید و ابن
زیاد کا ہاتھ نہ بٹاوے تا حقیقت حقیت عزاداری امام مظلوم بخوبی اوسپر
منکشف ہو جاوے کہ وہ بہی مانند اقسام محدثات مذکورہ منقسم بچند اقسام ہے
اول ذکر فضائل و مصائب عظام حضرت امام و دیگر اہل بیت کرام تواریخ و
احادیث معتمدہ و مراثی معتبرہ سے اور رونا رولانا مصیبت عظیمہ اور واقعہ جسیمہ
ناموس آل عبا اور دیگر شہدای کربلا اور نہب و غارت خیام مطہرہ و اسیری
حرم محترم سید دوسرا یہ سب امور شرعًا جائز و مسنون بلکہ موجب اجر بیشمار

اور باعث رضای الہی اور حضرت ختمی پناہی ہین اسلیئے کہ خود آن حضرت صلعم نے
بنفس نفیس قبل از وقوع واقعہ شہادت دنیای پر اختلال مین اور بعد از وقوع
عالم مثال مین اپنے فرزند قرۃ العین حضرت امام حسین کی مصیبت پر مع دیگر اہلبیت
غم والم اور حزن و ماتم کیا ہے اور قرآن مجید مین ما بکت علیھم السماء آیا ہے
و لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ فرمایا ہے پس تعجب ہے کہ حضرات انبیاء
اور اولیاء و ملائکہ و جن اس رونے رولانے مین آن حضرت کے پیروی کرین اور
اس مصیبت مین آپکا ساتھہ دین اور ہم جو خاص آپکی امت اور مخاطب بخطاب
پیروی حسنہ آن حضرت ہین ایسی سخت مصیبت مین آپکی پیروی سی ہاتھہ اوٹھا ئین
اور آپکا ساتھہ چھوڑ کر الگ ہو جائین سو یہ ستم ہے ہوا ہے نہ کبھی ہوئیگا جو
مسلمان ہے وہ حضرت کیطرح روئیگا۔ اللہ اکبر جس مصیبت مین خود حضرت شارع
علیہ السلام صاحب عزا ہوں روویں رولاویں اپنے اہلبیت مین رسم تعزیت برپا فرماویں
اوس عزاداری کی شرعی ہونیمین کیا کلام ہے بلکہ جملہ امور مین آن حضرت کی پیروی
کرنیکا نام اسلام ہے پس جو شخص اسکو بدعت محرمہ سمجھی اور اسپر استہزا کرے
اوسنے بلا شبہہ حضرت پیغمبر اور دین پیغمبر پر استہزا کیا وَاللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ
وَیَمُدُّھُمْ فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ دوم وہ امور جو اصل شرع سی مباح
ہین جیسے مجلس عزا منعقد کرنا مومنین کو شریک عزا کرنا غربا و مساکین سے
باخلاق تمام و احسان و اطعام پیش آنا زیادتی مصیبت و لوازم عزا اور اسباب
گریہ و بکا کے واسطے ضریح و تعزیہ و تابوت و علم بنانا علی ہذا اور امور جو اصلاً امر
شرعی بکا و ابکا کے معین ہون جنکی اباحت اصل شرع سے بموجب ارشاد حضرت
شارع کُلُّ شَیْءٍ مُطْلَقٌ اَیْ مُبَاحٌ حَتّٰی یَرِدَ فِیْہِ النَّھْیُ پای جاتی ہے یعنے
ہر چیز مباح ہے تا اینکہ نہی اوسمین وارد ہو اور ظاہر ہے کہ نہی شارع علیہ السلام

مخصوص بتصاویر ذوی الارواح ہے تصویر غیر ذی روح عند الفریقین نہی سے مستثنے ہے چنانچہ اہل سنت سے فاضل ابن حجر نے ناقلاً عن شرح مسلم بیان کیا ہے واما تصویر صور الشجر ونحوہا مما لیس حیوان فلیس بحرام یعنے صورتین شجر وغیرہ کی بنانا جو ذی روح ہون حرام نہین ہین اسیطرح بخاری نے ابن عباس سے زجر و توبیخ ایک شخص کی جو تصویر جاندار بناتا تہا نقل کی ہے خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ ابن عباس نے اوس سے کہا کہ اگر تیری معیشت تصویر سازی ہی پر منحصر ہے تو تصویر درخت وغیرہ غیر ذی روح کی بنایا کر اور تصویر ذی روح کی بنانا چہوڑ دے کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہ جو شخص تصویر جاندار بنائے خدا اوسکو عذاب کریگا کہ اسمین روح پہونکے اور وہ کبہی نہ پہونک سکیگا انتہی۔ اور امامیہ سے کلینی رح نے بواسطہ ابن عباس صادق آل محمد صلعم تفسیر کریمہ یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا واللہ ماھی تماثیل الرجال والنساء ولکنہا تماثیل الشجر وشبہہ یعنے بخدا یہہ تصویرین مردون اور عورتون کی نہین بلکہ درخت وغیرہ غیر ذی روح کی تہین اسیطرح محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ انہون نے حضرت صادق علیہ السلام سے تصاویر شمس و قمر کو پوچہا آپنے فرمایا جبتک تصویر حیوان کی نہو کچہہ خوف نہین ہے انتہی پس ہرگاہ بنانا تصاویر غیر ذوی الارواح کا بموجب شرع عند الفریقین جائز ہوا تو تعزیہ اور ضریح اور تابوت و علم وغیرہ بنانا سب بلا نکیر جائز و مباح ہین بلکہ اگر صورت کے معانی ذوات الارواح وغیرہ سے عام ہی لیے جائین جیسا کہ معرب مین ہے کہ الصورۃ عامۃ فی کل ما یصور مشبہاً بخلق اللہ تعالی من ذوات الارواح وغیرہا جب بہی ضریح و تعزیہ و تابوت و علم وغیرہ

مستثنی ہوگئے اسلیئے کہ شبیہ مخلوقات خدای تعالی نہین ہین بلکہ نقل روضہ منورہ اور ضریح مقدس خامس آل عبا نقل نشان کرامت نشان حضرت پیغمبر خدا ہین اور انمین کسیطرح ممانعت نہین بلکہ صریح اباحت ہے اور باوجود اباحت چونکہ سعین قسم اول ہین تو بنانا انکا نورًا علی نور اور بنانیوالا اور تعظیم کنندہ انکا لاریب مثاب و ماجور ہے قال اللہ تعالی ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب پس بمفاد آیۂ کریمہ جسطرح تعظیم نقل کعبہ معظمہ در روضہ منورہ آن حضرت صلعم و دیگر مشاہد مشرفہ و کوہ صفا و مروہ بلکہ نقل نعلین مبارک حضرت سید کونین جمہور اہل اسلام اور تمامی امت خیر الانام پر واجب و لازم ہے اسیطرح تعظیم ضرایح و اعلام وغیرہ منجملہ شعائر اسلام ہے اور تعظیم انکی خاص و عام پر لازم بلکہ منجملہ حقوق امام علیہ السلام ہے اور اہانت و استخفاف اسکا اہانت حضرات کرام اور بفحوای من اہان اولادی نقلا ہلنئے اہانت سید انام ہے قسم سوم وہ امور جو عزاداری مین بطور رسم کیئے جاتے ہین وہ مباح محض ہین یعنے نہ اونکے واسطے شریعت مین بالخصوص ممانعت ہے اور نکوئی رجحان شرعی اونمین پایا جاتا ہے جیسے ضریح و تعزیہ کے آگے قرآن مجید وغیرہ رکہنا ترک زینت و لذات وغیرہ کرنا لباس ماتمی پہننا مگر سیاہ مکروہ اور سبز وغیرہ محمود ہے علی ہذا اور امور بشرطیکہ تشریع کا اونمین لگاؤ نہو والا قسم اخیر محرم مین داخل ہوجائینگے چہارم وہ امور جو خلاف شرع اور منجملہ منہیات ہین اور اکثر اونمین سے بطور خلطوا عملا صالحا واخر سیئا عوام سے سرزد ہوتے ہین جیسے تصاویر ذوات الارواح مثل تصویر براق و ذوالجناح و ملک و جن و پری وغیرہ بنانا تاشا ڈہول بوق بہنا وغیرہ بجانا ذوات مقدسہ حضرات کو حاجت روای مستقل جانکر خاص اونہین سے

حاجت طلب کے نام اگر بواسطہ آن حضرت کے حاجت اپنی خدای عزوجل سے طلب کرے تو اسکا مضائقہ نہین اور سب سے بدتر سجود لغیر المعبود ہے پس تعزیہ و ضریح کو خاص سجدہ کرنا موجب شرک ہے اور چونکہ خواص شیعہ اس قسم اخیر سے محترز ہین اور اسکو بدعت و شرک جانتے ہین لہذا افعال جہلا و عوام پر انسے مواخذہ نہین ہو سکتا کہ ہر فرقہ کے عوام کچھہ نکچھہ ایجاد بندہ خالی نہین ہوتے بعد اس تفصیل کے ظاہر ہو گیا کہ اقسام عزاداری سے فقط قسم اخیر منہی عنہ اور حرام ہے اور اطلاق بدعت کا خاص اسی قسم اخیر پر کیا جائیگا نہ اور اقسام پر کما لا یخفے علے المتاملین فلا تکن من الغافلین ہر چند جو کچھہ اس مقدمہ مین بیان ہوا منصف غیر متعسف کیواسطے اسیقدر کافی و وافی ہے اور جواب جملہ ایرادات ناصواب حضرت مولف اسی مختصر سے حاصل ہو سکتا ہے لیکن بمقتضای مثل مشہور جہوٹے کو گہر تک پہونچانا ضرور ہے لہذا حضرت مولف کے ہر قول کا رد بہی بقدر ضرورت لکہے دیتا ہون تاکہ مرد عاقل و منصف بعد ملاحظہ ہدایت المومنین اس رسالہ مسمی بہ **نصر المومنین** کو بہی دیکہے اور بشرط پسند انصاف اور بصورت لغزش و خطا معاف کرے فانتقمنا من الذین اجرموا وکان حقا علینا نصر المومنین۔

قال المولف الرسالہ قبل شروع کتاب کے جو جہنا مقدمہ سا لکہا ہے تا حقیقت حال بخوبی للنشین ہو

اقول لرفع الضلالہ وای بر فردی کہ سر دفتر بود۔ یہہ مقدمہ کیا ہے پادریکا وعظ اور سرے ہی سے دین برحق پیغمبر پر اعتراض ہے چنانچہ تفصیل اسکی آتی ہے ساری قلعی کہلی جاتی ہے۔

قال اسکو سننا چاہیے کہ ہمارے پیغمبر کے پہلے خلقت شرک و گمراہی مین گرفتار تہی اور جاہل لوگ اپنے باپ دادا کی بری راہ پر اڑے تہے حضرت نے تقریر زبانی اور تلوار کے زور سے اونکو مسلمان کیا اور دین حقکو سمجہایا اور رسومات جاہلیت کو اوٹہایا

اقول ماشاالله کیا حسن تقریر اور طرز تحریر ہے منکران دین اسلام و نبوت حضرت خیر الانام کا بعینہ یہی کلام ہے کہ معاذ الله آپکا دین حق نتہا فقط تقریر زبانی اور محاربہ سیفی و سنانی سو آپنے لوگونکو مسلمان کیا اور زبردستی بزور شمشیر اپنے دین کو رواج دیا چنانچہ ایک روز لکھنو مین ایک پادری نے بیان کیا کہ اگر محمد صاحب کا دین سچا ہوتا تو فقط تقریر زبانی پر اکتفا نفرملتے مثل انبیای سابقین کوئی معجزہ بین ایسا دکہلاتے جس سے لوگ گردیدہ ہوکر خود ہی ایمان لاتے برخلاف اسکے حکم جہاد دیا تب بمجبوری لوگون نے آپکا دین جان کے خوف سے اختیار کیا حالانکہ یہہ شبہہ انکا محض تعصب سے ہے ورنہ مورخین علیسا خوب جانتے ہین کہ جس پیغمبر کے وقت کے لوگ جس فن مین کمال رکہتے تہے حقتعالے اوس پیغمبر کو اوسی قسم کا معجزہ عطا فرماتا تہا اور اہل فن عاجز ہوکر سمجہہ لیتے تہے کہ یہہ امر فوق طوق بشر ہے چنانچہ حضرت موسے کے زمانہ مین سحر کا بڑا چرچا تہا آپکو معجزہ عصا ملا حضرت عیسے کے وقت مین فن طبابت اور امر علاج امراض صعبہ مین کمال تہا آپکو احیای اموات کا معجزہ دیا گیا ہماری حضرت کے عہد دولت مین فن فصاحت و بلاغت مین علو تہا آپکو ایسا معجزہ بین یعنے قرآن مبین عطا کیا گیا کہ جس سے بڑی بڑے فصحا و بلغا اور عرب عربا کے مقابلہ مین فاتوا بسورة من مثلہ کا دعوی بالاعلان کیا گیا جسکے جواب مین بڑے بڑے مدعیان فصاحت اور گردن کشان جاہلیت نے لیس هذا من الکلام البشر کہکر از راہ عجز اپنی گردنین جہکالین چنانچہ کتاب تنزیہہ الفرقان مین مذکور ہے کہ کسی سے کچہہ جواب نہ آیا بلکہ اکثر اوس مین لطف فصاحت سے بیخود ہوکر ایمان لے آئے اور بعضون نے اگرچہ باغراض نفسانیہ ضبط کیا مگر نکر سکے اور خال خال جو دام شیطان مین پہنس گئے وہ ایسے عاجز ہوی کہ اونہون نے تلوار سے لڑنا اختیار کیا جان و مال کا تلف گوارا کیا مگر قرآن کے مقابلہ اور معارضہ مین اوسکا ایک فقرہ بہی نہ لکھا گیا

اور نہ اوسکے فصاحت سے انکار کیا گیا انتہی پس جب باوجود عاجز ہونے کے بہی ایمان نہ لائے اور حجت الٰہی تمام ہوگئی اوسوقت حکم جہاد صادر ہوا نہ پہلے ہی سے جیسا کہ منکرین نبوت آنحضرت باتین بناتے ہین اور ہمارے پادری صاحب اونکی ہان مین ہان ملاتے ہین

قال بعد انتقال حضرت کے خلیفون نے بہی خوب دین کو قائم فرمایا۔

اقول یہہ فقرہ تو شاید آپنے حضرات اہل سنت کے خوف سے لکہا ہے ورنہ جب محدثات مابعد النبی کو آپ عموماً بدعت منہی عنہا کہتے ہین تو خلافت خلفا جو مابعد آن حضرت منعقد ہوئی وہ بہی آپکے زعم ناقص مین ایسی ہی ہوگی اب ہمکو آپ سے بحث کرنی اور آپکو عاجز کرنے کا پورا موقع ملا بس اب میدان مین آئیے اور سوچ سمجہکر فرمائیے کہ حسب تصریح حضرات اہل سنت نہ خلافت کے بارہ مین کوئی نص آنحضرت تہی نہ استخلاف بلکہ اوسکا دار و مدار بعد آن حضرت صلعم اجماع اہل حل و عقد پہ ہوا پس اگر بعد آن حضرت مطلق احداث ملے اسی وجہ کہ ان بدعت محرمہ اور قبیح ہے تو پہر حضرت سلامت خلافت خلفای اربعہ کیونکر صحیح ہے پس خلافت خلفا پر رخنہ نکلا اگر آپ شیعہ سنی دونون دین سے گئے نہ ادہر کے ہوئے نہ اودہر کے اور اگر خلافت خلفای راشدین اور باوان حضرات کے اقامت دین کے آپ قائل معتقد ہین تو ہر یل کی لکری یعنے ہر محدث کو بدعت ضالہ کہنے سے ہاتہہ اوٹہائیے اور ارشاد حضرت خلیفہ ثانی دربارہ تراویح بنص صریح نعمت البدعۃ ہی کو ملاحظہ فرمائیے علمائے اسلام تو بدعت حسنہ کہتے ہین پس اگر آپ بہی تراویح پڑہتے ہین تو یقیناً اسکو حسنہ ہی جانتے ہونگے بدعت سیئہ جانتے تو کاہیکو پڑہتے اپنے موہنہ سے آپ ہی قائل ہوئے اور اگر اسکو بہی بدعت محرمہ سمجہکر نہین پڑہتے اور خلیفہ کا ارشاد نہین مانتے تو آپ مسلمانون کے کسی فرقہ مین نہین بلکہ غیر ملت اسلام کی طرف مائل ہوئے چلے ہیں اسے جہوٹئے اس سے بہتر کوئی بات

گلو خلاصی کی سبیل نہین آپ مسلمانون کو کچھ اپنے قال قیل نہین سے اگر دریافتی
برداشت بوبین ؂ دگر نشناختی افسوس افسوس

قال جب زمانہ خلافت کا آخر ہوا اور حکومت بنی امیہ کے ہاتھ آئی تو عجب طرح کا
فساد اسلام مین برپا ہوا کہ اہل بیت پیغمبر کے قتل تک کہان بوجھ کے نوبت پہونچی

اقول گستاخی معاف آپ ایسے نامقید ہین کہ جو موہنہ مین آیا بلا قید کہہ بیٹھے
ہین یہہ عموماً بنی امیہ کی حکومت پر کیون آپنے طعن کیا کچھ امیر معاویہ
سے بہی خفا ہین صاحب سمجھہ بوجھہ کے بات کیا کیجیے کیا آپکو اسکی خبر نہین کہ
بعد صلح حضرت امام حسن اونکی خلافت بہی مان لی گئی ہے اہل سنت پر تو
مارے ڈر کے آپ کوی بات بصراحت موہنہ سے نہین نکالتے فقط اشارے
وکنائے پر ٹالتے ہین پہلے خلافت مین جھگڑا ڈالا اب امیر معاویہ کو زمرۂ خلفا
سے نکالا یک نہ شد دو شد مگر شیعہ آپ بہت کہل کہیلے ہین کہ اونکی تعزیہ داری
کرکے تعزیہ و علم بنانے روتے رولانے پر کوی دقیقہ تہمین و توہین کا آپنے
اوٹھا نہین رکھا خیر یہہ بہی غنیمت ہے جو تہہ دیکھیے کینہ کا اونکے
دل مین ہے اعدا اہل بیت پیغمبر کیا واجب القتل ہی تہے جو شہید کا لفظ انکی
نسبت آپکے موہنہ سے نہ نکلا جب آپ شیعہ ہی کہتے ہین کہ وہ مانع بدعت تہے
پہر آپکو شہید کہنے مین کیا عذر تہا خیر بہول چوک سلعت ہے اب فرمائیے کہ حضرات
اہلبیت کونسی بدعت کے مانع تہے آیا خاص اوسی بدعت محرمہ کے یا مطلق محدثات
کے برتقدیر اول آپ کیون اون حضرات کی پیروی نہین کرتے کہ ہر محدث کو
بدعت محرمہ مین شمار کیے جاتے ہین کیا وہ بعد الثقلین نہین ہین یا اونکی پیروی کے
بہی آپکے نزدیک معاذاللہ بدعت محرمہ ہے اور برتقدیر ثانی پہلا اہلبیت پر
افترا ہے وہ حضرات کبہی محدثات حسنہ کو بدعت نہین جانتے تہے کیا وہ اپنے

جد امجد حضرت پیغمبر خدا کے روضہ منورہ کی زیارت نہیں کیا کرتے تھے جس روضہ مقدسہ کی اہانت پر آپ لوگ مرتے ہین پناہ بخدا اوسکو تعبیر بہ صنم اکبر کرتے ہین کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم۔

قال اوسوقت مین بادشاہ اور لوگ قدیم رسومات جاہلیت اور کفر کی محبت رکہتے تہے فرصت غنیمت جانکر کہل کہیلے اور اسلام مین رسومات جاہلیت اور عتیر نکالنے شروع کین

اقول یہہ صفت تو بعض سلاطین بنی امیہ مین خصوصًا آپکے پیر و مرشد یزید کی تہی وہ ان سب منہیات مین البتہ کہل کہیلا تہا یا اب اوسکے بعض چیلے اپنی بدعت مین کہل کہیلے ہین مگر حضرت امام حسینؑ نے اپنی جان عزیز کا دینا قبول کیا اور اوسکی بیعت کرنا نہ قبول کیا تاکہ بدعتین اوسکی اسلام مین مستند نہو جائین اور دنیا لوگ سمجہہ لین کہ ایسے بدعتی فاسق ظالم کی بیعت جائز نہین ہے اور نہ اوسکی اطاعت ہے

قال چند مدت مین وہ بدعتین اور رسمین ایک عالم مین پہیل گئین اور پچہلون نے اگلون کی سنت سمجہکر اور مرغوب نفس پاکر اونکا کرنا اپنے اوپر فرض و واجب جانا

اقول جو لوگ دیندار تہے وہ خود یزید ہی کو اوسکی بدعتون پر سرزنش کرتے تہے اوسکی سنت کیا قبول کرتے چنانچہ جب یزید پلید نے چوب خیزران حضرت امام حسین کے لب و دندان مبارک پر رکہی تو بعض صحابی حضرت رسول جو اوسوقت یہہ سانحہ دیکہہ رہے تہے بیتاب ہوکر کہنے لگے کہ ای یزید اوٹہا لی چہڑی لب و دندان حسین سے کہ مین نے بچشم خود دیکہا کہ حضرت رسول خدا ان لبونکی بوسہ لیتے تہے اور چوستے تہے ہان جو نامسلمان بطمع زخارف دنیا اوس فاسق کی اطاعت کرتے تہے وہ البتہ اوسکی سنت پہ چلتے تہے اور اب بہی مثل آپکے جنکو یزید پلید سے محبت اور حسین شہید سے عداوت ہے وہ اگر یزید کے وقت مین ہوتے تو ضرور اوسکا ساتہہ دیتے خون حسین مین شریک ہوکر جائزہ و انعام لیتے مگر چونکہ اوسوقت مین امام حسین

ہیئین ہین مجبوری یزید کی روح خوش کرنیکو حضرت کی مصیبت پر نوحے رولانے اور آپکی
عزاداری مٹانے پر جان دیئے دیتے ہین تاکہ واقعہ شہادت اور آپکے مصائب اور یزید
کے معائب کا اعلان نہو کہ اسمین اونکے مرشد کی سخت رسوائی ہے پس یہہ آپکا
کہنا آپ ہی پر صادق آتا ہے کہ پچھلون نے اگلونکی سنت سمجھکر اور مرغوب
نفس پاکر اونکا کرنا اپنے اوپر فرض واجب جانا۔

قال جو علماے دیندار ہوتے گئے جہانتک مقدور اور میسر ہوا دفع رسوم اور عقائد
باطلہ کا کرتے رہے۔

اقول واقعی جو علماے دیندار ہین اونکا ہر زمانہ مین یہی شعار رہا ہے کہ بقدر امکان
دفع رسوم فاسدہ اور عقائد باطلہ کا کرتے رہے ہین چنانچہ ہمنے اس رسالہ کے
مقدمہ مین بیان کیا ہے کہ علماے دیندار فریقین سے معنی بدعت مین کسقدر توضیح
وتفصیل کی ہے اور بدلائل ثابت کر دیا ہے کہ وہ احداث جو بطور تشریع کے ہو اور جسکو
اصل شرع سے کچھہ لگاؤ نہو وہ البتہ بدعت ضالہ و محرمہ ہے نہ مطلق محدثات
جنمین بموجب انطباق قواعد شرع کوئی واجب کوئی سنت کوئی مباح کوئی مکروہ
ہے اونکو بدعت ہی نہ کہنا چاہیئے مگر جب میان محمد فاضل ایسے کٹھہ ملا سے بدنام
کنندۂ نکونامی چند۔ نہ مانین اور اپنی ہی کج فہمی کی پیروی واجب جانین تو اسمین کیا
اختیار ہے خدا کا کلام برحق ہے وہ فرماتا ہے انا ھدیناہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا

قال قصہ یہہ ہزارون رسمین اور عقیدے کفر و جہالت کی جہان مین قائم ہوئی
اقول کیونکر نہ قائم ہوتی کہ کٹھہ ملاؤن نے عالمون کی ضد اور اپنی گرم بازاری کی غرض
سے جاہلون کو ہموار کرنے ہو جا کا سوا ایجاد کر دیا اور اوہون نے ملا مخدوم سمجھکر اونکا
کہنا مان لیا مناسب مقام ایک نقل ہمکو یاد آئی کسی قریہ مین ایک ناخواندہ ملا
صاحب وارد ہوئے سوچے کہ یہہ لوگ جاہل ہین خوب گذریگی اتفاقا اونکو تھوڑے ہی

دنو مین خوب رام کیا جناب مولانا صاحب کہلائے اخذ و جبر کا قرار واقعی موقع جما یا خوب
چہکے پہنچے اوڑہائے اتفاقا ایک عالم بہی اوس قریہ مین وارد ہوئے اونہون نے جو
اون بیچارے جاہلونکا حال دیکہا تو بمقتضائے درد دین والشفقة على المسلمين
چاہا کہ اونکو عقائد اسلام اور شریعت کے احکام بقدر ضرورت تعلیم کرین یہہ
دیکہکر پہلے کٹہہ ملا صاحب گہبرائے پہر سونچکر باین تقریر سراپا تزویر اہل
قریہ کو فریب مین لائے کہ یہہ عالم نہین بلکہ جاہل ہین لفظ مار تک نہین لکہہ جانتے
اگر تمکو یقین نہو تو اونکا اور میرا دونون کا امتحان لو یہہ سنکر وہ عالم کے حضور
حاضر ہوئے اور مار کے لکہنے کا اصرار کیا مرد عالم نے پہلے تو یہہ سوال مہمل سمجہکر
تامل کیا بالآخر اونکی خاطر سے مار لکہدیا پہر پہلے ملا کی نوبت آئی اوسنے سانپ
کی شکل بنائی اور اون جاہلونکو دکہا کر کہا کہ صاحبو انصاف کرو مار کی یہہ صورت
ہے جو مین نے لکہی ہے یا وہ ہے جو ان صاحب نے لکہی ہے یہہ دیکہکر سب اپنے
ملا کی قابلیت کا ایمان لائے اور بیچارے مرد عالم چلتے پہرتے نظر آئے۔

قال اور بسبب ضعف اسلام اور موقوف ہونے جہاد کے اور مصاحبت کفار کی ہر ملک
مین ہر فرقہ نے اپنی خواہش کے موافق جو چاہا سو تراش لیا۔

اقول سچ ہے اگر ضعف اسلام نہوتا اور علمای اسلام کو احکام اسلام کی اشاعت
مین اقتدار تام ہوتا تو دین اسلام مین رخنہ ڈالنے والے اور مباحہ کو جنسے رونق
اسلام زیادہ ہوتی ہے بدعت محرمہ جاننے والے کب کی سزا پاگئے اور براہ راست پر
آگئے ہوتے ہر ملک مین ہر فرقہ نے فرقہای اسلام سے تو کچہہ بہی نہین تراشا
مگر قنوج کے بعضے برہمنون نے اپنی خواہش کے موافق معاذ اللہ ایک صنم اکبر تراشا
ہے جو دینداروں کے نزدیک لائق عبرت و تماشا اور نا سعیدون کے نزدیک
کہیل اور تماشا ہے اور موقوفی جہاد کا فقرہ شاید ترغیب مسلمانون کے لیئے اوپر سنونکا

تراشا ہوا ہے جب سکہون کے ساتہہ قصد جہاد تہا پھر کاش غازی نہین ہوئے تہے
تو شہید ہی ہو جاتے جان بچا کر گہر تو نہ بہاگ آتے جہاد سے بہاگنا علاوہ
ارتکاب کبیرہ سبب قومی ضعف اسلام ہے اب بہت نازنہ کیجیے کہ آپکی
تری تمام ہے۔

قال اور اسلام و کفر کہچڑی ہوگیا۔

اقول سچ اسلام و کفر مین تو نسبت تضاد ہے وہ تو کفر کے ساتہہ کہچڑی
ہو نہین سکتا ہان اسلام برائے نام اگر کفر سے ملکر کہچڑی ہو جائے تو کچہہ
عجب نہین جیسے پہلے آپ شیعہ تہے پہر سُنی ہوئے پہر وہابی ہوگئے اب
وہابیت مین بہی بٹہ لگایا کہ ہر ہابی ہوگئے پس آپ ہی کا اسلام اجزائے
مختلفہ سے ملکر کہچڑی نہین بلکہ کہچڑا ہوگیا چلئے مبارک ہو۔

قال خصوصًا ہندوستان مین یہانتک نوبت پہونچی کہ ادہر کلمہ بہی کہتے
ہین ادہر بت بہی پوجتے ہین اور جو ادنمین ذرا قابل ہوئے اونہون نے
بعینہ جب رسوم ہنود کے کرنا مناسب نہ دیکہا اور مطلق چہوڑنا بہی خلاف
نفس کے خلاف پایا سواسواسطے ویسی رسمین اپنے گہر صورت و نام بدلکر مقرر کرلین

اقول ہندوستان مین اون لوگونکی البتہ یہانتک نوبت پہونچی جو محض دیہاتی
گنوار جہالت کے پتلے ہین اور اونکی معاشرت ہمیشہ کفار سے رہی اور آنکہہ کہولکر
اونہین کے رسوم اور عادات کو دیکہا اور ابتدا ہی سے اوسی کے خوگر ہوئے
پس اون گنوار ونمین یہہ قابلیت کہان کہ وہ رسوم ہنود سے تفرقہ
اور تمیز کرنمین یہہ تراش و خراش کرین آپ ایسے قابل البتہ ایجاد بندہ
کرسکتے ہین چنانچہ اپنی قابلیت سے جس مطلب کیواسطے آپنے یہہ تمہید
اوٹہائی ہے وہ آپکی تانت بولتی ہی ہم یہہ راگ بوجہہ گئے اور اسکا دفعیہ ہم اوسی

قاعدہ کلیہ مذکورۂ بالا سے یہان بہی کیئے دیتے ہین کہ جن امور مین اجازت شارع علیہ السلام کی ہو یا اونمین ولو بالعموم کچہہ شرع کا لگاؤ ہو وہ بلا دغدغہ جائز ہین گو نظر ظاہری مین وہ مشابہ بعض رسوم مذموم کفار معلوم ہوتے ہون اور جن امور مین اجازت شارع یا شرع کا لگاؤ نہو وہ بلا شبہہ ناجائز ہین خواہ اونمین مشابہت کفار کی ہو یا نہو اس قاعدہ کو یاد رکہیئے گا کہ آپکی بد اعتقادیون مین بہت کام آیگا۔

قال مثلاً ہنود جو بیاہ مین مور باندہتے ہین یہہ لوگ سہرا اور مقنع باندہتے ہین

اقول ان جزئیات کا تعرض سنت مین ہماری نظر سے نہین گذرا لیکن اگر شارع کیطرف سے اسمین بہی نہی وارد ہوئی ہے تو مباح و جائز والا ناجائز ہین

قال اور جو وہ اپنے مُردُون کے دِن کرتے ہین یہہ بہی تیجا اور دسوان اور چالیسوان اور برسی مثل فرض و واجب کے کرنے لگے۔

اقول چونکہ ماحصل حدیث شریف کا یہہ ہے کہ اپنے موتے کے امور خیر اور صدقات سے اعانت کرو چونکہ ایام مذکورہ مین تلاوت قرآن مبین اور صدقہ و خیرات واطعام غربا و مساکین کیا جاتا ہے اور ثواب اسکا روح میت کو بخشدیا جاتا ہی اور اصل شرع سے اوسکو لگاؤ ہی بدین وجہ خالی از رجحان شرعی نہین ہی مگر آپکے عقیدہ غیر سدیدہ مین اموات کو اعمال غیر سے کچہہ نفع نہین پہونچتا اسی بنا پر آپنے اسکا تعرض کیا حالانکہ یہہ آپکا خیال خام اور منجملہ وساوس واوہام ہی جسکی رد مین علمای فریقین کی کتب و رسائل بحجت و دلائل موجود ہین افسوس کہ آپکے واسطے یہہ ثواب مفقود ہی بنا بر مثل مشہور نہ فاتحہ نہ درود ہے

قال اور جو وہ بتونکے اوپر مٹہہ بناکر پوری کچوری پانی وغیرہ چڑہاتے ہین یہہ بہی اپنی قبر وغیرہ پر گنبد بناکر ملیدہ و ریوڑی اور گشتہ اور چادر وغیرہ چڑہانے لگے اور جو اونکے مشہور مہنت اور گسائین اور رہتے ہین انکے یہان بہی گنبد وغیرہ خادم اور مجاور اور پیرزادے مقرر ہوئے۔

اقول جملہ اہل اسلام تو اپنی قبروں پر گنبد نہیں بناتے یہہ آپکا محض دعوی بے برہان جو لوگ اہل سلوک اور ریاضت اور صاحبان کشف و معرفت است آن حضرت سے ہین اور نفوس قدسیہ اونکی علائق دنیویہ سے پاک اور استغراق جلال سرمدی بینا فانی اور خاک ہورہے ہین یہہ خاک بچشم صاحب ادراک بہتر از اکسیر ہے اور سے طلا بنتا ہے اسمین بنحوای کریمہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ولا کی تاثیر ہے ایسے اکابر کے قبور متبرکہ پر البتہ گنبد بناتے ہین خادم اور مجاور بٹھاتے ہین اونکی فیضان روحانی کے واسطے سے دعائین اہل غرض کی جناب احدیت مین مستجاب ہوتی ہین خدا سے مرادین پاتے ہین غرض نکلنے کے بعد نذر و نیاز چڑہاتے ہین یہہ بھی بعد انتقال اون بزرگون کا تصرف اور فیض ہے کہ جس سے بعض بندگان خدا مانند خدام و مجاورین وغیرہ مستفید ہوتے ہین علاوہ اسکے گنبد بنانے اور خدام وغیرہ رکہنے سامان ظاہری سے ایک شوکت اسلام ظاہر ہوتی ہے کفار کے دلونمین رعب چہاتا ہے جنکی امت کے لوگ ایسے ہین وہ برگزیدہ پیغمبر کس عظمت و جلالت اور کسقدر خدا کے محبوب اور مقرب بندہ ہون گے اسمین تو سراپا اونکی تذلیل اور اونکے مذہب فاسد کے بطلان کی دلیل ہے آپ اپنی خوش فہمی سے اسکو اونکی بدعات کی متابعت سمجھتے ہین ؎ بدین عقل و دانش بباید گریست۔

قال اور جو وے گنگاجی کی جے اور بم مہادیو بولتے ہین تو یہہ بھی نعرہ یاحسین اور دم مدار کہنے لگے

اقول اب آپکا وسوسہ شیطانیہ سمجھ بجنون ہونے لگا یزیدیون کی تیغ و سنان اور آپکے جراحات زبان سے اہل بیت کا خون ہونے لگا پس جسطرح حسین مظلوم نے یزیدیون کے مظالم پر صبر کیا اوسیطرح ہم بھی اس زمانہ کے یزید

کی بد زبانی پر صبر کرتے ہین یہہ کہان توفیق ہوئی ہوگی کہ کبھی بہولے سے
مقاتل حسین جو مصنفات فریقین سے ہین ہاتہہ مین لیکر ایک نظر دیکھتے
تو آنکھین کہلجاتین کہ مخدرات عصمت و طہارت بعد شہادت امام مظلوم
اپنی بیکسی اور بے بسی اور کربت و غربت پر روتین اور رولاتین اور یہیم وا محمداہ
وا علیاہ وا حسناہ وا حسیناہ فرماتی تہین پس جنکے گہر سے اسلام
جاری ہوا شرع نے رواج پایا اونکی کلام پاک کو ہذیانات کفرہ سے تشبیہہ دینا
شیطان کا کام ہے یا مسلمان کا تم آجتک ہوئے نہ اس سے آگاہ ؎
لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

قال اور جیسے وہ ہر ہر کہتے ہین یہہ بہی علی علی مچانے لگے۔

اقول اب پورے سڑی ہوگئے اگر بیہودہ بکنے کی یہی صورت ہے تو جوہند کی
کہولنے کی ضرورت ہے اگر جنون سے افاقہ ہوا اور اہلبیت نبوت خصوصًا
نفس نفیس حضرت رسالت سے کچہہ علاقہ ہو تو حدیث شریف مین دیکہو کہ ذکر
علی عبادت ہے اور سچے مسلمانونکو ہر عبادت کی عادت ہے پس علی کہنا ثواب
سے خالی نہین مگر اونکے نزدیک جو مثل آپکے لا ابالی نہین۔ دوسری حدیث
مین آیا ہے آنحضرت صلعم نے وانا وعلی من نور واحد فرمایا ہے پس بلحاظ
ان خصوصیات کے علی کہنا ویسا ہے جیسے رسول اللہ یا محمد صلعم کہنا مگر آپ
اس نام مقدس کے ذکر کو بہی ایسا ہی سمجہتے ہونگے گو مسلمانونکی خوف یا اپنی
وہابیت چہپانیکو اسکا اظہار نہ کرین مگر یہہ ممکن نہین کہ کوئی یا رسول اللہ
آپکے سامنے کہے اور آپ حجت و تکرار نہ کرین ارے بندۂ خدا مسلمان کہلاکر
کیون طریق جہالت و ضلالت پر اڑے ہو اور کیون حضرت رسول اور خاندان
رسول کے پیچہے پڑے ہو ارے میان اب تو یزید بہی نہین جو تمہاری ان باتون

خوش ہوکر تمکو جائزہ وانعام دیگا کہ بلا سے دین بگڑا تہا تو دنیا ہی کچہہ بنتی ابہو تم خسرین ہو دنیا وآخرت اور کچہہ حاصل نہین آیندہ پچہا تم جانو اور تمہارا کام واللہ عزیز ذو انتقام۔

قال اور اگر اونکے یہان گیا اور متہرا اور کاشی جاتی ہین یہان بہی کمن پور و بہرایچ واجمیر کو تیار ہوگئے اور جو وے وہان سے پرشاد لاتے ہین تو یہہ بہی ریگ اور صندل لانے لگے اور جو وی جگناتہہ کا بہات دور دور لیجاتے ہین یہہ بہی کمن پور کے چانول منزلون پہونچانے لگے اور جو وی مہادیو اور ہر دیو کی جہنڈیان بناتے ہین یہان بہی مدار سالار کے نام کی چہڑیان اور نیزے چڑہانے لگے اور جو اونکے یہان ہر دیو وغیرہ کے چبوترے ہین یہان بہی امام کے نام کے سینکڑون چبوترے بن گئے اور جو اونکے یہان سال بہر پیچہے رت کانڈ دہوم دہام سے نکالنا ضرور ہے تو یہان بہی برسوین دن تعزیہ بنانا واجب اور فرض ہوگیا اور جو وہ لنکا بناتے ہین تو یہہ بہی اپنے یہان کربلا بنانے لگے اور جو اونکا ٹہاکر دوارہ ہے تو انکا امام باڑہ ہے۔

اقول آپ سودے کا اسقدر زور ہوا کہ سواد و بیاض روز روشن و شب دیجور ظلمت و نور مین کچہہ فرق نہ رہا خوب گہال میل کیا آیہ کریمہ خلطوا عملا صالحا واخر سیئا کا مفہوم اچہی طرح ظاہر کر دیا میان بگڑے بخاری آپکے خرافات کا جواب پیر بخار والے خوب دیتے وہ بخار نکالتے کہ آپکی دماغ کے ابخرہ سوداویہ سب دور ہوجاتے بالکل ہوش مین آجاتے اور علمار کی یہہ شان نہین ہے کہ آپکو طرف مقابل بنائین اور آپکے مہملات کا جواب لکہین لیکن بخیال حفظ عقائد مسلمین کچہہ دفع دخل کرنا ضروری تہا بدینوجہ بقدر ضرورت کچہہ لکہنا پڑا پہلے تو یہہ فرمایئے کہ اگر کوئی قابل اہل ہنود کے آپپر یہ طعن کرے کہ آپکا اسلام

ہمارا نام ہے جیسی ہماری مذہب کی رسمین ہین ویسی رسمین آپنے بھی لہذا یہان صورت و نام بدل کر مقرر کرلی ہین ہم شاستر پر چلتے ہین تمنے شرع نکالی ہم ہیونسری کرتے ہین تم نکاح ہم سنکہ بجاتے ہین تم اذان کہتے ہو ہم پوجا پاٹ کرتے ہین تم نماز پڑہتے ہو ہم مالا جپتے ہین تم تسبیح پہیرتے ہو ہم ہر سال تیرت کرتے ہین تم ہر سال حج کو جاتے ہو ہم تیرت مین سر منڈاتے ہین تم حج مین حلق و تقصیر کرتے ہو ہم تیرت سے پرشاد لاتے ہین تم مکے سے آب زمزم کی کپیان خانہ کعبہ کا کپڑا مکہ کی کہجورین عقیق البحر کی تسبیحین لاتے ہو ہم پکرما کرتے ہین تم صفا و مروہ مین سعی کرتے ہو ہم مندر و نکی گرد پہرتے ہین تم خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہو ہم بتون کی ڈنڈوت کرتے ہین تم حجر اسود کو چومتے ہو ہم بتون پر بکرا چڑہاتے ہین تم منی مین قربانی کرتے ہو ہمارے ملنگ مٹہون مین ایک ٹانگ سے کودتے چلتے ہین تم ہرولہ کرتے ہو ہم ہر ہر پکارتے ہین تم لبیک اللہم لبیک کا غل مچاتے ہو ہمارے تہجانے ہین آپکی مسجدین اب انصاف سے کہیئے اس غلتہ لسانی قائل اور اوسکی تقریر لاطائل کا آپکے پاس کیا جواب ہے ہمتو جانتے ہین کہ آپ سے کچہہ جواب دیتے نہ بنیگا وہ آپ ہی کی اولٹی تقریر سے آپکے مونہہ مین پتہر دیگا پس کافرونکی ملامت سے تو مسلمانونکی راہ سلامت بہتر ہے آپ بہی راہ راست پر آجائیے اور ضد و جہالت کو چہوڑکر علمای محققین کی تحقیق و تنقیح کا یقین لائیے کہ جو احکام تعبدیہ منجانب خدا شارع علیہ السلام سے تلقی ہوئی ہین یا جن امور مین رجحان شرعی یا کچہہ لگاو اصل شرع سے پایا جاتا ہی وہ سب ایسی ہین کہ جنکا کرنا واجب یا سنت یا جائز و مباح ہے اور جو اصل شرع سے قطعا خارج یا بخواہش نفسانی و اغوای شیطانی محض بطور رسم مشہور ایجاد بندہ اگرچہ گندہ ہین وہ

قطعی ناجائز و حرام ہین پس ہنود کے رسوم و عادات محض قسم ثانی اور آپکی شبہات بھی ویسے ہی پوچ و لایعنی ہین یعنی ہمنے ایک مختصر بات سے آپکا اور آپکے ہم خیالون ہنود کا دونون کا جواب دیدیا اب دونون قسمون مین غلط ملط نکیجیے کہ ملوہ شاخین نہ نکالیئے بلکہ قسم اول کے متعلقاتکو قسم ثانی کے خرافات سے علحدہ کر لیجیئے اور چھانٹ ڈالیئے پھر دیکھیئے کہ امر تفریق و تفصیل مین کتنی بڑی آسانی ہے دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی ہے۔

قال علی ہذا القیاس اور ہزارون رسمین کفار کی مقابلہ مین ان لوگون نے بھی مقرر کر لین اور خوش ہوئے کہ ہم انسے کم نہین ہین۔

اقول یہہ قیاس آپکا بطور اول من قاس قیاس مع الفارق ہے ہم تفریق کی صورت بتا چکے ہین اوسی قاعدہ سے ہر قسم کو الگ کر لیجیئے کفار سے مقابلہ نکیجیئے کہ وہ اگر تبہ آپکو بہکا چکے اور خوش ہوئے کہ ہم انسے کم نہین بلکہ بڑہے ہوئے اور ان پر چڑہے ہوئے ہین جو سچے دل سے حمایت اسلام کرتے ہین خدا اونکی تائید کرتا ہے اور جو طلب دنیا کیواسطے یہہ حیلہ اور وسیلہ کرتے ہین وہ ایسی ہی زک اوٹہاتے اور موہنہ کی کہاتے ہین۔

قال اور اسیطرح سب رسمین جہانتین نہین نکلین مگر جو آتا گیا وہ نئی ایک اپج نکالتا گیا اور ڈوون کی لیتا رہا۔

اقول یہہ آپنے بہت سچ کہا کہ جو آتا گیا وہ نئی ایک اپج نکالتا گیا اور ڈونگی لیتا رہا چنانچہ پہلے آپکے بڑے پیر و مرشد نغلہ خراب شیخ عبد الوہاب نے عقائد مسلمین مین خلل اندازی کی بنا ڈالی نجد سے یہہ اپج نکالی وہ نجد جسکی نسبت آنحضرت صلعم نے ھناک الزلازل والفتن فرمایا ہے اسکے بعد وبها یطلع قرن الشیطان بھی آیا ہے پھر اس شیخ نجدی کی بعد اوسکے پوتے تمرد و خارجی نامسعود نے اور ڈونگی لی کہ مکہ معظمہ اور طائف اور کربلای معلی مین قتل عام علماء و

صلحا معززین اہل اسلام کے بعد خوب لوٹ مار کیا آخر مجاہدین اسلام کے ہاتھ سے اپنے مقر اصلی کو پہونچا بقیۃ السیوف ایسے گم ہوی کہ مثل سعود مردود وہ بھی نیست و نابود معلوم ہوتے تھے لیکن ایکمدت دراز کے بعد اب یہ خبر ہوی کہ اوسی سعود نامسعود کی روح کثیف آپکی قالب شریف مین جلوہ گر ہوی اب ثالث بالخیر آپکا ظہور ہے مسلمانونکو بدعتی ٹھہرانیکا فخر بنائیے عقائد اہل اسلام کو استہزا کیجئے جو چاہیے اوپچ نکالیے دُون کی لیجئے کہ آپکی زبان اوسی سعود بدبخت کا طنبورا ہے۔

قال اور سبب اسکا یہ ہے کہ مسلمانین جتنے کام خواہ دین کے ہون خواہ دنیا کے کفار کے طریقہ اور مشابہت سے نہایت بعید ہین۔

اقول پھر آپنے کیون مسلمانی کی رعایت کی اور کفر و اسلام مین فقط مشابہت ہی نہین بلکہ کھچڑی کر دیا سبب اسکا یہ ہے کہ مسلمانونکے جتنے کام ہین وہ ایسے اصول و قواعد پر مشتمل ہین کہ جنسے شرع کا لگاؤ نہین چھوٹتا اور اون اصول و قواعد سے آپ بالکل ناواقف ہین بدینوجہ آپ دھوکے مین اگر کہین مشابہت پاتے ہین کبھی کھچڑی بگھارتے ہین حضرت سلامت پھر ہم کہتے ہین کہ اس اپنی کھچڑی سے چانول الگ کر لیجئے تب بلا ٹلے گی اور آپکی دال گہنی ہے ہرگز نہ گلے گی سبحان اللہ یزید پلید کی حمایت اور امام شہید کی سعایت مین آپ ایسے از خود رفتہ ہین کہ یہ بھی نہین سوجھتا کہ وہ کیسا مسلمان تھا جسنے فرزند رسول کو شہید کیا خاندان رسالت کو تباہ و برباد کر دیا جسکے اسلام پر غیر ملت اسلام کے منصف لوگ بھی ہنستے ہین چنانچہ کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎ مین اک نصاری سے یون از راہ نادانی + پوچھا کہ مسلمان ہے یون بولا وہ نصرانی + جسنے نواسے کو گر عید کی قربانی + کرتے تو نہین پھبتا دعوائے مسلمانی + پس

یزید کی مسلمانی تو ایسی نہین کہ کفار کے طریقہ کی مشابہت سے بعید ہو پس آپ
اوسی کی مسلمانی پر اس طعن وتشنیع سے ہاتھہ صاف کرتے اور مسلمانونکو معاف کرتے

قال اور عبادت خدا مین کفار کیطرح صورت اور شکل اور شرک و وہم اور لذات
دنیا کا نام ونشان نہین اور خدا نماز روزہ مین نظر نہین آتا ہے۔

اقول یہہ کیا مجذوب کی بڑ آپنے ہانکی خدا کی عبادت مین صورت شکل لذت
و وہم و شرک کو کیا دخل ہے اور کون کہتا ہے کہ خدا نماز و روزہ مین نظر آتا
ہے یہہ تو کسی مسلمان کا عقیدہ نہین وہ وحدہ لاشریک لہ ہے اوسکی عبادت
مین کوئی شریک نہین پہر مسلمانون کے مقابلہ مین اسکا ذکر ہی فضول مگر
خیر یہہ ہی ایک دخل در معقول ہے۔

قال بخلاف کفار کے کہ ہر وقت اپنے معبود کی صورت کے سامنے منت
اور پوجا کرتے ہین۔

اقول جب کافر و مشرک ہین تو اونسے کیا بحث ہے صورت مورت جسکے سامنے
جو چاہین کرین اہل اسلام تو ایسا نہین کرتے ہمارا معبود تو واجب الوجود ہے
جسکے واسطے نہ صورت نہ شکل ہے وہ اپنے مخلوقات کا صورتگر ہے جسکی صفت
ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء ہے اسی سے اسلام و کفر کے طریقہ مین مباینت
ظاہر ہو گئی مگر پہر آپ کہان بیل کرین گے حالانکہ بموجب اصل قاعدہ کچہہ اسکے
فائدہ نہین لیکن اپنی عادت سے مجبور ہین۔

قال مسلمان جاہلون نے بہی اس بات کو دیکھہ اور پسند کر نفس اور
شیطان کی مشورت سے ویسی باتین اپنے یہان بہی بے وغدغہ خلاف
شرع مقرر کرین۔

اقول افسوس ست گوسالہ ما پیر شد وگاؤ نہ شد۔ ہمنے بہت سمجہایا کہ ہم

قواعد شریعت تعلیم کیئے مگر بزاخفش کیطرح بجز سر ہلا دینے کے آپکو کچھہ بھی نہ آیا جن باتون کو خلاف شرع آپ کہتے ہین اور کئین بہت سی باتین بموجب قواعد مقررہ علمائے دین و قانون شریعت حضرت ختم المرسلین صلعم خلاف شرع نہین ہین فقط آپکی سمجھہ کا پہیر ہے پہر دوسرے کی سنتے ہی نہین اپنی ہی ضد پہ اڑے ہو کیا اندہیر ہے۔

قال سچ ہے قدیم سے یہہ قاعدہ شیطان کا ہے کہ جب کسی قوم کو دیکہتا ہے کہ بعینہ رسوم کفر اور خیانت کو اللہ و رسول کی منع کرنے کے خوف اور دہشت سے نہ کرینگے تو صورت بدل کر اوسی کام کو اور لباس مین اونسے کرواتا ہے تا اصل مطلب اوسکا فوت نہو۔

اقول واقعی شیاطین آپکی طرح بڑا ضدی ہے جبتک خدا تعالی سے فبعزتک لاغوینھم اجمعین کہا اپنی ہٹ اور ضد سے باز نہ آیا حضرت آدم سے بغض اور زیادہ ہوا بنی آدم کے اغوی پر بدل آمادہ ہوا مگر جب آپکو دیکہا کہ یہہ پڑہے جن فن و فریب مین میرے بہی استاد ہین اونپر میرے حیلون سے کام نہ چلے گا انکو انہین کے مذاق مین پہندا لگانا اور دین پنجتنی سے گمراہی دیکر اپنے راہ پہ لانا چاہیئے چنانچہ حالت تشیع مین بیٹہے اپکے دل مین وسوسہ ڈالا کہ اس مذہب مین تعزیہ داری ایک شی ایجاد ہے پس بوجہ بدعت یہہ مذہب پر از فساد ہے پس مذہب اہل بدعت سے مذہب اہل سنت خوب ہے سنی ہونا چاہیئے کہ یہی پسندیدہ و مرغوب ہے پس آپ مذہب اہل سنت مین آئے تو شیطان نے اس اوکہاڑ پچہاڑ سے اپنا مطلب حاصل پاکر خوشی خوشی اور خیالات جمائے کہ اصل مین احکام کتاب خدا و سنت رسول واجب التعمیل اور قابل قبول ہین یہہ ائمہ اربع مذہب اہل سنت کے بہی کیا خدا

کے بھیجے ہوے رسول ہین جو ہم انکے فتاوی کی تعمیل بمقابلہ کتاب و سنت
انکی تقلید واجب جانین اور خدا و رسول کا کہنا نہ مانین اس سے بڑھکر اس زمانہ میں
پیری مریدی اور پیر کی تعظیم و توقیر مین زیادتی و افراط اور روش خلاف
احتیاط ہے کہ حد شرع سے گذر کر مرتکب انواع بدعات ہوتے ہین اوسپر
طرہ یہہ ہے کہ فرقہ شیعہ کیطرح اون بدعتون مین اقسام واجب و سنت
مباح مکروہ حرام نکالتے ہین بدعتی ہوکر اہل سنت کہلاتے ہین یہہ سب
ہی کچھہ ٹھیک نہین ٹھیک مذہب اسلام وہ ہے جسمین بجز کتاب و سنت
دوسرے حکم کو نہ مانین تقلید کو حرام جانین محدثات مابعد انبیا صلعم کو نا
بدعت محرمہ سمجھی حنفی شافعی مالکی حنبلی شیعی کچھہ نہ کہلائے غیر مقلد ہوکر
اپنے تئین خدا سے ملادے یعنے وہابی ہو جائے اور آمین بالجہر کے نعروں سے
خانہ خدا ہلادے یہہ پٹی تو شیطان نے ایسی پڑھائی کہ آپ جھٹ پٹ
ہوکر جھٹ پٹ وہابی ہوگئے کچھہ بن نہ آئی واہ رے شیطان جب اوسنے
دیکھا کہ اللہ و رسول کے خوف سے آپ ملت اسلام مین یہہ اولٹ پھیر
نہ کرینگے تو فریب کی راہ چلکر اور کئی صورتین بدلکر اوسی کام کو اور لباس
مین آپ سے کروایا اور بنا بر اخفا و التباس رنگ برنگ کا لباس آپکو
پنہایا تا اصل مطلب اوسکا فوت نہو ہر چند کئی لباس رنگین آپنے بدلے
آخر کو تو وہی کہلائے اب خواہ وہابی ہو خواہ ہر بابی ہم خوب میان ہر بابکو
پہچانتے ہوی ایں ست بہر رنگی کہ خواہی جامہ بر پوش * من انداز قدت را می شناسم
قال الغرض جب ملا نونکو اس بلا مین گرفتار دیکھا تو بندہ خیر خواہ اولاد حسن قنوجی
نے کہ اللہ اوسکو حسن و حسین کے طریقہ اور محبت مین رکھے چاہا کہ اپنے ملنے والونکو
اللہ حسبۃً خبردار تو خیر خواہ سے برائی ان رسمونکی سمجھا دیوے ۔

اقول مسلمان خدا کی اس بلا میں گرفتار ہون آپکو شیطان کے فریبون نے اس بلا مین پہنسایا آپ سب مسلمانون کے لیئے مرتے ہین اپنا ٹینٹہ دیکہتے ہی نہین اور ون کی پہلکی پر نظر کرتے ہین اور سپر یہہ نرالی اوپچ نکالی کہ حسنین علیہما السلام کے طریقہ و محبت کا جہوٹا دعوی کر دیا کیون جناب کیا حضرات حسنین کا یہی طریقہ تہا کہ وہ ہر محدث پر ایک طرح ناک بہون چڑہاتے تہے اپنے جد امجد حضرت پیغمبر صلعم کے مزار منور کو معاذ اللہ صنم اکبر کہتے تہے اوسکی زیارت کو نجاتے تہے پناہ بخدا ہرگز یہہ اونکا طریقہ نتہا اور نہ آپکو اونسے کچہہ بہی محبت ہے کیا محبت کا یہی نشان ہے کہ محبوب کی مصیبت پر خوشی کرے سامان غم محبوبکو مٹائے محبوب کے دشمن سے بیزاری در کنار اوسکا دوست اور طرفدار بنجاے جب ایسی باتون کی برائیان آپ خود نہین سمجہتے اورونکو کیا سمجہائیگا ہان اسلام مین مباح رسمونکی برائی جیسے شیطان نے آپکو سمجہادی ہے آپ اورون کو بتائیے گا خدا آپکو سمجہا دے اور سب مسلمانون کو اس بلا سے بچاوے۔

قال مگر دیکہا تو انکا عجب حال ہے کہ بے خون نکالے انکے مزاج کے فساد کا دور ہونا ممکن ہی نہین۔

اقول اسمین کچہہ شک نہین کہ آپ محبان مسئول مقبول اور خاندان رسول کے خون کے پیاسے ہین ہر حیلہ و بہانہ سے اونکا خون بہانا آپ پر فرض ہے پہر فساد مزاج کی تہمت نہ کیجیے اپنے فساد مزاج اور خون سوداوی کے اخراج کی فکر جلد فصد لیجیے

قال لیکن بعضے لوگ کہ دو چار مہینہ کے نصیحتونسے انکا اچہا ہونا معلوم ہوتا تہا ان لوگونکو سمجہانا شروع کیا

اقول لیجیے یہہ بیچارے بہی آپکی طرح گئے گذرے یہہ وہی نصیحتین ہین جنکو معلم الملکوت نے آپکو سمجہایا ہے انہین نصیحتون کا ذکر قرآن مبین مین آیا ہے ناصح ثانی سنین کہ ناصح اول کی زبانی انی لکما لمن الناصحین فرمایا ہے۔

قال پہر جب دیکہا کہ زبانی کہنے سے فائدہ عام نہین ہوتا اور ہر شخص کو ہر بات یاد نہین رہتی تو اسلیئے اسوقت مین کہ ۱۳۰۹ہجری مین یہہ رسالہ ہندی زبان مین لکہتا تاکہ ہر کوی اسکو اپنی بولی مین سمجہہ کر بے تکلف بوجہہ لے اور سوجہہ پکڑے۔

اقول واقعی آپنے مسلمانونکو بہکانیمین کوی دقیقہ اوٹہا نہین رکہا پہلے مُنہ زبانی بہکایا کیئے پہر اپنے پیر بہرپوی کی سنت پر چلے امام چوک کہد وانے اور تعزیہ پر ہاتہہ چلانیکا ڈہنگ ڈالا پہلے تو مسلمانون نے سمجہایا اور ٹالا پہر خوب آپکی خدمت کی اور دل کا بخار نکالا جب آپنے زبانی تقریر لایعنی کا کچہہ مزا چکہا تب اسکو چہوڑکر یہہ رسالہ لکہا مگر اسکو بہی لوگ پوچ ولچر سمجہے اور بجز چند جولاہون اور چہیپنون کے اور کوئی آپکی جال مین نہ پہنسا اب یہہ جال آپکے واسطے زیادہ جنجال ہوگا ہماری جواب سے اسکی قلعی کہلیگی آپکو رنج وملال ہوگا کہ بہت دنون کے بعد ہمارے ہی بعض اقربا نے ہمسے انتقام لیا ۱۳۰۹ کا رد ۱۳۱۵ ہجری مین تحریر کیا ہے کیونکر نہ دل جلیگا بہلا ایسے داغ سے ؎ آخر کو آگ لگ گئی گہر کے چراغ سے۔

قال پہر دریافت کیا تو سب رسمونمین دو رسمون کا چہوڑنا لوگون پر بہت مشکل ہے اور شاق ایک منّت پوجا اولیا وغیرہ کے دوسرے تعزیہ کا بنانا کیونکہ سے چہاتی پہ گر پہاڑ بہی ہووے تو ٹل سکے ؎ مشکل ہے جیمین بیٹہی وہ جی سے نکل سکے۔

اقول تعزیہ کا بنانا کیونکر چہوڑین کہ تعزیہ معین گریہ وبکا ہے اور امام مظلوم کی مصیبت پر رونا رولانا خاص سنت حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم ہے پس جو مسلمان اپنے پیغمبر کے پیرو ہین وہ اس مصیبت مین ضرور روئینگے رولائینگے جو چیز موجب زیادتی عزا اور معین گریہ وبکا ہو اور قواعد شریعت کے خلاف نہو مثل تعزیہ وغیرہ بنائینگے آپکے جی مین جو بدعت محترمہ بیٹہی ہے وہ کسی طرح

نہ نکل سکے گی اور نہ یہہ بدعت آپکی ہر جگہہ چل سکے گی ناحق اسکا خیال ہی پر شعر بندکو آپہی کے حسب حال ہے

قال اور سنت و پوجا کی بیان مین رسالہ نصیحۃ المومنین لکہا پایا اسواسطے اس رسالہ مین فقط برائی تعزیہ کی صاف صاف بیان کی کیونکہ سمجہانا عوام کا منظور ہے۔

اقول رسالہ نصیحۃ المومنین تو آپنے لکہا پایا مگر اوسکا جواب فضیحۃ الشیاطین شاید آپکو نظر نہیں آیا جواب الجواب سے عاجز ہوکر مصلحتاً چھپا یا خیر اب اپنا بہلا چاہتے ہو تو تعزیہ کی برائی سے باز آؤ ورنہ پیچہے پچہتاؤ گے آگے چلکر اپنی پیر کی تقریر سے موہنہ کی کہاؤ گے لطف تو یہہ ہے کہ خود آپ ہی کے نزدیک برائی تعزیہ کی ثابت کرنا ایسی مہمل بات ہے کہ اوسکو خواص کے مقابلہ مین بیان نکر سکے عوام کے اغوا کرنے کا ارادہ کیا قدرت خدا سے اثنای کلام مین لفظ عوام کو زیادہ کیا لہذا ہمکو اپنے عوام کی حمایت اور رئیس الاعمام کی ہدایت کرنا ضرور اور آپکو سمجہانا منظور ہے۔

قال اور حکم ہے بات کرو ہر آدمی سے اوسکی عقل کے موافق۔

اقول یہہ حکم اوسکے نسبت ہے جسکو کچہہ بہی عقل ہو اور جسکو ذرا بہی عقل نہو جیسے آپ ہین اوس سے ہزار ہندی کی چندی کرو وہ نہ کچہہ سنتا ہے نہ سمجہتا ہے ؎ پیش نادان خواندن تنزیل ہیچ + مردہ دل را صور اسرافیل ہیچ۔

قال اور یہی سبب ہے کہ نبی پر کتاب اوسکے قوم زبان مین اوتری پس مناسب ہے کہ اسکو حقیر نہ سمجہین اور اوسکے مطلب کو سوچین بوجہین۔

اقول یہی سبب ہے کہ حضرت پیغمبر پر جو کتاب اونکی قوم کی زبان مین نازل ہوئی بعض ضدی جاہل اوسکو اساطیر الاولین کہتے تہے جیسے آپ اپنے کلام لایعنی کو بمنزلہ وحی ربانی اور دوسرے کی نصیحت کو قصہ و کہانی سمجہتے ہین اب بہی جو ہم عرض کرتے ہین اوسکو حقیر نہ سمجہیے اور اسکے مطلب کو سوچیے سمجہیے

قال اور نام اس رسالہ کا ہدایت المومنین رکہا۔

اقول یہہ بہی اولٹی سمجہہ کا اولٹا نام سبحان اللہ جسمین جمہور اہل اسلام سے مخالفت بغاوت ہے اوسکا نام ہدایت ہے یہہ فقط سمجہہ کا پہیر ہے اور عقل کا

تصویر برعکس نہند نام زنگی کافور۔
قال اور مطلب اسکے ایک مقدمہ اور تین فصلونمین بیان کیئے۔
اقول مقدمہ خبط فصلین بے ربط مطلب وہی تعزیہ کی برائی جو دلین آی سو آئی۔
قال اول مقدمہ مین بدعتونکی ظاہر ہونیکا سبب مذکور ہو چکا۔
اقول چونکہ آپ معنی بدعت اور اوسکے اقسام نہ سمجھتے تھے ایک ہی ہانک بدعت محرمہ کی یاد رکھی تھی لہذا ہمنے اپنے رسالہ کے مقدمہ مین معنی بدعت اور اقسام بدعت بتفصیل و تفریق بیان کر دیئے جس سے آپکا مقدمہ بالکل خراب بلکہ نقش برآب ہو گیا۔
قال اب پہلی فصل مین برائی تعزیہ کی دلیل عقلی و شرعی سے مذکور ہے دوسری فصل مین جاہلون کے سوال کا جواب ہے تیسری فصل مین آیہ و حدیث کی روسے تعزیہ کی برائی کا بیان ہے۔
اقول یہہ فصول ثلثہ کے اعتراض مصداق ظلمات بعضہا فوق بعض ہین کوئی دعوی آپکا صادق نہین کوئی دلیل اس دعوی بے بنیاد کی مطابق نہین چنانچہ انشاء اللہ ہر فصل کے جواب سے ظاہر ہو جائیگا آپکا کذب وافترا آپکے آگے آئے گا
قال فصل پہلی اب ای مسلمانون خدا کے واسطے دل سے سنو کہ تم دین مین آپ مختار نہین ہو کہ جو تمہارے جی مین آوے سو کرو آخر خدا کے بندے ہو پیغمبر کی امت ہو بھلا ہم تمسے پوچھتے ہین کہ خدا نے یا پیغمبر نے کہان کہا ہے کہ حضرت امام حسین شہید ہون تب اونکا ہر سال تعزیہ بناؤ اور اوسکا ثواب پاؤ۔
اقول اب اے مسلمانون خدا کیواسطے اس بگڑے مسلمان کی تم کچھہ نہ سنو یہہ دین مین خود مختار ہے جو اسکے جی مین آتا ہے سو کرتا ہے نہ اپنے تئین خدا کا بندہ سمجھتا ہے نہ پیغمبر کی امت نہ شعائر خدا کی تعظیم لازم جانتا ہے نہ پیغمبر کے

حکم کو مانتا ہے بس اسپر خوش ہین کہ خدا اور رسول نے خاص تعزیہ بنانیکا کہان حکم
دیا ہے یہان بڑی قابل ہہلا ہم تمسے پوچھتے ہین کہ خدا نے کہان کہا ہے کہ تم
صبح کی دو رکعت ظہر وعصر وعشا کی چار چار رکعت مغرب کی تین رکعت
فرض پڑہا کرو پہر کیون پڑہتے ہو رسول صلعم نے کہان کہا ہے کہ حضرت امام
حسین جب شہید ہون تو تم میرے رونے اور رنج وغم کرنے کا خیال نکرو
بلکہ مثل روز عید خوشی کرو اچہی کپڑے پہنو خورم وشاد فتح یزید کی مبارکباد دو
کچھہ رنج وملال نکرو پہر کیون ایسہ بدعتین کرتے ہو پس معلوم ہوا کہ قابل تو نہین
جاہل ہو نہین جانتے کہ بہت سی باتین خدا اور رسول نے نہین کہین لیکن اونکا کرنا
شرعًا درست ہے کہ شعائر خدا مین داخل اور اباحت شرعی اونکو شامل ہے لہذا
ہم پہلے خدا اور رسول کے زمانے سے تعزیہ بنانے کی حقیقت آپکو سمجھاتے ہین پہر
آپکے پیر کی ایک تقریر بے نظیر ایسی سُناتے ہین کہ آپکے مونہہ مین پتہر دیدے
اور اگر صاحب غیرت ہین تو حیرت مین آکر کہو جائین بلکہ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ کے مصداق
ہو جائین اب سُنئیے خدا فرماتا ہے ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب
اس سے ظاہر ہے کہ جو چیز علامت عبادت الہی ہو اوسکی تعظیم وتکریم واجب
ہے سنگ وخشت حیوان وغیر حیوان قرطاس وبانس وغیرہ کا اسمین لحاظ نہین
کیا جاتا بلکہ اصل انتساب لیا جاتا ہے اسیواسطے دوسری جگہہ فرماتا ہے
ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ امام رازی اس آیہ کریمہ کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ
شعائر اللہ نام ہے نشانی طاعت خدا کا اور جو چیز کہ واسطے طاعت الہی کے بنائی
جاوے وہ شعائر خدا سے ہے اس تقریر سے ہی تخصیص شے من دون شے
اور تعمیم مقصود ہے دیکہیے تیسری جگہہ قرآن مین موجود ہے والبدن جعلنا لکم من
شعائر اللہ اور چونکہ بموجب آیہ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

اطاعت خدا و رسول و ائمہ ایک ہے اور شعائر امام بعینہ مثل شعائر خدای منعام ہے اس دلیل متین اور برہان مبین سے واضح ہوگیا کہ جسطرح صفا و مروہ اور شتران قربانی نشان دین خدا اور علامت ایمانی ہین اسیطرح تعزیہ و ضریح اور تابوت و علم وغیرہ جملہ لوازم عزاداری باعتبار اصل انتساب بسوی حضرت سید الشہدا شعائر خدا اور رتبہ مسلمانی ہین اور جیسے سعی مابین صفا و مروہ ہر سال حج مین مورث اجر و ثواب ہے ویسے ہی تعزیہ بنانا امام کے غم مین رونا رولانا ہر سال موجب حسنات بیحساب ہے پس تعزیہ بنانے کو خلاف حکم خدا و رسول اور بدعت کہنا ویسا ہی ہے جیسے سعی مابین صفا و مروہ کو بقول بعض مفسرین یعنے جاہل ابحساد مشرکین اور بدعت کہتے ہین اور حضرت کا ارشاد ہے کلشئ مطلق ای مباح حتے یرد فیہ النہی اور نہی مخصوص بتصاویر ذوی الارواح ہے پس تعزیہ تصویر ذیروح نہین اوسکا بنانا حسب ارشاد پیغمبر جائز و مباح ہے چلیئے خدا و رسول کا حکم تو آپ سن چکے اب آپکی ہدایت کی دوسری تدبیر ہے بچشم عبرت کتاب صراط المستقیم مولوی اسمعیل کو دیکھیے جسمین آپکے پیر کی یہہ مطلب خیز حیرت انگیز تقریر ہے کہ از فروع حب منعم تعظیم شعائر اوست یعنے اموریکہ بان مناسبت خاص دارد بحیثیتے کہ ذہن کسی کہ واقف بآن مناسبت باشد از ان امور بآن منعم انتقال می کند مثل تعظیم نام و لباس او و سلاح او حتی کہ مرکب او چنانچہ ہر کسی کہ ممارست باین امور کردہ مجالست با حقوق شناسان از وزرای عظام بلکہ جمیع مصاحبان کرام نمودہ و تعظیم ایشان مرفرمان بادشاہی و تخت شاہی را دیدہ پوشیدہ نخواہد ماند اتنہی اب خدا کے واسطے ذرا خواب غفلت سے چونکئے آنکھین کھولیئے اپنی پیر کی تقریر دلپذیر سنکر آپ بھی پیر کی خاطر سے یہہ سچی بات بولیئے کہ جب دنیا کی بادشاہون کی شعائر اور اون کے نام و

لباس اور سلاح و قربان حتی کہ مرکب و تخت بادشاہی کی تعظیم اون کی محبت
و اطاعت بعینہ اونکی تعظیم ہو تو دین کے بادشاہون کی شعائر کی تعظیم بطریق
اولی اونکی محبت و تعظیم ہے پس حضرت امام حسین کے شعائر یعنے وہ امور جو
آپ سے مناسبت خاص رکھتے ہین جیسے آپکا نام لینا یعنے حسین حسین کہکر
ماتم کرنا اونکے نام کے چبوترے امام باڑے تعزیہ ضریح تابوت علم بنانا اسلحہ کپنا
لباس ماتم رنگنا حتے کہ تخت اور دلدل اور دیگر لوازمات عزا جزو کل کی تعظیم
و تکریم صراط مستقیم آپکے پیر اسمعیل اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی دوستی
و محبت کی خاص دلیل ہے پس واسے آپکی بیہودہ سرائی پر کہ کسقدر صراط مستقیم
سے پھرے ہو بغض و عداوت امام مظلوم مین گھرے ہو یزید پلید کی محبت
و تقلید کا پہلو لیئے ہوئے کفار عنید کا ساتھہ دیئے ہوئے اساس اسلام کو ہلاتی
ہو اور اپنی گنگا و مہادیو کے ساتھہ بیہ نام مقدس ملاتے اور ہر ہر طرح نام علی
و اولاد علی سہو و محو کرنے کو اپنے ہر ہر کے ساتھہ تعریضاً علی علی کا غل مچاتے ہو
امام چوک کو ہر دیو کے چبوترے کی طرح تعزیہ کو بلا تشبیہ دکاندو کربلا و امام
باڑیکو مانند لنکا و ٹہاکر دوارہ بناتے ہو کفر بکتے ہو مثل صورت منکر و منحوس
یا صدای ناقوس بے تکان غل مچاتے ہو احکام اسلام اور شعائر ایمانیہ بہت ہجاتے
ہو غور کرو کہ یہہ کیسی خدای پاک کی قدرت اور حضرت امام علیہ السلام کا معجزہ ہے
کہ ایسے سخت اور متعصب وہابی کی زبان و قلم پر خدانے وہ باتین جاری کردین
کہ جنسے گویا خود اونسے جملہ لوازم و متعلقات تعزیہ داری امام مظلوم کی صحت اور جواز کا
اقرار کرلیا اور آپکے طول و فضول کلام مہمل کا مختصر قل و دل جواب دیدیا
لیکن آپ ایسے باغیرت معلوم نہین ہوتے کہ اپنے پیر و مرشد کے کلام
سے شرمائین پانی پانی ہو کر اپنی اور اونکی آبرو بچائین پھر بکلام لا یعنے و فضول

نادین دہول نہ اوڑائین۔

قال آخر کہوگے کہ خدا ورسول نے کہین نہین کہا۔

اقول اگر یہی کہتے تو یہی کچہہ مضائقہ نہتا کہ اوسکا جواز عموم شرع سے مستفاد ہوتا ہے کما مر اڑا لیکن جب تعزیہ وغیرہ کا منتسبات اور شعائر امام سے ہونا اور شعائر امام کے مثل شعائر خدا تعظیم کرنا ہم خدا ورسول کے کلام سے بخوبی ثابت کر چکے تو کبہی نہ کہین گے کہ خدا ورسول نے کہین نہین کہا بلکہ آپکے پیر کا ارشاد اور اوسپر مستزاد رہا۔

قال پہر کیون جان بوجہکر جہک مارتے ہو۔

اقول یہہ تو آپ اپنی بیتی کہرہے ہین جب ہمنے آپکو صحیح معنی بدعت محرمہ کے بتلا دیئے اور دیگر اقسام بدعت حسنہ حسب تصریح جمہور علماء اسلام سمجہا دیے مزید برآن آخر مین آپکے پیر کی تقریر سے جملہ لوازم تعزیہ داری کا بنانا اور اونکی تعظیم وتکریم کرنا ثابت کردیا پہر کیون کہسیانے ہوکر باتین بناتے اور جان بوجہکر جہک مارتے ہو۔

قال اور ہمسے پوچہتے ہو تعزیہ بنانا کس کتاب مین منع ہے۔

اقول جب کتاب وسنت وادلہ شرعیہ سے تعزیہ وغیرہ بنانے کی اباحت باتفاق اہل اسلام بلا کلام ثابت ہوئی اور تم اوسکی اپنی ضد اور ممانعت پر اکڑکر اور وہی ہیرپل کی لکڑی پکڑے جاتے ہو پہر تمسے کیون نہ پوچہین کہ تعزیہ بنانا کس کتاب مین منع ہے اچہا آپ کتاب خدا وسنت رسول کو جانے دیجیے اپنے شیخ ہی کی کتاب لیجیے کتاب خدا چاہے نہو مگر یہہ کتاب تو ضرور آپکے پاس ہوگی اسی مین دیکہیئے کہ تعزیہ علم تخت دلدل وغیرہ بنانے کی اباحت نکلتی ہے یا قباحت اگر ابہی تک یہہ عبارت نہین دیکہی ہے تو شاید دیکہا ہو اگر

حواس سنبھال کر صراط مستقیم پر آجایئے اور اگر دیکھکر اور سنکر یہہ ہٹ دہرمی ہے تو فضول زق زق بق بق نہ کیجیے سر نہ کہایئے۔

قال اولٹے چور کوتوالی ڈانڈے۔

اقول آپ تو نہ مسلمانون کا کہنا سنتے ہین نہ وہابیون کا ازین سو راندہ و ازان سو درماندہ دونون دین سے گئے پانڈے نہ ادہر حلوا نہ ادہر مانڈے

قال یہہ ویسی ہی بات ہے کہ کوئی شخص اپنے فلان مین اونگلی کرے اور پوچھے کہ کس کتاب مین اونگلی کرنی منع لکھی ہے۔

اقول خدا جانتا ہے کہ ہمنے بازاری شہدون سے بھی یہہ پھکڑ اور بے تہذیبی کی گفتگو آجتک کبھی نہین سنی اب صاحبان تہذیب ہماری اور سر کلام کی قدر کرین گے جو ہمنے قبل اسکے کہا ہے کہ انکا جواب کچھہ پیر بخاراہی والے خوب دیتے خصوصاً اس فحش بکنے پر تو خدا جانے کسقدر راونگلیون پر نچاتے اور پیچھا لیتے مگر خیر گذری کہ اونسے سابقہ نہین پڑا غنیمت ہے۔

قال تمتو تعزیہ کا بنانا ثواب جانتے ہو اور اوسکی بہتری کا دعوی کرتے ہو یہہ تمکو بتانا چاہیے کہ کس کتاب مین تمکو تعزیہ کا حکم ہے قرآن مین یا حدیث مین فرض واجب سنت مستحب کسمین ہے۔

اقول بیشک ہم تعزیہ کا بنانا قرآن و حدیث و اجماع اہل اسلام بلکہ خود آپکے پیر کے کلام سے جائز و مباح ہے مگر آپ نہ سمجھین یا سمجھہ بوجھکر ہٹ دہرمی کرین تو یہہ آپکا قصور ہے سمجھانیوالا بے مجبور ہے۔

قال کہ جسپر ایسی چہاتی کوٹتے اور سر پیٹتے ہو۔

اقول اللہ اکبر یہہ بظاہر تعزیہ دارون پر اور بباطن خاندان نبوت کے بزرگوارون پر طعن ہو رہی ہے ذکر مصیبت و حزن اہل بیت مین بعض کلمات

دلخراش شل لاطمات الخدود وناشرات الشعور آئے ہین اونہین دیکھکر
یہہ رنگ لائے ہین کچھ سوجتا ہے یہہ کس بزرگوار کا غم ہے جس غم مین خاص
مخدرات عصمت ہی کا یہہ حال نہین بلکہ سردار اہلبیت حضرت رسول خدا
صلعم کو اس سے بڑھکر بعد انتقال صدمہ و ملال ہوا کہ بنا بر خواب ابن عباس روز
شہادت امام مظلوم دوپہر کو آنحضرت صلعم کو بال بکھرے گرد آلودہ شیشہ خون
حسین ہاتھ مین لیئے ہوے اور حضرت سلمہ رضہ نے آپکو سر مطہر اور ریش مبارک پر
خاک ڈالے ہوے اور حال پریشان کیئے ہوئے دیکھا پس اگر ہم بھی بتاسی حضرت
پیغمبر واہلبیت پیغمبر اس غم مین روئین رلائین تعزیہ بنائین چھاتی کوٹین سر پیٹین
تو ہماری کمال ولا اور ارادت اور نہایت پیروی وسعادت ہے اگر امام حسین
علیہ السلام کی مصیبت پر غم کرنا آپ پر شاق اور احیائے سنت یزید کا اشتیاق
ہے تو آپ بھی تقلید یزید پلید کیجئے امام مظلوم کیطرح اونکی عزاداروں کو شہید
کیجئے واللہ آپ ایسا ہی کرتے مگر خدا آپ ایسے لوگون کو ناخن نہین دیتا بلکہ
پہلے سے خبر لے لیتا ہے۔

قال ذرا غصہ کو تھام کر اور ضد کو چھوڑ کر تعزیہ کی برائی پوچھو کوئی طرح کی برائی ہے یا کہ کر
اقول حضرت سلامت مظلوم کے عزاداروں مین غصہ کہان ضد کیسی یہہ دونون
عادتین خاص آپ ہی کی ہین آپ ہی کو مبارک رہین ہمکو اگر غصہ ہوتا تو
حضرت امام اور جناب امیر المومنین کا نام جس بے ادبی سے قبل اسکے آپنے
لے لیا اور جس بیہودہ عنوان سے ان اسماء متبرکہ کا ذکر کیا تو ہم سن سکتے واللہ جسطرح
حضرات اہلبیت بازار شام اور اوس چپقلش اور ازدحام مین یزیدیون کی زبان سے
سر مقدس حسین مظلوم کی نسبت کلمہ سخت ھذا راس خارجی خرج علی الامیر
سنتے تھے اور صبر و تحمل کرتے تھے ویسا ہی ہمنے بھی صبر و تحمل کیا جب حسین مظلوم کے

نام سے مانند یزیدیون کے آپکو یہہ عداوت ہے تو تعزیہ کی برائیان نکالنا کتنی بڑی بات ہے بلکہ اسمین یہہ گہات ہے کہ چونکہ تعزیہ امام کے نام کا ہے اور اسکے ذریعہ سے خاص و عام حضرت امام کا نام لیتے ہین لہذا اسمین خیالی برائیان اپنے ذہن سے نکالکر موقوف کرانا چاہیئے کہ پہر کوی امام کی مصیبتون کا ذکر نکرے امام کا نام نہ لے آپکے یزید پلید کو ایسے سخت ظلمون کا الزام ندے سو یہہ بخیر ہے اسکی امید نرکہیے اوس حکومت چند روزہ پر یزید نے جو ظلم شدید کیئے وہ گذر گئے اوسکا سخت مواخذہ اپنے ساتہہ لے گیا مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود اور حضرت امام نے جو مصیبتون پر صبر کیا اپنے تئین مع فرزندان و انصار راہ خدا مین وقف کر دیا اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ آجتک مثل دیگر شعائر اسلام عزای امام علیہ السلام و نیاز جاری ہے اور ہمیشہ یہہ عزاداری اسیطرح جاری رہیگی ؎ آپکا وہ قدح نہ ساقی ہے ✥ پر یہہ غم تا بحشر باقی ہے۔

قال اول برائی یہہ کہ تعزیہ بنانا شرع کے خلاف ہے۔

اقول پہلے ہی بسم اللہ غلط دعوی تو اس زور و شور کا کہ تعزیہ بنانا شرع کے خلاف ہے اور دلیل کچہہ بہی نہین مطلع صاف ہے ارے صاحب بتلایئے تو کیون شرع کے خلاف ہے اگر محدثات ما بعد النبی کے ہونے سے آپ اسکو بدعت محرمہ سمجہتے ہین تو یہہ آپکی سمجہہ کا قصور ہے کہ جملہ محدثات ہرگز بدعت ضالہ نہین ہین ہمنے اپنے رسالہ کے مقدمہ مین اسکی تفریق کر دی ہے پہر بغور اوسکا ملاحظہ فرمانا ضرور ہی تصویر ذی روح بنانا البتہ شرع کے خلاف ہے وہ بہی اگر سر بریدہ ہو تو معاف ہے چنانچہ اسکی توضیح آگے آویگی اور تعزیہ شریف اول تو تصویر ذی روح نہین دوسرے بسبب اعانت گریہ و بکا رجحان شرعی اوسکے بنانے مین پایا جاتا ہے اور علمای کرام ہر فرقہ لکہا سیپی اوسکو وسیلا۔۔۔ اور منجملہ شعائر اسلام جانتے ہین پہر بمقابلہ علمای اسلام آپکی ضد اور ہٹ دہرمی ہرگز نہ پیش بجائے گی

قال یہہ کہین نہین آیا ہے کہ غم اور مصیبت کیواسطے کوئی چیز بنانی چاہیے کسیکی نام کی ہو پیر ہون یا پیغمبر امام ہون یا شہید۔

اقول ابتو آپنے کالہ بکلہ حکام وقت کا ایسا حکم ماشاءاللہ جاری کردیا بتقاضائی عصبیت جاہلیت سلسلہ اسلام اور رشتہ حیا و حمیت کو بالکل توڑا اور پیر شہید کیسے پیغمبر تک کو بہی نہچہوڑا انچہوڑا ایسے از خود رفتہ نہو جائیے ذرا ہوش مین آئیے بسا امور ایسے ہین کہ غم اور مصیبت اور نیز اظہار شوکت و عظمت کیواسطے اونکا بنانا شرعًا جائز بلکہ بعض وجوہ و مصالح سے بمنزلہ واجب کے ہے کہ وہ منجملہ شعائر صاحب مصیبت اور مشعر بکمال تعظیم و تکریم صاحب مصیبت ہے مثلًا اگر قبر مطہر حضرت پیغمبر پر قبہ و روضہ وغیرہ نہ بنلتے اور اوسکا تزک و احتشام اور تعظیم و احترام جیسے کہ ہوتی آئی ہے حامیان اسلام نفرماتے تو اس تیرہ سو برس کی مدت مین قبر شریف کا نشان ہی باقی نرہتا مسلمان زیارت سے محروم رہتے اور چند روز کے بعد یہہ کوئی بہی نکہتا کہ یہہ مقام مزار آنحضرت ہے بلکہ اس زمانہ کے کفار نبوت ہی سے انکار کرجاتے اور کہتے کہ وہ کیسے نبی تہی جنکے اور آثار اور اخبار ایکطرف اہل اسلام اونکی قبر تک کا بہی پتہ و نشان نہین بتلاتے اور یہی آپکا اصل مطلب ہے کہ اہل اسلام آپکے دہوکے مین آکر جو امور کہ موجب رونق اسلام ہین اونکو سہو بلکہ آثار رسالت بالکل محو کردین استغفراللہ یہہ کہان ہوسکتا ہے مسلمانون نے تو آثار نبوت آنحضرت ظاہر کرتے اور اسلام کی شان و شوکت بڑہانے کی غرض سے اصل مزار شریف کا کیا ذکر صدہا نقلین اور نقشے مزار سید کونین اور قبور حضرات شیخین حتے کہ آنحضرت صلعم کے نعلین کی بنلئے اور ہر سال بنلتے ہین اور خواص علما اوسمین تاثیرات عجیبہ اور غریبہ مشاہدہ فرماتے ہین اور ان سب چیزون کی تعظیم و توقیر کرتے ہین ایک آپ ہین کہ ان منتسبات واجب التعظیم کے بنانے کی جگہہ انکے مٹانے پر مرتے ہین پس جسطرح ان اشیا کا انتساب آنحضرات کی طرف ہے ویسا طرح

تعزیہ وغیرہ کا انتساب امام حسین کیطرف ہے پس باعتبار انتساب جو بزرگی ان
چیزون مین ہے وہی بزرگی تعزیہ شریف مین بہی ہے بلکہ نعلین ایک چمڑیکی یا لیف
خرما وغیرہ کے ٹکڑے تہے جنہین پاے مبارک کی برکت اور فیض سے خدانے یہہ بزرگی عطا
فرمای اور امام حسین تو حضرت پیغمبر کے دل وجگر کے ٹکڑے تہے جنکے حقمین حسین منی
وانا من حسین فرمایا ہے پہر وہ کون مسلمان ہے جو امام کے منتسبات یعنی تعزیہ و
ضریح وتابوت وعلم وغیرہ کی تعظیم وتوقیر نہ کریگا اور ہر سال یہہ چیزین نہ بنائیگا اور نہ روئیگا

قال بدعت وبت پرستی شرع مین اسی کا نام ہے کہ جس چیز کی دین مین کچہہ اصل
نہو اوسکو اپنی طرف سے بنا چنا کے تعظیم کرین اور ثواب ٹہرائین۔

اقول بڑے افسوس کی بات ہے کہ اپنے موہنہ سے کہتے جاتے ہو کہ بدعت اوسکا
نام ہے کہ جس چیز کی دین مین کچہہ اصل نہو اور ہم مقدمہ جواب مین بخوبی سمجہا آئے
علاوہ اسکے متواتر بتلا آئے ہین کہ تعزیہ شریف کی دین مین اصل ہے یہہ شعائر و
منتسبات امام مین سے ہے اسکی تعظیم لازم ہے قطع نظر اسکے نہی شرعی مخصوص
بتصاویر ذوی الارواح ہے تعزیہ شریف تصویر ذیروح نہین غیر ذیروح کی
تصویر بنانا باتفاق علماے اسلام شرعاً مباح ہے پہر کیون تعزیہ کا بنانا بدعت
کہی جاتی ہو۔ بلکہ اور اوسپر طرہ یہہ ہے کہ معاذ اللہ بت پرستی بتلاتے ہو ہمکو تو
آپہی کے کلام سے تعجب تہا لیکن آپکے ہم مشرب خورم علی بلہوری کا کلام دیکہا اور بہی
حیرت ہوگئی کہ تحفۃ الاخیار مین پہلے تو معنے بدعت کے بیان کرنے مین آپ سے بڑہکر
تصریح کی پہر اوس سے زیادہ آپنے خلل دماغ کی توضیح کی بدعت کے معنی یہہ کہے یعنے
جو دین مین وہ نئی چیز نکالے جسکی شرع مین کچہہ اصل نہین نہ کہلی نہ چہپی سو وہ نہایت
گمراہی ہے اور اوسی کا نام بدعت ہے انتہی اب اس سے ظاہر ہوگیا کہ تعزیہ شریف
اور گنبد روضات مقدسہ وغیرہ بنانا انکی شرع مین کہلی اصل اور انکا برکے متعلق

گچ اور روشنی وغیرہ کرنا انکی چہپی اصل ہے پس انکو بدعت ضالہ سے بمفاد معنی مذکور مستثنی کرنا چاہیئے تہا برخلاف اسکے بعد بیان معنی بدعت یہہ بڑہانا کی ہی مثلاً قبر پہ گچ کرنا گنبد بنانا قبر پر روشنی کرنا تعزیہ بنانا بزرگون کا میلہ کرنا اولیا کی سنت ماننا جہنڈی نشان کہڑی کرنا سراسر دین کے خلاف ہین انتہی بہلا اس الیلچویا کا کچہہ ٹہکانا ہے الہی توبہ یہہ زبان کیا ہے کسی ڈفالی کا پہوٹا ربانہ ہی آفرین بر شناش اول انسے تو پہر ہماری چچا ہی غنیمت نکلے اب ہم پہر خالق باری سناتی ہین انکو اور رشتے کے چچا دونون کو سمجہاتے ہین کہ صاحبو جب تصویر غیر ذیروح کے بنانے کی شرع مین اجازت عام ہے پہر کیون نہین آپ مانتے اور تعزیہ کا بنانا بدعت محرمہ جانتے ہین بالغرض اگر بدعت محرمہ شریف نہوتا بلکہ نقل نعش مبارک امام مظلوم ہوتا توبہی حسب فتوای بعض علمای کرام اوسکا بنانا کچہہ مضائقہ نہ تہا چنانچہ صاحب مالابد منہ جو اکابر علمای اہل سنت اور قاضی شریعت ہین کتاب مذکور مین فرماتے ہین ومکروہ است پوشیدن پارچہ کہ در آن تصویر آدمی یا جانور باشد یا آنکہ تصویر بالای سر یا در مقابلہ رو یا بدست راست یا چپ باشد اگر زیر قدم یا پس پشت باشد مضائقہ ندارد و تصویر درخت ومانند آن مضائقہ ندارد وہمچنین تصویر سر بریدہ انتہی پس تعزیہ شریف اور ضریح مقدس کا بت کہنا ایسا ہی جیسے کوئی دشمن اسلام حجر الاسود کو معاذ اللہ بت کہے لہذا جسکو اپنا حفظ اسلام منظور ہو وہ ایسی بیہودہ باتین نکرے چپ رہے اب رہے اور امور مذکور اگرچہ اکثر اونمین سے زمان سلف مین داخل بدعت تہے لیکن بعد اسکے بحسب اختلاف ازمنہ واوقات ومصالحہ وعادات مستحسنات بلکہ مستحبات مین داخل ہوگئے چنانچہ محدث دہلوی کتاب سفر السعادات مین فرماتے ہین کہ احادیث صحیحہ در نہی ازین امور یعنے بناکردن بر قبر ویا چیزے بر آن نشستن وچراغ بر گور افروختن وارد شدہ

واصل سنت در زمان نبوت وخلفای راشدین وصحابہ ہمین بود ولیکن بعد ازان این تکلفات در مقابر پیدا شدہ ومفاخرت ومباہات بران باضافت وآخر زمان بجہت اقتضار نظر عوام بر ظاہر مصلحت در تعمیر وترویج مشاہد ومقابر مشائخ وعظما دیدہ چیزہا افزودند تا ازانجا اہبت وشوکت اہل اسلام وارباب صلاح پدید آید خصوصاً در دیار ہندوستان کہ اعدای دین از کفار وہنود بسیار اند وترویج واعلائے این مقامات باعث رعب وانقیاد ایشان است وبسا اعمال وافعال واوضاع کہ در زمان سلف از مکروہات بود در آخر زمان از مستحبات ومستحسنات گشتند انتہی۔ ما افاد پس ہرگاہ حسب افادہ حضرت محدث بسا اعمال وافعال مکروہ ہر بنا بر مصالح مذکورہ آخر زمان مین منجملہ مستحبات ومحسنات ہوگئے اسیطرح تعزیہ کو ہی سمجہنا چاہیئے ہرچند اصل سنت سے اوسکے بنانے کی اباحت ہے نہ کراہت لیکن آپ مثل انہین اعمال مکروہہ کے اسے آخر زمانہ مین موجب اہبت وشوکت اسلام سمجہکر اوسکو مستحبات ہی مین شمار کیجیے بدعت محرمہ تو نہ کہیئے بلکہ اور حد سے نہ گذر جایئے پناہ بخدا بت پرستی تو نہ ٹہرایئے۔

قال دوسری بُرائی یہہ کہ تعزیہ بنانا عقل صحیح مین بہی عیب رکہتا ہے۔

اقول کیا خوب یک نہ شد دو شد سیہ تو عین فساد عقل کی دلیل ہے کہ آدمی اپنی عقل کو دنیا بہر کی عقل سے صحیح سمجہے اور ایسی تیز ہی عقل نے حکم سے تعزیہ بنانیکو رجماً بالغیب عیب جانے اور بعد اسکے عیب بہی اونی سمجہ ای سے ایسا بیان کرے کہ جسمین موہنہ کی کہائی اور ہر شخص کو اوسکی فساد عقل بلکہ مجنون ہونے کا یقین ہو جائے۔

قال کہ ایک چیز کی نقل بنانا اور اوسکے ساتہہ وہی باتین کرنی جو اصل کے ساتہہ چاہیں محض حماقت ہے

اقول حضرت یہہ وہی قول بیڈول ہے جسکے بدولت آپ مونہہ کی کہائیگا
اور یہہ نقمہ پاکر بہت پچتا ئینگے اب سنئے کہ ہر چیز کی نقل بنانا اور اوسکی ساتہہ
وہی باتین کرنی جو اصل کے چاہیئے عموماً حماقت نہین ہے بلکہ کسی جاندار دنیا کی
نقل بنانا اور اوسکے ساتہہ وہی باتین کرنی جو اصل کے ساتہہ چاہئے البتہ حماقت
ہے جسمین افسوس کہ آگے چلکر آپ ہی مبتلا ہوگئے اب ہم نہین کہہ سکتے کہ کیا
تہی اور کیا ہوگئی باقی بعضی چیزین ایسی ہین کہ جنکی نقل بنانا اور اونکو ساتہہ
وہی باتین کرنی جو اصل کے ساتہہ چاہیئے عقلاً بہت چست اور خدا و رسول
کے حکم سے صحیح و درست ہین دیکہو حق تعالےٰ پارہ ۲۳ مین حضرت ایوب سے خطاب
کرکے حکایتاً فرماتا ہے وخذ بیدک ضغثاً فاضرب بہ ولا تحنث یعنے لے تو
اپنے ہاتہہ مین ایک دستہ گہانس خشک کی ہوئی یا باریک تیلیون کا (موافق
عدد سو لکڑیون کے) پس مار تو اپنی زوجہ کو اوس دستہ سے (ایکبار) اور مت
جہوٹی کر قسم اپنی انتہی اسکا قصہ ابن عباس رض سے منقول ہے جسکا خلاصہ یہہ
ہے کہ حضرت ایوب کے قسم کہانیکا سبب یہہ تہا کہ اونکی زوجہ اولیا بنت یعقوب
ایک روز شیطان رجیم نے بشکل و وضع حکیم اپنے تیئن دکہایا اونہون نے ایوب ع
کے واسطے دوا مانگی شیطان نے کہا مین اس شرط سے دوا دونگا کہ جب وہ اچہی ہو
جائین تو کہین کہ مین نے اونکو شفا دی نہ میرے غیر نے زوجہ ایوب نے اسبات کو
قبول کرکے ایوب سے کہا حضرت ایوب غضبناک ہوئے اور قسم کہائی کہ سو لکڑیان
اپنی زوجہ کو مارین انتہی پس چونکہ وہ بیقصور تہین طبیب کے دہوکے سے شیطانکو
نہین پہچانا تہا بدینوجہ خداے تعالےٰ نے حضرت ایوب کو یہہ ترکیب بتلائی
کہ تم بجاے سو لکڑیون کے سو تنکے کا دستہ بناکر ایکبار مار دو تمہاری قسم سچی ہو جائیگی
اب دیکہیئے سو لکڑیون کی نقل سو تنکے کا دستہ بنایا گیا اور اوسکی وہی بات ہوگئی

جو اصل کے ساتہہ چاہیئے تہی یعنے جسطرح سو لکڑیون کے مارنے سے ایوب کی قسم سچی ہو جاتی ویسے ہی اس وستہ گیاہ کے ایکبارگی بدن پر لگا دینے سے اونکی قسم سچی ہو گئی اور وہ حانث نہوئے اسی طرح حدیث مین آیا ہے آن حضرت صلعم نے نقل قبر والدین بلکہ قبر کے خط اور نشان کی تقبیل و تعظیم کا حکم فرمایا ہے چنانچہ یہہ روایت پرشہور اور کتاب فقہہ احمدی میں اسطرح مذکور ہے مسئلہ مان باپ کے قدم چومنا مباح ہے حدیث مین آیا ہے کہ ایک شخص نے جناب رسالتمآب صلعم کے پاس آکے عرض کی یا رسول اللہ مین نے قسم کہا ئی تہی کہ آستانہ جنت اور حور العین کے رخسارون پر بوسہ دونگا آپنے فرمایا کہ باپ کے پانون اور مان کی پیشانی پر بوسہ دی اوسنے پوچہا کہ اگر ما باپ نہون حضرت نے فرمایا اونکی قبر چوم اوسنے کہا کہ اگر اونکی قبر نہ معلوم ہو ارشاد فرمایا کہ دو خط کہینچکر ایک کو باپ کی قبر اور دوسرے کو مان کی قبر قرار دیکر بوسہ دے تاکہ حانث نہو کذا فی جامع المتفرقات انتہی اللہ اکبر آستانہ جنت اور حور العین کے رخسارون کا حکم باپ کے پانون اور مان کی پیشانی پر آیا پہر اونکی قبرون تک پہر قبرون سے اون قبرون کے خطوط و نشانات تک پہونچ گیا باوجود اس نقل در نقل کے ان چیزون کے ساتہہ وہی بات کی گئی جو اصل کے ساتہہ چاہیئے تہی یعنے جسطرح آستانہ جنت اور حور العین کے رخسارون پر بوسہ دینے سے اوسکی قسم سچی ہوتی ویسے ہی باپ کے پانون اور مان کی پیشانی پر بوسہ دینے سے پہر ویسے ہی اونکے قبرون پر بوسہ دینے سے پہر ویسے ہی اونکی قبرون کے خطوط پر بوسہ دینے سے بموجب ہدایت وارشاد آن حضرت صلعم اوسکی قسم سچی ہوی اب آپکی آنکہین کہلین اور سمجہہ مین آیا کہ بعض چیزون کی نقل بنانا اور اونکے ساتہہ وہی باتین کرنی جو

اصل کے ساتھہ چاہیئے حسب ارشاد خدا و رسول عین حکم شریعت اور محسنات اور منہیات سبکو ایک ہے لکڑی سے ہانک دینا جیسے آپ ہر امر نیک و بد پر اپنی ضد اور ہٹ کا ایک بڑا بھاری لٹھہ گھماتے ہیں محض عقل کی تباہی اور حماقت ہی پس آج زیادہ بکبک نکیجیئے اس حماقت کی خبر لیجیئے ہوش مین آئیے عقل درست کیجیئے سمجھہ جائیے کہ جسطرح عظمت و جلالت مین آستانہ جنت اور حور العین کی جگہہ والدین اور والدین کی جگہہ اونکی قبرین اور قبرونکی جگہہ اونکے خطوط قائم مقام ہین اسیطرح تعزیہ شریف کو بھی خیال کرنا چاہیئے کہ یہہ نقل روضہ امام مثل روضہ امام و دیگر شعائر اسلام واجب التعظیم و لائق احترام ہے اور اسکے ساتھہ بھی وہی باتین کرنی چاہئین جو اصل روضہ کے ساتھہ کیجاتی ہین۔

قال مثلاً گھوڑے کی تصویر بنا دی اور اوسکے آگے دانہ گھاس ڈالے اور کھریرہ کرے تو لوگ اوسکو سڑی بتلا دین گے۔

اقول اسی تصور باطل اور خیال فاسد سے تو آپنے دہوکا کہایا جاندار کا قیاس غیر جاندار پر جمایا نہ سمجھے کہ ذی روح کی نقل اول تو بنانا ہی منع ہے دوسرے اگر بنا و ہی ہی تو دلوح روح اوسمین نہین کر سکتا کہ نقل مطابق اصل کے ہو اور جو باتین اصل کے ساتھہ کیجاتی ہین وہی اسکے ساتھہ بھی کیجا دین پس بیکار آپنے اسپ سماحت کو میدان وقاحت مین جولان کیا یہان نقل بازی سے بدین غرض اطفال کی بازی کو یاد دلایا ہے تاکہ شہود ہون ہزارون مین یہہ بھی ہین پانچوین سوارون مین۔ پس جو عمازی مرد ایسے بات بیتکی کہین گے بے ڈہنگی مثال لادین گے بے شبہہ عاقل لوگ اونکو اگر گھوڑے بازی چند نہین تو سڑی بتلائین گے۔

قال اسیطرح وہ لوگ بھی سڑی ہین کہ حضرت امام کی قبر کی نقل بناکر فاتحہ و درود اوسپر پڑہتے ہین

اقول ہم سڑی کے کہنے کا بُرا نہین مانتے مگر اتنا جانتے ہین کہ خیالی گہوڑی نے
آپکو سیدہی راہ سے بہگا اولٹی راہ پر لگا دیا کہ چکر کہانے لگے اور ہر چیز کی نقل کو
گہوڑی کی نقل پر تبلانے لگے ہم اوپر تبا آئے ہین کہ بعضی چیزونکی نقل کے ساتھہ
معاملہ اصل کرنا بموجب حکم خدا و رسول خدا ہے تو یہ کہیئے کہ اسکو حماقت کہنا اور نقل
بنانیوالونکو سڑی بنانا خدا و رسول کے حکم پر تسخریہ و استہزا ہی کیا نقل قبر امام حسین
نقل قبر والدین کے بہی برابر نہین کہ اوسپر بوسہ دینا جائز اور تعزیہ پر فاتحہ و درود
پڑہنا نا جائز ہو آپکا حال تو خدا جانے مگر مسلمانون کے اعتقاد مین تو حضرت امام
حسین بہ نسبت والدین بمراتب افضل ہین ہر گاہ نقل قبر والدین بنانا اور تقبیل
و تعظیم اونکی حسب ارشاد سید کونین کرنا جائز اور ماذون فیہ ہے تو نقل مزار
فائض الانوار جگر گوشہ رسول مختار اور فاتحہ اور درود اور زیارت اور تقبیل
اور تعظیم اور تبجیل اوسکی بطریق اولی جائز اور صحیح ہے اور جملہ اہل اسلام کیا خواص
و کیا عوام اور علمای کرام اسکی تعظیم و تکریم کرتے اور فاتحہ و درود اسپر پڑہتے
آئے ہین چنانچہ منجملہ علمای کرام صاحب ازالۃ الاوہام کتاب مذکور مین فرماتی ہین
اینجانب از ثقات شنیدہ کہ حضرت مولانا نظام الدین محمد قدس سرہ
و بچشم خود دیدہ کہ حضرت مولانا عبد العلی محمد قدس سرہ و مولوی مجید الدین
محمد عرف مولوی مدن مرحوم و مولوی انوار الحق و مولوی نور الحق قدس سرہما
و دیگر علمای فرنگی محل و کلکتہ و مندراج وغیرہ از بلاد ہر گاہ تعزیہ شریف امام
مظلوم علیہ السلام میدیدند ایستادہ می شدند و ہر دو دست بطرف تعزیہ شریف
دراز کردہ از بسیار خضوع و خشوع و عجز و انکسار فاتحہ می خواندند و عند الاستفسار
می فرمودند کہ تعظیم و فاتحہ امام مظلوم است نہ بہ اکہ تعزیہ غریب موسوم بنام
نامی امام مظلوم است انتہی سبحان اللہ علمای اسلام رتبہ شناس اہل بیت کرام علی جدہم

وعلیہم السلام یہہ ہین کہ ہرگاہ تعزیہ شریف کو موسوم بنام نامی امام مظلوم جاناگیا اوسبب سے پیش آئے کہ بدون اضافہ لفظ تعظیم تنہا نام تعزیہ مقدس زبان پر نہ لائے جب دیکہا با ادب استادہ ہوکر زیارت کی فاتحہ و درود ادا کیا اب اہل انصاف غور کرین کہ مشری کون ہی اور کون اپنی حماقت مین مبتلا ہیچ ہی ضد اور جہالت بد بلاہے قال تیسری برائی یہہ ہے کہ غرض تعزیہ سے تمکو یہہ ہے گو کہ شرع اور عقل کی مخالف ہو کہ اوسکی دیکہنے سے غم والم پیدا ہو سو وہ بہی تو حاصل نہین اقول تیسری حماقت یہہ کہ اوپر تو تعزیہ سے غم والم پیدا ہونے کا اس صراحت سے اقرار کیا کہ اوسپر ایسی چہاتی کوٹنے اور سر پیٹنے کا الزام دیا اب یہان آکر ایسے بہولے کہ بیان کی اولٹی بات بولے کہ غم والم اسمین حاصل نہین اور سمجہ کر یہہ سمجہایا کہ تعزیہ بنانا شرع وعقل کے مخالف نہین بلکہ موافق ہے اسکو بدعت بتاتے مگر آپکو اپنی کہی تو یاد ہے نہین رہتی ہماری کہی کب یاد ہوگی لہذا پہر تنبیہا عرض ہے کہ اب ہمارا کہنا سچ مانیئے سہو تمکو ہی خطا ہے نہ قصور ہے جب حافظہ ہی نہو تو انسان مجبور رہتے ۔

قال ہم تمسے پوچہتے ہین کہ غم والم کن چیزون کے دیکہنے اور ہونے سے آتا ہے آیا فاقہ اور روکہی روٹی اور پرانے پہٹے کپڑے اور تنہائی اور اندہیری اور معشوق کی جدائی اور شکستہ جہوپڑے مین درد وغم پیدا ہوتا ہے یا اوسکی ضد مین ۔

اقول اب معلوم ہوا کہ آپکی نزدیک غم والم اسیکا نام ہے جو سامان ظاہری اور مرادات دنیوی کے نہ ملنے سے دنیا طلبون کو ہوتا ہے شاید آپکو اسی غم والم کی عادت ہے اسکو چہوڑیئے اور دینداروں کا غم والم دیکہئے جو مایۂ فخر وسعادت ہے پس ہم آپ سے کہتے ہین کہ غم ایک امر نفسانی اور کیفیت وجدانی اور علامت ایمانی ہے دنیاوی امور پر غم کرنا مذموم و مردود اور دینی جتنے غم ہین وہ سب ماجور ومحمود ہین ایسے مضمون مین خصوصا غم امام علیہ السلام مین کچہہ دنیا کے رنج و

راحت و غربت و امارت فقر و فاقہ مرض و افاقہ کہین گے و فرسودگی لباس البسہ فاخرہ و دیگر نفیس و فاس غربا و اہل دول جہو پر ملے و محل کہ دخل نہین ہے اس قسم کا غم اون مومنون کے دلون سے متعلق ہے جو مصداق انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم ہین اور اس غم کو مثل غم فقدان مرادات دنیویہ سی سمجہنا اور اوسپر تمسخر و استہزا کرنا اون لوگون کا کام ہے جنکے قلوب سخت مصداق ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ ہین ؏ ہمارے اور اونکے دل کی صورت ایک ہے لیکن ٭ جو فرق ظاہری پوچہو تو یہ شیشہ ہے وہ پتہر ہے۔

قال اب سوچو کہ فاقہ کی عوض تعزیہ کے دنون مین شیر مال و حلوا ہر جا موجود ہے

اقول یہہ حضرت امام علیہ السلام کی نذر و نیاز کی برکت او فیض ہے کہ جو غربا و مساکین بیچارے فقر و فاقہ کے مارے سال بہر طعام لذیذ نہین پاتے وہ تعزیہ کے دنون مین امام کے بدولت شیرمال و حلوا کہاتے ہین اور آپ اس اطعام مومنین و مساکین اور فیض عام امام مبین دل ہی دل مین کڑہتے اور للچاتے ہین بلکہ پانی موہنہ مین بہر لاتے ہین پر جناب مجبوری ہے ؏ حلوا خوردن را روی باید

قال اور دنون مین چاہے فاقہ ہو مگر اس سن کا ناج پانی ہر کوئی جمع کر رکہتا ہے

اقول یہہ رسم تو عام نہین ہے کہ ہر کوئی ایسا کرتا ہو اور جو مومنین ایسا کرتی ہین وہ شاید اس غرض سے کرتے ہونگے کہ دس دن تو علائق دنیا سے مطمئن ہو کر اپنے امام کا غم کرین اور ہر چند یہہ اناج و پانی کی ترکیب بنا بر اصطلاح عام آپنے فرمائی لیکن اس سے سبیل نذر امام تشنہ کام کی بہی سبیل نکل آئی۔

قال اور پرانے پہٹے کپڑون کی جگہہ خاصی خاصی قبائین اور گوٹے پٹھے ان دنون مین پہنکر نکلتے ہین۔

اقول مسلمانون کا تو یہہ طریقہ ہمنے ان بلاد مین کہین نہین دیکہا ہان یزید پلید کے
ہوا خواہون اوسکی فتح کی خوشی منانے والون آپکی تعلیم پانیوالون کا اگر یہہ معمول
و دستور ہو تو کچہہ بعید نہین پہر ہمسے نفر لیجیے اونہین کو سمجہائیے۔

قال اور تنہای کی عوض ہزار یار آشنا بہائی بند ہم نوالہ ہم پیالہ۔

اقول پہر آپ مسلمانون کی جماعت سے کیون الگ ہو گئے تنہای کیون پسند
آئی من فارق الجماعۃ کی لعنت کیون اوٹہای مسلمانونکی جماعت مین آئیے
محفل میلاد سید کونین و مجلس عزای امام حسین مین شرکت فرمائیے مثل دیگر
مسلمانان پاکباز تبرک نذر و نیاز کہائیے جہان بقول آپکے ہزار یار آشنا بہائی
بند جمع ہوتے ہین ہم نوالہ و ہم پیالہ کما قال صلعم لایجتمع امتی علی الضلالۃ

قال اور شکستہ مکانکا تو کیا نشان جہان عمدہ امام باڑے فرش فروش تیار

اقول یہہ وہی سامان ہے جس سے کفار کے دلون مین ابہت و شوکت اسلام
و رعب اہل اسلام زیادہ اور ہر کافر اسی رعب و داب سے نذر و نیاز چڑہاتے
اور انقیاد و آداب عزاخانہ بجالانے پر آمادہ ہوتا ہے۔

قال اور سینکڑون تعزیہ جہلملاتے پنا اور کرکریکے موجود۔

اقول اللہم ذد پہرا سین آپکی آنکہون مین کیون چکاچوندا اور خیرگی اور
طبیعت مائل بہ تیرگی ہوتی ہے ہان سچ ہے یکاد البرق یختطف ابصارہم

قال اور اندہیرا کیا مذکور جہان ہزارون فانوس و چراغ سو آگ لگ رہی ہے

اقول اسکا آپکو ناحق حسد اور داغ ہے یہہ قدرتی چراغ ہے یہہ نور نبوت
کی شعاعین اور اسرار شہادت کے جلوے ہین انکا بجہانا مشکل اور بجہانیکا ارادہ
سعی لاطائل ہے یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ الآیۃ الحق
سے چراغے را کہ ایزد بر فروزد + ہر آنکو پف زند ریشش بسوزد۔

قال اور معشوق کی جدائی کا کیا ذکر۔

اقول ہان محبوب الٰہی کے محبوب کی جدائی کے ذکر مین یہہ واہیات ذکر کرنا تو مناسب نہین ہے۔

قال جہان ہزارون بہوین بیٹیان ایک سے ایک خوبصورت امیر فقیر سبکی جو دیکھے چہاتی کوٹے اور برس دن تک روتا رہے زیارت کے واسطے موجود۔

اقول نعوذ باللہ من ہذا الافترا زنان صاحب عصمت وعفت کا مجمع رجال مین شریک ہونا نہ کبھی دستور تہا اور نہ اب ہے اور زنان اراذل کوچہ گرد کا جو دن دہاڑے پہرتی پہراتی رہتی ہین اونکا کیا اعتبار ہے بہلی بیبیان اس تہمت سے بری ہین اوپر یہہ غیظ وغضب اور شور وشغب بیکار ہے یہہ شرفا ونجبا وامرا وغربا کی بہو بیٹیون پر تہمت کرنیکا نتیجہ ہے کہ بعضی بہوین خود مختار بلا حجاب ونقاب رات کیسی دن دہاڑے محو سیر وشکار ہین اور موجود دربار فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قال اور علاوہ اسکے نقارون اور تاشون سے اور بہی رونق حاصل ہے۔

اقول ایسی رونق عوام کو مرغوب اور خواص کے نزدیک معیوب ہے لیکن آپ چونکہ نقارون اور تاشون سے رونق سمجہتے ہین اور عزاداری کی رونق سے گہبراتے ہین لہذا عوام آپکی ضد سے رونق بڑہانے کو نقارے اور تاشے بجاتے ہین جب آپ اپنی ضد کو چہوڑین گے تو شاید وہ بہی چہوڑ دین۔

قال اب خدا کیواسطے انصاف سے کہو کہ یہہ سب اسباب غم کا ہے یا خوشی کا

اقول انما الاعمال بالنیات ہم انصاف سے کہتے ہین کہ غم اور خوشی اسباب پر نہین بلکہ نیت پر موقوف ہے عزای امام مظلوم مین چونکہ نیت ہماری خاص رونے اور رولانے اور غم کرنے کی ہوتی ہے بدین وجہ یہہ سب سامان

باعث ہماری غم والم کی زیادتی کا ہوتا ہے ہر مومن اس سامان سے بے اختیار ہو ہو کر روتا ہے بلکہ اس سامان کا اتنا بڑا اثر ہے کہ ہندؤن کو روتے دیکھا ہے مگر آپکو کیا خبر ہے آپکے دل مین جو فتح یزید کی خوشی جمی ہوئی ہے تو جوش مسرت سے دل لہراتا ہے ساونون کے پہولے ہرا ہرا سوجہتا ہے یہہ سب سامان غم اسباب خوشی کا نظر آتا ہے کیون نہو ؎ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔

قال چوتہی برائی یہہ کہ ایک عالم کو اس تعزیہ کے سببسے کہیل اور تماشا ہوا چنانچہ سب ظاہر ہے آنکہہ کہول کر دیکہو اور سمجہو تو صاف یقین ہوئے ہرگز شبہہ نہے۔

اقول تعزیہ شریف کو دیکہکر تو بے اختیار رقت آتی ہے امام کے تصور تام سے دل غمزدہ کی وہ کیفیت ہوتی ہے کہ کہی نہین جاتی ہے آپنے اپنے تعصب سے یہہ نیا فقرہ تراشا ہے کہ تعزیہ کے سببسے کہیل اور تماشہ ہے ہمکو سخت تعجب تہا کہ یہہ بے تکا کلمہ کیا آپنے فرمایا آخر بڑے غور و تامل کے بعد آپکا مطلب سمجہہ مین آیا آہ آہ انا للہ یہہ وہی تماشہ ہے جو شام کے اژدحام مین اہلبیت امام و مخدرات کرام کی نسبت ہوا کہ جب شامیان شوم اور آپکے پیشوایان معلوم نے بعد شہادت امام مظلوم عترت بشیر و نذیر اور صاحبان تطہیر کو اسیر و دستگیر کیا اور دشت مصیبت و بلا یعنی مقام کربلا سے شام بد انجام کا رستہ لیا تمام اہل شہر یہہ خبر سُن سنکر نزدیک و دور سے خندان و مسرور جمع ہوئی شہر مین آئینہ بندی ہونے لگی بازارین مصفا دوکانین آراستہ ہوین خلق کی وہ کثرت ہوئی تہی کہ لوگ لدے پہندے گرتے تہے باہم معانقہ و مصافحہ کرتے مبارکباد دیتے پہرتے تہے آہ آہ جب قوت اہل بیت رسالت پناہ کربلا کے مصائب جانکاہ اور صعوبت و مصیبت کی راہ کے علاوہ بے مقنع و چادر شتران بے کجاوہ پر سوار گرد و پیش ہزارون نابکار باین حال زار داخل شہر ہوئی تو جم غفیر ملکہ جملہ برنا و پیر اسیران دلگیر و ثابت قدمان پابزنجیر کے تماشے کو آئے مخدرات عصمت و طہارت کو دیکہکر از راہ

شرارت یہہ کلمات حقارت زبان پر لائے کہ یہہ پابندان غم والم مانند بندیان
ترک و دیلم کہانکے اسیر ہین جو مبتلای مصیبت و بلا و مکارہ لاتعد ولاتحصی ہین
ہائے افسوس ہماری جان اون اصوات نحیف وصداہای ضعیف پر قربان جن
آوازون سے اون پردگیان عصمت وکرامت نے بصد حسرت وندامت فرمایا
کہ ہم اسارای آل محمد ہین پس جب مدعیان اسلام یعنی آپکے پیشوایان بدانجام نے حاکم
شام کی خوشی کے واسطے اپنے پیغمبر سے کچہہ حیا نکی اور اونکی عترت اطہار کا ایسے حال
زار مین بکمال مسرت واستبشار تماشا کیا پہر یہہ کتنی بڑی بات ہے جو آپنے تعزیہ کو
کہیل وتماشا قرار دیا ذرا کان کہولکر سنو اور سمجہو تو صاف یقین ہوگا ہرگز شبہہ
نرہے گا کہ جب بروز محشر انہین یزیدیونکے ساتہہ بحضور حضرت پیغمبر جاؤگے تو اون
ظالمون کیطرح تم بہی کیا عذر کروگے اور آنحضرت کو کیا موہہ دکہاؤگے اور
انشاءاللہ اس کلمہ ناصواب کا پورا جواب اوسی روز پاؤگے۔

قال اور اگر بالفرض دوچار آنسو نکو اس تکلف سے رونا آیا تو اوسکا اعتبار نہین
کہ اکثر کو حکم کل کا ہے۔

اقول جنکے دلو نمین محبت امام کی ہے اونسے کب رہا جاتا ہے تکلف بے تکلف
سب طرح رونا آتا ہے ہان بعضے سخت دل کہ شاید آپ ایسے ہی ہوتے ہین جو کسیطرح
نہین روتے ہین پس اولٹی سمجہہ والے سیدہی باتکو یون کہیئے کہ اگر بالفرض دوچار
اولٹو نکو اس تکلف سے بہی رونا نہ آیا تو اوسکا اعتبار نہین کہ اکثر کو حکم کل کا ہے پر کہیئے
یہہ نتیجہ آپکی اولٹی سمجہہ اور بیجا شور وغل کا ہے۔

پانچوین برائی یہہ کہ سوای نقصان دین کے دنیا مین ناحق مال ضائع ہوا اور
اوسکے سبب زیرباری ہوئی پڑی۔

اقول تعظیم وترویج شعائر عترت آل مین دین کمال ہے نقصان فقط آپکی عقل کا ہے

وہ دیندار کیسے تھے جنہون نے امام کی حمایت اور اہلبیت کرام کی رعایت مین اپنی
جانین دیدین ہمارا حال کیا حال ہے ہمکو آل کا غم اور آپکو آل غم ہے اب دیکھین کسکے
لیے جنت اور کسکے لیے جہنم ہے۔

قال غرض اونکی وہ مثل ہوی نہ دین کے نہ دنیا کے ازین سو ماندہ وازان سو راندہ

اقول یہہ مثل تو آپ اپنی بیتی کہتے ہین وہابی بنکر مسلمانونکی عقائد کو خراب کیا دین
مین رخنے ڈالے اسلام کو نقش برآب کیا غرض جو دین کے رہزن دنیا مین مسلمانون
کے دشمن اولاد حسن کہلا کر یزید کے پسر خواندہ ہین اونکی وہ مثل ہے نہ دین
کے نہ دنیا کے ازین سو ماندہ وازان سو راندہ ہین۔

قال اور جو جاہل کہتے ہین یہہ امام کی تربتین ہین یہہ محض وہم اور غلط ہے
حضرت امام کی ایک قبر ہے۔

اقول اور جو میان محمد فاضل تربتون سے قبرین بنا سمجھتے ہین یہہ محض وہم اور
غلط ہے پھر عاقل و جاہل تعزیہ اور تربتون کو نقل قبر امام سمجھتا ہے نہ اصل قبر
جسمین جسم کا ہونا بالذات اور دیگر واہیات جو بعد اسکے آپنے متفرع کیے ہین لازم
آئے بیشک فہم و فراست مین آپ ہنبقہ کے پیر اور اس اولٹی سمجھ مین آپ خود ہی
اپنے نظیر ہین بھلا یہہ کون کہتا ہے کہ حضرت امام کی متعدد قبرین ہین جو آپ فرماتے
ہین کہ حضرت امام کی ایک قبر ہے پھر اسپر بھی نہین صبر ہے اور زیادہ باتین بناتے
ہین گے گذری عقل پر اور آفت لاتے ہین۔

قال کسی کتاب مین ایک شخص کی دو قبرون بنانا نہین آیا ہے بھلا یہہ ہزارون
قبرین ایک شخص کی کہان درست ہوئین۔

اقول بے شک ایکی باتون پر شکلے ہنستے ہنبقہ روتا اگر آپکے ساتھ ان باتونکا
اجماع ہوتا صاحب نقل قبر کو اصل ٹھہرانا اور اوسپر یہہ باتین بنانا آپ ہی کا کام ہے

اگر ایسی بات کوئی اور کہتا تو آپ ہی کہتے کہ اسے مالیخولیا یا سرسام ہے خیر یہہ ہم یاد دلاتے ہین کہ یہہ ہزارون قبرین نہین ہین بلکہ ایک مزار مقدس کی ہزارون نقلین ہین جو خاص ہمین نے نہین بنائی ہین بلکہ سلف سے یونہین بنتی چلی آئی ہین منظومہ جامی دلائل الخیرات روضۃ الاحباب جذب القلوب وغیرہ تصانیف اکابر وثقات ملاحظہ ہون کہ مزار فائض الانوار حضرت سید کونین و حضرات شیخین کی کتنی نقلین بنتی چلی جاتی ہین اور خلفا عن سلف وہ باعتبار انتساب الی الاصل واجب التعظیم شمار کی جاتی ہین آپ کسی ایک ہی کتاب کو جھٹلا سکتے تھے ہمنے اتنی کتابونکا پتا بتایا اب مانئے یا نہ مانئے آپ جانئے

قال اس مقام مین سُنا ہے کہ بعض احمق یون کہتے ہین کہ امام کی ایسی مثال ہے جیسے آفتاب کہ باوجود ہونے ایک مقام کے سب جگہہ اوسکی روشنی موجود ہے۔

اقول یہہ کہنے والا احمق نہین بلکہ اولٹا سمجھنے والا احمق ہے قائل کے کلام سے مثل سپیدہ صبح روشن ہے کہ تشبیہہ آفتاب سے اوسکا صرف یہہ مقصود ہے کہ جیسے آفتاب کا جرم ایک جگہہ اور روشنی اوسکی ہر جگہہ ہے اسی طرح وجود ذیجود امام گو ایک ہی مقام پہ ہو لیکن اونکی نور کا ہر جا ظہور اور روشنی اونکی ہر جگہہ موجود ہے اور جس چیز کو امام سے انتساب زیادہ ہے اوسیقدر اونکے نور کا انعکاس بھی اوسمین زیادہ ہے اسیوجہ سے تعزیہ تربت ضریح تابوت علم امام باڑہ وغیرہ جتنے منتسبات امام ہین اون سبکی تعظیم مورث اجر عظیم ہے۔

قال کیا بات بڑی قابلیت خرچ کے سوال وجواب مین زمین وآسمان رات دن کا فرق ہے۔

اقول حضرت خفا نہو جیئے آپکا سوال ہی بے تکا ہے آپ اپنی دانشمندی سے تربتونکو قبرین سمجھیئے اور اوسپر تو یہہ تودہ طوفان اوٹھایا آگے چلکر قبر لازم بتایا اوسپر کسی قائل نے اس کلام لاطائل پہ آفتاب کی تشبیہہ سے آپکی تنبیہہ کی

کہ یہہ تو نہین نقل تو ہے اور چونکہ نقل کو بھی آپکے ساتھہ انتساب ہی اور حسب مظہر الامام کشل الشمس آفتاب ایک ہے مقام پر ہو لیکن اوسکی روشنی ہر جگہہ موجود خصوصاً منتسبات مین اونکی نور کا زیادہ تر ظہور ہے واہ کیا بات بڑی قابلیت کی ہیچ کے سوال و جواب مین زمین آسمان رات دن کا فرق بتایا لیکن سوال کی غلطی رفع کرنے کا کچھہ خیال نہ آیا۔

قال اول قیاس غائب کا شاہد پر درست نہین۔

اقول امثلہ اور تشبیہات مین قیاس غائب کا شاہد پر بہت آیا ہے مگر افسوس ہے کہ آپنے علم بلاغت کو ملاحظہ ہی نہین فرمایا۔

قال دوسرے حضرت امام بشر کا وجود رکھتے تھے جوہر شمسی نتھا۔

اقول آپکے قیاس تک تو ہمکو خاموشی تھی لیکن اب حمیت اسلام کی گرمجوشی ہے یہہ آپنے امام پر نہین بلکہ حضرت پیغمبر علیہ السلام پر طعن کی حضرت پیغمبر بھی بمقابلہ کریمہ قل انما انا بشر مثلکم بشر کا وجود رکھتے تھے پہر جیسا سامنے ویسا پس پشت جسطرح روشنی مین اوسی طرح تاریکی مین کیون دیکھتے تھے زمین سخت بلکہ سنگ سخت پر نشان قدم اور مقام نرم مین اوس نشان کا عدم کیون ہوتا تھا اس سے بڑھکر معراج مین جسم شریف افلاک مین کیونکر در آیا سطح خاک نے اوس جسم پاک کا سایہ کیون نہ پایا اب فرمایئے پیغمبر کے وجود بشری سے ان خوارق امور کا ظہور ہوا یا نہین اگر ہوا تو پہر امام کے وجود بشری سے جو بمجوای حسین منی مانند وجود بشری پیغمبر ہے کیون ایسے امور کی نفی پر اصرار ہے اور اگر معاذ اللہ وجود بشری آنحضرت صلعم سے ظہور ان خوارق امور کا نہین ہوا تو حضرت کی معراج شریف بلکہ نبوت ہی سے انکار ہے پہر جب پیغمبر ہی کو نہین مانتے تو امام کو کب مانوگے غرضکہ ان خرابیون سے

یہہ معلوم کہ آپ امام و پیغمبر کے مرتبہ ہی کو نہین پہچانتے وجود بشری کے دہوکے سے اونکو مثل سائر ناس جانتے ہین یہہ محض غلبۂ وہم اور سوء فہم ہے حضرت پیغمبر اور آل پیغمبر کو اور لوگون پر قیاس نہ کیجیے اتنا سمجھہ لیجیے کہ تمام وہو شمس و قمر جن و بشر بلکہ از کرہ خاک تا عالم ملکوت و کنگرۂ افلاک سب کے سب صاحب لولاک اور اونکی آل کے طفیلی ہین وہ حضرات علت غائی کائنات ہین جو ہر شمسی و دیگر جمادات کو اونکی وجود ذیجود سے کیا نسبت وہ اشرف مخلوقات ہین اگر ذوات مقدسہ حضرت پیغمبر و اہلبیت پیغمبر کا ظہور نہوتا دنیا تاریک رہتی شمس و قمر مین نور نہوتا اونکے وجودات مقدسہ کے کمالات اور خرق عادات نہ اونکے ذوات ہین ہونے سے نا متناہی ہین وہ اسی وجود بشری مین متخلق باخلاق الٰہی ہین پس اونکے وجودات بشری سے جو تکیف کیفیات صنایع و بدایع الٰہیہ مین جسقدر امور غریبہ اور خوارق عجیبہ ظہور مین آئین وہ نزدیک اہل تحقیق قابل اذعان و تصدیق ہین اونسے انکار نہ کیجیے لا نسلم کی نہ کیجیے ورنہ نہ اسلام ہی باقی رہیگا نہ دین۔ وما علینا الا البلاغ المبین

قال تیرہ ہونے کو تعدد لازم ہے ایک جسم الگ جگہہ تقسیم نہین ہوسکتا۔

اقول تیرہ ہونے کو تعدد لازم ہے تو ہو نقل تیرہ کے واسطے تو کچہہ بہی لازم نہین یہہ ایک جسم کی الگ جگہہ تقسیم کیونکر ہوی سے عبث عبث تمہین اس اضطراب نے ڈالا ہے سمجھہ کے پہیر نے کیا کیا عذاب مین ڈالا۔

قال اور جب امام مثل آفتاب کے اس جہان مین طلوع و ظاہر ہے تب تو جسم یا روح ہر ایک جگہہ موجود ہوتا تہا اب بعد فوت کے کہ حکم غروب آفتاب کا پکڑا خوب رات کو دہوپ نکلی۔

اقول ہم کہہ چکے کہ اجسام مقدسہ حضرت پیغمبر و امام کا قیاس اور اجسام پر

باوجود خارق قیاس مع الفارق ہے یہہ محض انوار الٰہی ہین وجود بشری مین انکا نور مجسم اور بعد انفکاک قالب عنصری علائق جسمانیہ سے مجرد ہے انکے اجسام طاہرہ کے خواص مافوق اجسام بشریہ ہین ان شموس سماء نبوت کے واسطے صعود نزول طلوع وافول مین ایک حالت ہے انکی موت وحیات زندگی و وفات کی ایک کیفیت ہے حضرت امیر آنحضرت صلعم کو جب غسل دیتے تہے تو آپ اوہر سے اودہر خود کروٹ لیتے تہے اور شہدا تو بحکم خدا بعد شہادت بہی زندہ ہین اور سید الشہدا کو اونکے جد بزرگوار کی برکت سے خدا نے مثل دیگر حضرات یہہ قدرت عطا فرمای ہے کہ جسطرح وہ حالت حیات مین ہر ایک جگہہ موجود ہوسکتے تہے بعد شہادت و وفات بہی وہی قدرت ہے آپکو بسبب فقدان عرفان اہل بیت اونکے حالات و کمالات مین بیجا حیرت ہے ناحق وہم نے گہیرا ہے وہان اگر اونکی سمجہہ سے رائتکو دہوپ نکلی تو مثل معجزہ رد شمس کچہہ تعجب نہین مگر آپکی آنکہون مین دوپہر کو اندہیرا ہے

قال اور ہم تمسے پوچہتے ہین کہ امام کی یہہ سچی قبرین ہین یا جہوٹی اگر تم سچے ہو تو کہدو کہ جہوٹے پر لعنت کہ ہم بیشُ باد کہین۔

اقول ہم تمسے ہزار بار کہہ چکے ہین کہ یہہ قبرین نہین اصل مزار کی نقلین ہین اگر ہم انکو قبرین کہتے تو البتہ آپکا سوال لائق جواب ہوتا اور اب تو یہہ سوال بالکل مہمل ہے بیشک اگر لوگ دیکہینگے تو کہینگے کہ سائل کے دماغ مین کچہہ خلل ہے اب اگر آپ نقل قبر کو قبر ہی کہے جاتے ہین تو ہم آپسے پوچہتے ہین کہ خط قبر والدین درحقیقت قبرین ہین یا فقط خط آپ تو قبرین کہینگے پہر صحیح قبرین ہین یا غلط جہوٹی قبرین ہین یا سچی نکلی ہین یا کچی اگر تم سچے ہو تو کہدو کہ جہوٹے پر لعنت کہ ہم بیشُ باد کہین بلکہ یہہ اور ستزاد کہین کہ یزید آپکے

نزدیک مستحق اس کلمہ کا ہے یا نہین چونکہ شیعون مین صاف صاف اور اہل سنت مین کچھہ اقل قلیل کا اسمین اختلاف ہے اور آپکا مسلک دونون کے خلاف ہے تو غالباً آپ بجماعت یزید ضرور اسکی نفی فرما دین گے اور خود ملّا یزید بنجا دین گے جنہون نے عدم جواز لعن یزید کا فتوی دیا اور بعض علمانے اس لطیف فقرہ سے اونکو رسا کیا کہ صد بر یزید و صد دیگر بر مزید افسوس آپ تو خود ہی ملا مزید بن گئے اب بیش باد کون کہے۔

قال اتنے کہنے سے کہ یہہ امام کی قبر ہین ہین ایسا کیا اگیا کہ انپر سلام و تعظیم اور فاتحہ اور درود ہونے لگا۔

اقول اس مسئلہ کو پہلے تو خدا سے پوچھیے کہ اوس دستہ گیاہ مین ایسا کیا آگیا کہ حضرت ایوب کی قسم سچی ہوگئی پہر جناب رسول خدا سے پوچھیے کہ کیون حضرت اتنا کہنے سے کہ یہہ خط قبر والدین ہے ایسا کیا آگیا کہ اوسپر بوسہ دینے اور تعظیم کرنے کا حکم ہونے لگا اور سائل نے یہہ مزا لوٹا کہ قسم کے جہوٹے ہونے سے سستا چہوٹا پہر اون علمای کرام سے جو تعزیہ شریف کی تعظیم و تسلیم کا دم بہرتے تہے اوسکے سامنے ادب سے استادہ ہوکر تسلیم و تعظیم اور فاتحہ و درود ادا کرتے تہے پہر اپنے مولوی اسماعیل سے پوچھیے کہ ان سب بزرگوار ون کے بدلے وہی آپکو اسکا جواب اسطرح باصواب دین گے۔ کہ از فروع حب منعم تعظیم شعائر اوست یعنے اموریکہ بآن مناسبت خاص دارد الخ چونکہ تعزیہ وضریح و تخت و تابوت و علم وغیرہ یہہ سب حضرت امام سے خاص نسبت رکہتی ہین اور آپکے شعائر سے ہین اور حسب ارشاد علمای کرام تعزیہ شریف موسوم بنام نامی امام اور اوسکی تعظیم و فاتحہ تعظیم و فاتحہ امام علیہ السلام ہے پس اتنے کہنے سے ایسا شرف آگیا کہ انپر سلام اور تعظیم اور فاتحہ درود ہونے لگا اب اگر اسمین بھی آپ نہ سمجہے

کہیئے گا کہ ایسا کیا آگیا تو ہم بے شک سمجھین گے کہ آپکے پیٹ مین شیطان یا یزید بے ایمان سما گیا۔

قال اس وہم کو شرع وعقل مین کہین اعتبار ہے کہ جو ہم کہدین کہ یہہ تیغا حضرت مرتضے علی کا ہے اور یہہ سیڑہی حضرت فاطمہ کی اور یہہ دروازہ کی چوکہٹ حضرت رسولخدا کی تو ہمارے کہنے سے سچ مچ انہین کے ہوگئے۔

اقول شعائر اور منتسبات وہ ہوتے ہین جنکو ایک مناسبت وخصوصیت خاص منتسب الیہ کے ساتھہ ہوتی ہے اور شرع اور عقل بہی اونپر دلالت کرتی ہے بہلا سیڑہی اور حضرت فاطمہ اور دروازہ کی چوکہٹ اور حضرت رسول سے کیا مناسبت ہے جو آپکے کہنے سے سچ مچ انہین کی ہو جائیگی غرض جو آپ کہتے ہین ایسی ہی بے ڈہنگی کہتے ہین۔

قال غرض یہہ وہم ویسا ہے کہ جیسے چہوٹی لڑکیان گڈا گڑیا بناکر دولہا دولہن ٹہراکر آپس مین اونکا بیاہ کرادیتی ہین اور جانتی ہین کہ حقیقت مین یہہ بیاہ ہے۔

اقول دختران نابالغہ سے چونکہ تکالیف شرعیہ ساقط ہین اور جبلی نقصان عقل کے علاوہ یہہ سن بہی بے تمیزی کا ہوتا ہے بدین وجہ یہہ حرکت اور کہیل اونکا نہ لائق مواخذہ ہے نہ قابل اعتبار مگر افسوس ہے اون پیر نابالغ کی عقل پر جو چہوٹی لڑکیون سے زیادہ نافہم اور شعائر اسلام کو لڑکیون کے کہیل سے میل کرنے مین اسقدر مغلوب وہم ہین فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قال اور لڑکی اور لڑکے کی گہوڑے پر گہانس کا گہوڑا بناکر سوار ہوتی ہین اور دوڑاتے ہین اور پوچہتے ہین کہ ہمارا گہوڑا ہے۔

اقول لڑکو نکی اس لکڑی کے گہوڑے پر کیون آپ رشک کرتے ہین آپنے ہی تو قبل اسکے ایک گہوڑے کی تصویر بنائی ہے اوسپر آپ ہی سواری کیجئے یا انہین لڑکو نکی

طرح بانس کا گھوڑا بنایئے گا بانس کا کوڑا ہاتھ مین لیجئے خوب دوڑایئے لڑکون کی طرح ہمارا گھوڑا ہی پوچھتے جایئے گو اسمین ہنسی ہے مگر تھوڑی ہے یعنے دیکھنے والے فقط اتنا کہین گے کہ یہی گھوڑی ہے۔

قال اور پوچھو تو اصل اس وہم کی ہندوٗن سے ہے کہ وی ٹھاکر کی مورتین اپنے ہاتھ سے بنا کر خوش ہوتے ہین اور بجاے اصل کے پوجتے ہین۔

اقول شعائر اسلام اور کافرون کے اوہام مین زمین و آسمان حق و باطل کا فرق ہے قبل اسکے یہہ مرحلہ بخوبی طی ہوچکا ہے اور آپکی غلطی ان تشبیہات مین قرار واقعی ثابت کرادی گئی ہے اب پھر اوسکو مکرر ملاحظہ فرمایئے اور اس غلطی فاحش اور اپنی جان و ایمان کی کاہش سے باز آئیے۔

قال سو تعزیہ دار اونسے بھی زیادہ احمق ہین مورتین درکنار یہہ قبرونکی صورتین نقل کرتے قبر کا مرتبہ صورت سے کمتر ہے۔

اقول عجب عقلمند سے سابقہ ہے کہ جسکے دل کا غبار نکلتا ہی نہین ٹیڑہی راہ چھوڑکر سیدہی راہ چلتا ہی نہین شیطان جسقدر وسوسہ دلاتا ہے اوسیقدر بہکتا جاتا ہے اجی حضرت تعزیہ دار احمق نہین بلکہ احمقون کو عقل سکھاتی ہین دین کے طریقے خدا و رسول کے احکام بدون شبہات و اوہام جیسے خود سمجھے ہین اورون کو سمجھاتے ہین دیکھیئے تعزیہ دار تو تنظیم نقش قبر مطہر حضرت امام حسین حسب اجازت سید کونین بہ تقبیل قبر فرضی بلکہ خط قبر والدین سورث اجر و ثواب جانتے ہین اپنے پیغمبر کا فرمانا سر آنکھون سے مانتے ہین آپکے زعم باطل مین قبر کا مرتبہ صورت سے کمتر ہے حضرت فرماتے ہین کہ حکم تقبیل مین خط قبر قبر کے برابر ہے پس ہم رسول کے حکم پر چلتے ہین اور آپ دین مین نئے رنگ ہین کچھ مضائقہ نہین لکم دینکم ولی دین۔

قال غرض ایسی باتون مین یہہ ہندوون کے بڑے بہائی ہین۔

اقول ہندوون کے بڑے بہائی آپ ایسے ہر بابی اور شو فسلما کی ہین۔

قال طرفہ تماشا ہے ہندوون کو ہنستے ہین کہ دیکہو اپنے ہاتہہ سے صورت بناتے ہین اور تعظیم کرتے ہین اور آپکو نہین دیکہتے کہ ہم انسے کیا کم ہین۔

اقول حضرت سلامت جو ہندوون کا راگ آپنے ابتدا مین بے تال و سر گایا تہا یہہ سب اوسیکے بہار جی ہین چونکہ وہین آپکا طنبورا خراب یعنے اوسکا پورا جواب ہو چکا ہے لہذا اب پہر وہی تان نہ چہیڑیے اور بار بار گڑے مردے نہ اوکہیڑیے مسلمانون کے اعمال بحکم شارع و رجحان شرعی والقائی ربانی کافرون کے افعال بخواہش نفسانی و اغوای شیطانی ہین اونہین انہین میٹہے کڑوے مرد آدمی اور ہیجڑے کا فرق ہے آپ مرد آدمی ہوکر تو ہیجڑوں کا راگ نہ گایئے مسلمان کہلاکر تو اسلام و کفر کی باتین نہ ملایئے۔

قال یہہ ویسی بات ہوی کہ آپکو ہپ اور دنکو اخ تہو۔

اقول میٹہا ہپ اور کڑوا اخ تہو ہوتا ہے یہہ نئی بات کیا ہوئی۔

قال الغرض وی اندہے ہین یہہ ہیئے کے پہوٹے۔

اقول الغرض وی ہر دم خیالی ہین اور آپ جہوٹے وی اندہے ہین اور آپ سیکے پہوٹے

قال اور کہتے ہین کہ ہم تعزیہ کو حضرت امام کی محبت سے بناتے ہین اور اونکے دوست ہین

اقول سین کیا شک ہے بہت سچ کہتے ہین یہہ حضرت امام ہی کی محبت کا ولولہ اور جوش ہے کہ دشمنون کے طعنے سنتے جاتے ہین مگر امام کی یادگاری کو تعزیہ ضرور بناتے ہین حضرت محبت و عداوت ایسی چیز نہین جو چہپائے سے چہپ سکے ہمارے حضرات اپنے دوستون کی علامت مین فرماتے ہین یحزنہم حزننا و یسرہم سرورنا یعنے ہمارا غم اونکو محزون و مغموم اور ہمارا سرور اونکو

مسرور کرتا ہے ذیکھو پہلے علامت محبت کی اپنے غم مین مغموم ہونیکی فرمائی کہ محبت مین اسکا اثر زیادہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر مومن محبت اہلبیت ان حضرات کی مصیبتون پر دل سے کڑھتا اور روتا ہے پس امام مظلوم کی مصیبت مین رونا رولانا اعانت بکا اور ابکا کیواسطے تعزیہ بنانا امر ایمانی اور محبت خاص بلکہ کمال اخلاص کی نشانی ہے اوسکی تعظیم عین محبت و تعظیم امام ہے (چنانچہ از فروع حب منعم تعظیم شعائر اوست) آپکے پیرکا یہی کلام ہے۔

قال بڑے جہوٹے احمق ہین کہبی دوست نہین ایسے لوگ امام کے دشمن ہین۔

اقول جہوٹے احمق امام کے دشمن وہ لوگ ہین جو امام کے شعائر مٹانیمین حضرت امام کی سعایت یزید پلید کی رعایت کفار عنید کی حمایت کرتے ہین سبحان اللہ جو امام کے نام کا تعزیہ بنادین اونکی مصیبت پر روئین رولائین دیگر شعائر امام سے آپکی مصیبت و شہادتکا اعلان کرین یزید پلید کے مظالم سے اوس فاسق و فاجر پر طعن کرین وہ جہوٹے احمق اور امام کے دشمن قرار پادین اور جو بنیاد اسلام کو ہلائین اور امام کے نام کے ساتہہ نقل کفر کفر نباشد مہا دیو کو ملائین تعزیہ شریف کو معاذ اللہ بت تعزیہ دار کو بت پرست ٹہرائین امام کی مصیبت پر نہ روئین نہ رولائین بلکہ رونیوالون کا سونہہ چڑہائین وہ بہی مطلق اور امام کے دوست بنجائین یہہ امام کے دشمن دوستون سے چلے اپنے تعصب کیا اولٹی چال چلے ہین خیر ہمین اسکا کچہہ غم نہین کہ یہہ انقلاب بہی حضرت امام کیطرف نسبت بغاوت اور یزید کی طرف انتساب خلافت کے انقلاب سے کچہہ کم نہین۔

قال اگر آپ امام کی محبت مین سچے ہوتے تو اونکی وضع اور اطاعت اختیار کرتے۔

اقول واقعی محبت کا مقتضی یہی ہے کہ ہر امر مین رضا جوئی محبوب منظور رہے محبوب کے غم مین محبوب اور اوسکی خوشی مین مسرور رہے حضرت امام خود فرماتے ہین انا قتیل العبرۃ لایذکرنی مومن الا بکی سونہہ رونے رولانے تعزیہ وغیرہ جا امور

باباحت شرعیہ معین گریہ وبکا ہین اونکے بنانیمین حضرت امام کی اطاعت اختیار کی یزیدیون
کے طعنے سہے مگر اپنے امام کی محبت واطاعت سے غافل نہرہے مگر آپنے اولٹی جمای امام کے
ارشاد کی تعمیل تعزیہ شریف کی تعظیم وتجمیل خلاف اطاعت ٹہرای خیر اگر بفرض محال
یہہ خلاف اطاعت بہی ہوتا تو بہی محبت مین کچہہ نقصان نہ تہا کہ محبت واطاعت مین
لزوم نہین ہے آپکو معلوم نہین ہے محبت تو ایسی چیز ہے کہ اطاعت کیسی باوجود ارتکاب
اکبر کبائر بہی نہین جاتی اور بڑے وقت مین بڑی کام آتی ہے اپنے رہے سہے اسلام پہر
بٹہ نہ لگائیے مدارج النبوۃ مین عبداللہ ابن عامر کی کیفیت ملاحظہ فرمائیے جنکو برابر شغل
شراب وکباب رہتا تہا لیکن بلحاظ صحابیت کوی اونکو کچہہ نہ کہتا تہا جب قلعہ خیبر فتح ہوا
تب غازیون نے غنیمت بہت پائی ازانجملہ شراب کثیر بہی ہاتہہ آئی ابن عامر مفت کی شراب
غنیمت سمجہکر خوب نوش فرمای بعض صحابہ نے بحضور آن حضرت اونکو لعنت وملامت کی
آن حضرت نے صحابی زاجر سے فرمایا کہ ابن عامر کو زجر وملامت مت کرو کہ وہ خدا ورسول کو
دوست رکہتا ہے انتہی دیکہیئے باوجود شرب خمر حضرت پیغمبر نے عامر کی نسبت خدا ورسول
کے محبت کی تصدیق فرمائی اور صحابی زاجر نے سکوت کیا ابن عامر کو یہہ الزام ندیا کہ اگر رسول
کی محبت مین سچے ہوتے تو اونکی وضع اور اطاعت اختیار کرتے اس سے معلوم ہوا کہ
حضرت رسول کے نزدیک ابن عامر خدا ورسول کی محبت مین سچے تہے اور آپ اپنے
دعوی ممن جہوٹے چلئیے تستے جہوٹے۔

قال یہان جو کوئی ایک مالزادی کو چاہتا ہے تو کبہی بڑے بڑے پٹے رکہاکر مستی ونہری
جماکر داڑہی گہٹاکر بعینہ آپکو بہڑوا بناتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اوس مالزادی کو یہہ
میری وضع بہاتی ہے۔

اقول آہا اب ہم سمجہے کہ یہہ دنیا کی ناپاک محبت کا آپ ذکر رہے ہیں شاید آپکو ابن
ملجم بہڑوے اور قطامہ مالزادی کا قصہ یاد آگیا ارے صاحب اوسنے تو وضع کیسی اوس

بالزادی کی ناپاک محبت مین اپنا دین وایمان ہی تج دیا جیسے آپ یزید کی ناپاک محبت مین
اپنا دین وایمان تجے بیٹھے ہین پس بمقابلہ پاک محبت خدا ورسول وآل رسول ایسی ناپاک
محبت کا ذکر نہ کیجئے اسکو اپنے اور ابن ملجم ہی تک رہنے دیجئے۔

قال بھلا جب یحیا بالزادی کو خلاف وضع اپنی نہ بہا دی تو حضرت امام اپنے مخالف وضع کو
کسطرح دوست جانین گے۔

اقول استغفر اللہ ع چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ آپنے دنیاوی ناپاک محبت اور
دینی پاک محبت مین کچھ فرق نکیا دونون کو خلط کردیا صاحب دنیاوی محبت کا ثمر اور
دینی محبت کا اثر اور ہے حضرت امام اپنے مخالف وضع کو بفرض تسلیم اوسیطرح دوست
جانین گے جسطرح حضرت رسول صلعم ابن عامر کو باوجود شرب خمر خدا ورسول کا دوست
جانتے تھے ان نفوس قدسیہ مین فقط دوستون کی حمایت نہین بلکہ دشمنون کی بھی
رعایت تھی منافقین اشرار کی ایسی پردہ پوشی کی بجز دو واقفین اسرار حذیفہ وحضرت
عمار اور کسی سے اونکا حال زار بیان نہ فرمایا یہہ مرتبہ بجز رحمۃ للعالمین اور اونکی آل طاہرین
کے اور کسنے پایا ع دوستان را کجا کنی محروم + تو کہ با دشمنان نظر داری۔

قال امام کی محبت تو تبھی صحیح ہوگی جب کوئی حکم شرع کا تابعدار رہے۔

اقول امام کی سچی محبت تو ہر حال مین صحیح ہے ہان یہہ بات ضرور ہے کہ اگر اس محبت کے
ساتھہ حکم شرع کا بھی تابعدار رہے تو نور علی نور ہے۔

قال کفر وبدعت کو چھوڑدے۔

اقول اگر بدعت کے معنی اپنی طرف سے نہ بنائے جملہ محدثات کو اپنی اولٰی سمجھہ سے
بدعت محرمہ نہ ٹھہرائیے۔

قال کسی امیر فقیر مخالف شرع کی پیروی اختیار نکرے۔

اقول جیسے آپنے اپنے امیر یزید شریر فاسق سکیر کی پیروی اختیار کی۔

قال حکم خدا اور رسول صاف صاف بیان کرے۔

اقول جیسے ہمنے صاف صاف بیان کردیا۔

قال آپکے اولاد کی تعظیم سب سے زیادہ بجا لاوے۔

اقول پھر آپنے واقعہ جانکاہ اہلبیت یاد دلایا پھر ہمارے قلب مجروح پر ایک نشتر لگا دیا ہم نہین جانتے کہ آپکے نزدیک اولاد رسول کا کیا احترام ہے اور آپکی اصطلاح مین تعظیم کس چیز کا نام ہے اگر وہ تعظیم مراد ہے کہ جو شمر نطفہ حرام نے وقت ذبح سینہ معرفت گنجینہ امام علیہ السلام کی کی اور خولی بدانجام نے نیزہ پر سر مقدس سردار اہلبیت کرام کی کی یا جمال شر سیرت نے بطمع کمربند زریا انگشتر دست حق پرست دستگیر برنا و پیر کی کی یا آپکے امیر معلوم یزید شوم نے بتقاضای کینہ آبای طشت طلائی مین لب و دندان حسین مظلوم کی کی یا خود آپنے بنفاق خفی و بغض جلی اسمائی متبرکہ حسین حسین اور علی علی کی کی تو آپ ہی اس تعظیم سے خوش ہوجیئے اور اسکی داد دیجیئے ہمکو اور سب مسلمانونکو اس سے معاف کیجیئے انشاءاللہ جو صلہ اس تعظیم کا ہے وہ محاسبان روز جزا آپکو اور آپکے ان پیرون شر سیرون کو دینگے اور آپ پیچ و تاب کھا کھا اور پچتا پچتا کر لین گے اور اگر مراد تعظیم و تکریم واقعی ہے وہ تو ہم کیا سبھی دیندار کرتے ہین مگر آپکو اس زبانی بات بنانے سے کیا فائدہ کہ آپ تو اپنی اوسی تعظیم اصطلاحے اور اوسی ضلالت و گمراہی پر مرتے ہین۔

قال یہہ عجب محبت ہے ہزارون روپے بے حکم خدا و رسول کے اینٹ مٹی اعنی امام باڑہ اور ابرک بانس یعنے تعزیہ مین چوپٹ کرتے ہین۔

اقول اگر کوئی کافر ایسی طعن اسلام پر کرے کہ مسلمانون کے خدا و رسول سے یہہ عجب محبت ہے کہ ہزارون روپیہ اینٹ مٹی یعنے مسجدون اور روضہ رسول کے بنانے اور شیشہ و ابرک یعنے جھاڑ و کنول و قندیلین لگانے مین چوپٹ کرتے ہین تو آپ اس

لعن کو تسلیم کیجئے گا یا کچھہ جواب دیجئے گا وہی ہمارا بھی جواب ہے۔

قال اور سیدونکو دیکھتے ہین کہ پہوٹے ٹوٹے مکان مین پڑے ہوئے فاقے کھینچتے ہین کیون نہو دوست ایسے ہی چاہئین خاک مین ملادین اور سابرک و بانس مین لگا دین پر فرزند حسین کو ندین نہ کہلاوین۔

اقول اب ہم سمجھے یہہ اپنے مریدون چہیتے جولاہون پر آپکا غیظ و غضب ہے ممانعت تعزیہ داری کے پردے مین یہہ اپنے واسطے حسن طلب ہے تا کہ ایک پیسہ تعزیہ دار پر بھی نہ لگا دین اودہی دمڑی ٹکہ پیسا جو ہمت ہو وہ پیر کو اولاد حسین سمجھکر چندہ کر کے آپ ہی کی خدمت مین پہونچا دین سو یہہ بجز اس حرکت مین کچھہ برکت نہو گی باقی جن اہل دول کو خدای عزوجل نے توفیق دی ہے وہ خیرات و مبرات عزاداری و خدمت سادات سب کچھہ کرتے ہین اور جنکو خیر کی توفیق ہے نہین وہ کچھہ بھی نہین کرتے

قال اور اس بات کو سمجھو کہ اگر دین مین کسی سنت و مباح کے کرنے سے کچھہ قباحت شرعی لازم آوے تو اوس سنت و مباح کا چھوڑنا لازم ہوتا ہے۔

اقول اسی طرح اس بات کو سمجھو کہ اگر دین مین کسی ایسے امر کے کرنے سے جس سے رونق دین اور شوکت اسلام کی بڑہ جاوے تو اوسکا کرنا لازم ہوتا ہے۔

قال چہ جائے اوس چیز کے کہ جسکی شرع مین کچھہ اصل نہو۔

اقول چہ جائے اوس چیز کے کہ جسکی اصلیت شرع مین باقرار فریقین پائی جائے اور وہ ہزار جگہہ بعنوان مختلف سمجھائی جای اگر آپ نہ سمجھین تو اوسکا کیا علاج ہے

قال بالفرض اگر تعزیہ بنانا اصل شرع مین مباح ہوتا تو بھی اب حرام ہوتا اسواسطے کہ تعزیہ کے سبب بڑے بڑے گناہ ہونے لگے اور شیطان کا بازار گرم ہوا۔

اقول تعزیہ بنانا تو سب مسلمان کے نزدیک اصل شرع سے مباح اور اوسکی تعظیم و تکریم موجب صلاح و فلاح ہے بالفرض اگر اصل شرع کے خلاف بھی ہوتا تو بھی اب

جائز ہوجاتا کسواسطے کہ تعزیہ کے سبب بڑی بڑی گناہون سے و ذوات الاعلام جنکا
پیشہ کسب حرام ہے باز رہتی ہین اور شیطان اور مریدان شیطان کا بازار بالکل سرد
ہوجاتا ہے ہان اسی کے ساتھہ یزید نا فرجام اور جملہ اہل شام کے مظالم بہی ظاہر ہوکر
جملہ خاص و عام انکی ظلم و جور سے ماہر ہوکر ناواقفون سے یزید و تابعین یزید کی محبت کا
علاقہ چہوٹنا رونق اسلام بڑہی بڑا کفر ٹوٹنا شاید اسی سے آپنے برا مانا اور حرام کرنا واجب جانا

قال ذرا آنکہہ کہولو ہوش سنبہالو کہ بڑا گناہ زنا ہے جسکا یہہ حال ہے کہ جتنے حرام
کار سال بہر مین اپنی مرادین پاتے ہین تعزیہ کے بدولت اسقدر دس رات دن مین کماتی ہین

اقول ہم نہین جانتے کہ یہہ کون حرام کار یزید پلید کے رشتہ دار ہین ہمنے تو بہت سی مسلمان
رنڈیونکو دیکہا اور سنا ہی کہ محرم الحرام مین بدولت تعزیہ داری فرزند خیر الانام
زنا و غنا کا نام بہی نہین لیتین دس رات دن اوباشون کو اپنے گہر آنے نہین دیتین
ہان فواحش بازاری یزید کی غمخواری ماتمیان امام شہید کی دل آزاری مین اگر سال بہر کے
بعد انہین دنون مین اپنی مرادین پاتی ہون اور خاص اس دس رات دن مین کماتی ہون
تو کیا بعید ہے پہر غم کیسا اونکو خوشی اور محرم کیسا اونکی عید ہے۔

قال بیگانے جوان مرد و عورت کا ایکجا جمع ہونا کہین عقل شرع مین درست ہے اور یہان
جب کثرت سے ہجوم ہوا تو مرد و عورت کا بدن سے بدن متناضر ہوا۔

اقول یہہ آپکا وہی اگلا افترا ہے زنان اشراف کا مردونکے مجمع مین آنا بالکل جہوٹ اور
تہمت ہے اوپر اسکا بیان ہوچکا ہے گستاخی معاف یہہ مجلس امام ابرار ہے بلاتشبیہ
دہلی کا دربار نہین حسین نقاب و حجاب یکقلم دور ہو ملاقات حکام کے بہانے کیلیے خزانہ
مردانے مین آنا ضرور ہو زیادہ مونہہ نہ کہلوائیے دل ہی دل مین سمجہہ جائیے یہہ اس تہمت
و افترا کی سزا ہے کردی خویش آمدی پیش۔

قال قبول کیا کہ تمہاری عورتین نیک بخت ہین مگر جب کم بخت سمجہین ادہر چہوٹین۔

اقول اونہیں نکبختون کا یہہ صبر بعضی کمبختون پر پڑا شرمایئے اور اب ہی اس تہمت و تہدید سے باز آیئے مگر آپکی حیا تو الولد سر لابیہ سے ظاہر ہے۔ صاحبزادی کی غیرت سراپا حیرت سے خلق خدا بخوبی ماہر ہے۔

قال اسمیان سوچو کہ اگر تمسے کوی کہے کہ اپنی عورتون کو جو بڑہیاں ہون نماز جماعت مین عشاکے وقت بہیجو اور وے سبکے پیچہے مسجد مین نماز جماعت پڑہ کر سلام پہیرتے ہی چلی جاوین کسی کو معلوم نہو کہ کون آیا اور کون گیا تو تم کہوگے ایسی باتین ناک کٹہاتی ہے اور اشرافون کی بی بیان مرد و غیرہ باہر نہین آتی ہین۔

اقول اگر مستورات ضعیفہ شریفہ وقت شب بغرض تحصیل ثواب جماعت امام متقی و عادل کے پیچہے کہڑی ہو کر اقتدا کرین اور سلام پہیرتے ہی چلی جاوین تو اسمین ناک کٹنے کی کیا بات ہے ہان آپکی ناک شاہ اوس غیرت سے کٹجائی کہ اینٹ مٹی مین جو روپیہ جوپٹ کرکے مسجد بنائی اوس مسجد مین کیون گئین۔

قال سووے تعزیہ کے دنون مین دس رات بہر ہزارون آدمیون کے رو برو جہان چار طرف روشنی ہو رہی ہے اور سب اچہے برے کافر مسلمان لوگ موجود ہین تمہاری بہو بیٹیان ہاتہہ سے ہاتہہ ملائے کندہے سے کندہا رگڑتی کہلے خزانے زیارت کے بہانے پڑی پہرتی ہین۔

اقول لعنۃ اللہ علی الکاذبین کسقدر جہوٹ اور افترا اور بہتان ہے کہ جسکا کچہہ حساب ہی نہین سچ تو یہہ ہے کہ اگر جہوٹ بولے تو اتنا تو بولے۔ جہوٹ بولنے مین آپکی طرح بڑا پکا ہو کچا نہو ایسا مبالغہ کذب مین کرے کہ ساری تقریر مین ایک حرف بہی بہولے سے سچا نہو کیا کہنا آفرین صد آفرین سے این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔

قال اور بعضے قرمساق اپنے ساتہہ لیکر نکلتے ہین۔

اقول خصوصاً دربار مین تو ضرور ساتہی چلتی ہین۔

قال بہلا ہم تمسے پوچھتے ہین کہ یہان وہ ناک اژدہات کی ہو جاتی ہے کہ کاٹے نہین کٹتی یا وہ سد سکندر رہے کہ قیامت تک کوی یاجوج وماجوج نہین گرا سکتا

اقول ہمسے کیا پوچہتی ہواونہین میان سابق الالقاب سے تخلیہ مین نہین بلکہ عین دربار مین پوچہو کہ یہان وہ ناک اژدہات کی ہو جاتی ہے کہ کاٹے نہین کٹتی یا وہ سد سکندر ثانی ہے کہ قیامت تک کوی یاجوج وماجوج نہین گرا سکتا بلکہ اگر قافیہ تنگ نہو بلکہ چست اور درست ہو تو اتنا فقرہ اور بڑہا دیجیے کہ یا وہ بہو پال کا تال ہے کہ جسکی کوئی تہاہ پا نہین سکتا۔

قال کیون نہو خداوند اجو تیری غیرت نکرے اوسکی ایسی ہی بیغیرتی چاہیئے۔

اقول آمین بلکہ آمین بالجہر

قال جو تیرے در سے آشنا نہوا مثل سگ اوسکو دربدر دیکہا۔

اقول چونکہ وہ آپکے سگو نہین ہین مثل سگ آپ ہی کہئے ہم بجز اسکے اور کچہہ نہین کہہ سکتے ہے آپکو اور اونکو دونون کو سپنے خواب کی راہ پر دیکہا۔

قال اور بڑا گناہ خانہ جنگی ہے وہ بہی تعزیہ کے سبب اکثر ہوتی ہے محرم کے سپاہی مشہور ہین۔

اقول خانہ جنگی تو جاہلون کا کام ہے کچہہ محرم پر موقوف نہین جب آپسمین ہیٹ ہوئی ذراسی بات پر شجاعت دیکہانے اور جہالت جتلانے کو لڑ بیٹہا کسی پیرو یزید نے کچہہ تعزیہ امام شہید کی بے ادبی کا ارادہ کیا اور اس فساد وعناد پر اپنے ساتہہ اور ونکو آمادہ کیا اور تعزیہ دار اسکے مانع ومزاحم ہوئے اور اس درنگی مین خانہ جنگی ہوی جیسا کہ آپنے کیا اور اوسکا پورا خمیانہ اوٹہایا شاید اس جگہہ وہی خیال آیا تعزیہ شریف کے ساتہہ تو کچہہ بے ادبی نکر سکے اب اوسکا یہ قصاص

لیا کہ تعزیہ مقدسہ سب گناہون اور خانہ جنگی وغیرہ کا سبب قرار دیا سبحان اللہ یہہ تو وہی بات ہوئی کہ جنگ صفین مین جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے شامیونکے ہاتھہ سے شہادت پائی اور صحابہ طرفین کو حدیث عمار جلد ہ ما بین عینی تقتلہ الفئۃ الباغیۃ یاد آئی تو دونون لشکرو مین اسکا چرچا ہوا شامیون نے اپنی بغاوت چہپانیکو یہہ بات بنائی کہ قاتل عمار علیؑ ہین جو اونکو لڑنے بہیجا اپنے ساتہہ اس معرکہ مین لائے بعضے بزرگون سے نرہا گیا بیساختہ بول اوٹہے کہ سبحان اللہ اس اولٹی سمجہہ کی راہ سے تو قاتل حضرت امیر حمزہ خود حضرت پیغمبر قرار پاے ویسی ہی اولٹی سمجہہ آپکی بہی ہے ہم نہین جانتے کہ یہہ کج فہمی آپ مین کیونکر آگئی اور شامیونکی روح خسیس آپکے قالب نفیس مین کیونکر سماگئی

قال اور محرم کے بدولت جسقدر قتل شہر لکہنو مین ہوتا ہے سب جانتے ہین برس روز کے قصے قضیے انہین دنون محرم پہر اوٹہا رکہتی ہین۔

اقول یہہ خام خیالی بہی بالکل جہوٹ اور لااُبالی ہے لکہنو مین تو ان دنون کبہی کسیکی نکسیر بہی نہین بہوٹی ہماری عمر لکہنو ہی مین گذری ہمنے کبہی محرم مین کچہہ جہگڑا فساد بہی نہین سُنا قتل کیسا لکہنو آپ محرم مین نہ کبہی گئے نہ آئے گہر بیٹہے خوب ڈہرنگے اوڑائے واہ حضرت واہ ماشاء اللہ۔

قال اور قطع نظر گناہ کے کفر و شرک کیا کم ہوتا ہے کہ ہزار ہا خلقت تعزیہ کو سجدہ کرتی پہرتی ہے۔

اقول اسکو تو ہم مقدمہ رسالہ مین ذکر کر چکے ہین کہ سجود لغیر المعبود منہی عنہ ہے پس تعزیہ شریف کو سجدہ کرنا تو کسی مسلمان کا دستور نہین ہان کفرہ وارازل وغیرہ کا مذکور نہین وہ شاید ایسا کرتی ہون پہر اونکے شرک پر تعزیہ شریف سے کیون مواخذہ کیا جاتا ہے اونکے گناہ کا الزام نقل روضہ امام کو کیون دیا جاتا ہے یہہ بفرض تسلیم ممانعت سجدہ غیر علی الاطلاق ہے والا علماء نے سجدہ تحیت

غیر اللہ کیواسطے جائز جانا ہے پھر آپ پر سجدۂ تعظیمی تعزیہ شریف جو عوام کالانعام
کرین کیون شاق ہے چنانچہ لطائف اشرفی سے اس سر خفی کا زیادہ ظہور ہے
دیکھیے اوسمین یہہ طرفہ تقسیم و تعظیم مذکور ہے قال ابن عباس سجدۃ التحیۃ
بمنزلۃ السلام ولا باس بوضع الخدین بین یدی الشیوخ والسجدۃ
اثنتان سجدۃ العبادۃ وسجدۃ التحیۃ فالاول خاصۃ للہ تعالی والثانی
بوجہ التکریم فی خمس محل جائز القوم للنبی والمرید للشیخ والرعیۃ للملک
والولد للوالدین والعبد للمولی فی کل حال یرخص واذا سجد الانسان
سجدۃ التحیۃ لا یکفر واذا سجد الرجل للامام والغیر وکان تصدہ التعظیم
والتحیۃ دون الصلوۃ لا یکفر ھذا کلہ فی فتاوی قاضیخان۔ انتہی۔ خلاصہ
اسکا یہہ ہے کہ ابن عباس نے کہا سجدہ تحیۃ بمنزلہ سلام کے ہے اور دونون رخسارے
روبرو شیوخ کے رکہنا کچہہ مضائقہ نہین اور سجدہ دو ہین ایک سجدہ عبادت
دوسرا سجدہ تحیت پہلا خدا کے واسطے خاص ہے دوسرا بوجہ تعظیم و تکریم پانچ
جگہہ جائز ہے امت کا پیغمبر کیواسطے مرید کا پیر کے لیئے رعیت کا بادشاہ کے
لیئے بیٹے کا مان باپ کے لیئے غلام کا آقا کے لیئے ہر حال مین مرخص ہے اور انسان
سجدۂ تعظیمی سے کافر نہین ہوتا اور جب کوئی مرد امام وغیر امام کا بقصد تعظیم و
تحیت نہ بارادہ عبادت سجدہ کرے تو وہ کافر نہین ہوتا یہہ سب فتاوی قاضیخان
مین ہے انتہی۔ اس سے تو اراذل وعوام بلکہ شرفا وخواص انام کا اشخاص مذکورین کو
سجدہ تحیت کرنا جائز معلوم ہوا پھر جب پیغمبر وامام بلکہ مشائخ کرام وبادشاہ اسلام
وغیرہ ہمکو سجدہ تعظیمی کرنا درست ہے تو تعزیہ شریف کو عوام کے سجدہ تعظیمی کرنے
مین کیا گناہ لازم آیا جو آپنے اور سبکو چہوڑ خاص تعزیہ کی نسبت باوجود تنبیہہ
قاضی خان مفتی مین یہہ شور و غل مچایا۔

قال اور اوسکی (یعنے تعزیہ) کے آگے کہڑے ہوکر منت و مراد مانگتے ہیں کوئی واہی اسنات پر سہرہ و نشان چڑہاتاہے کوئی جاہل عرضی لکھکر ابرک بانس مین لگاتا ہے کوئی بیوقوف زبانی ہی بیٹا مانگتا ہے۔

اقول اگر یہہ امور عوام کے بقصد توسط و استمداد ہین تو بلاشبہہ خالی از عیب و فساد ہین اگر تعزیہ شریف کو محل استجابت دعا سمجھکر بواسطہ حضرت امام خدائے منعام سے منت و مراد مانگتے ہین تو اسمین قباحت ہے بلکہ شرعاً اسکی اباحت ہے مدارج النبوۃ محدث دہلوی ملاحظہ ہو فرماتے ہین روایت کنند کہ فرمود آن حضرت صلعم چون متحیر شوید شما در امور یعنے برآمد کارہا پس مدد جوئید از اصحاب قبور۔ اب دیکہیئے یہان تو اصحاب قبور سے عموماً استمداد کا حکم عام ہے پہر تعزیہ شریف تو نقل قبر مطہر امام ہے جو لوگ اصل مزار مقدس سے دور ہین وہ نقل ہی کے وسیلہ گردانتے مین معذور ہین ابہی چہرہ شریف کا رنگ نہ بدلیئے ذرا اور آگے چلیئے کہ استشفاع کا طریقہ اچہی طرح مفہوم ہو اور تعزیہ مقدسہ سے استمداد اور اوسکے ذریعہ سے طلب منت و مراد کا حال بخوبی معلوم ہو سُنیئے محدث موصوف بعد کلام سابق ارشاد کرتے ہین و نیست صورت امداد مگر ہمین کہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب عزت الہی بتوسل بروحانیت بندہ مقرب مکرم درگاہ والای او کہ خداوندا ببرکت این بندہ کہ تو رحمت و اکرام کردہ او را برآوردہ گردان حاجت مرا یا ندا کند آن بندہ مقرب و مکرم را کہ ای بندہ خدا و ولی وی شفاعت کن مرا و بخواہ از خدای تعالی مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا پس نیست بندہ درمیان مگر وسیلہ و قادر و معطی و مسئول پروردگار را آنست تعالی شانہ و در وی ہیچ شرک نیست چنانکہ منکر وہم کردہ انتہی پس حضرت محدث تو عموماً ہر بندہ مقرب کے پکارنے اور قضای حاجت مراد اور شفاعت چاہنے کا حکم دیتے ہین پہر آپکو خاص ہمارے امام اور اونکے شعائر سے کیا

عداوت ہے جو اونکو خالق و مخلوق مین وسیلہ نہین لیتے ہین شیخ محدث کا الزام
ہے کہ جو استشفاع مقربان خدا کو شرک سمجھے وہ منکر ہے سید مجیب کا کلام ہے
کہ استشفاع ائمہ ہدی اور وسیلہ نقل تربت سید الشہدا مین جو کلام کرے وہ بدتر
از منکر ہے ہماری تائید کیواسطے امام شافعی کا ارشاد کیا کم ہے جو فرماتے ہین کہ اجابت
دعا کے واسطے مرقد مطہر امام موسی کاظم علیہ السلام تریاق اعظم ہے اور اگر عبارت
فارسی محدث کی سمجھنے مین کچھہ وقت ہو تو کتاب مظہر العجائب کی یہہ عبارت ہندی دیکھیے
کہ **استعانت** بغیر خدا اس طور پر کہ اوس غیر پر اعتماد کلی ہووے اور اوسکو عون
الہی کا مظہر نجانے حرام ہے اور اگر التفات محض حق کی جانب ہے اور اوس غیر کو
عون الہی کا مظہر سمجھکر اوس سے استعانت ظاہری کرین دور عرفان سے نہین اولیا
انبیا بہی اس قسم کی استعانت غیر سے کرتے آئے ہین لیکن حقیقت مین یہہ استعانت
بخدا ہے انتہی ہرگاہ جمہور اہل اسلام کا استعانت مذکور پر اتفاق ہے تو آپکا انکار
مورث عناد و نفاق ہے۔

قال اور بعض احمق اوس لکڑی کی کہپاچون پر کہ جسکو نہ گرمی لگے نہ سردی نہ اوسمین جان
ہے ایک مورچہل لیے کہتنا پرشاد کیطرح کالکا مورت پر کہیان ہانکتے ہین۔

اقول اب ہم سمجھے کہ آپکی پرستش کے واسطے کوڑا یا کالا کہ ایسا مزار بت چاہیے کہ جسکو گرمی
لگے سردی لگے اور جسمین جان ہو اور اس ٹہاٹہہ کا لکڑی کاٹ کا بہی نہو پہر کیا ہوا انسان
ہو وہ کون آپکے پیر سید احمد صاحب بریلوی جنکی سواری مین بکمال خلوص و جان نثاری
مولوی عبد الحی و مولوی اسمعیل انکے دو چیلے مورچہل لیے ادہر اودہر جمنا داس اور
نگاپرشاد کیطرح بجنسہ بلیلی مورت پر ہلاتے اور آپ اکیلے آگے آگے نرسنگا بجاتے
چلے جاتے ہین بہلا اس تعصب کا کچھہ ٹہکانا ہے کہ میان اسمعیل صاحب تو تخت شاہی
کی تعظیم کا حکم دیتے ہین اور آپ تعزیہ شریف کی نسبت کسقدر تعصب کیے لیتے ہین

حالانکہ تخت بہی لکڑی ہے کہ جسکو نہ گرمی لگے نہ سردی نہ اوسمین جان ہے خیر یہہ تو تخت سلطان ہے کعبہ معظمہ کو دیکہو جسکو حضرت خلیل نے بنایا اور اینٹ چونا پتہر لگایا اور اوسکو نہ سردی لگے نہ گرمی نہ اوسمین جان ہے پہر کیون بشرط استطاعت اوسکے حج کا وجوب اور وہ خود مطاف ہر مسلمان ہے حجر اسود بہی ایک پتہر ہے نہ اوسکو سردی لگے نہ گرمی نہ اوسمین جان ہے پہر کیون سید انس و جان اور اونکی طفیل سے جملہ مسلمان اوسکا بوسہ لیتے ہین کوہ صفا و مروہ بہی پتہر ہین جنکو نہ سردی لگی نہ گرمی اور اونمین جان ہے پہر کیون حضرت نے اونمین سعی کرنا لازم جانا اور کیون خدای تعالےٰ نے اونکو اپنے شعائر سے گردانا مساجد اہل اسلام مین بہی یہی اینٹ پتہر چونے لکڑی کا سامان ہے جنمین نہ سردی اثر کرے نہ گرمی نہ جان ہے پہر کیون مسجد و نمین نماز پڑہنے کا زیادہ تر ثواب اور اوسکا اجر بیحساب ہے قرآن شریف کی ہزارہا جلدین لکہی اور چہپی ہوئی موجود ہین جنکو آدمیون نے مٹی یا تانبے یا شیشے کی دواتون اور لکڑیکی قلمون سے بانس کے کاغذ پر لکہا ہے اور پتہر ون پر اونکا نقشہ سیاہی سی جماکر لکڑیکی کلونمین لگاکر چہاپا اب اس بانس کے کاغذ مین جسکو نہ سردی لگے نہ گرمی نہ جسمین جان ہے کیون ایسی بزرگی آگئی کہ تمام مسلمانون کا دین و ایمان ہے اور کیون وہ ہر دیندار کے نزدیک واجب الاحترام اور حالت نجاست مین اوسکا مس کرنا حرام ہے اب ہم آپسے پوچہتے ہین کہ آپکے اعتقاد مین کعبہ معظمہ کا حج کوہ صفا و مروے مین سعی مسجد و نمین نماز جماعت قرآن شریف کی تلاوت واجب مستحب سنت ہے یا بسبب اینٹ چونا پتہر لکڑی بانس ہونیکی بدعت در صورت اول بسبب اشتراک اصل دلیل باضافہ دیگر توجیہ و تاویل تعزیہ شریف کے اباحت بہی اسی قبیل سے ہے پہر زنار تعصب کو توڑ دیجئے اور تعزیہ شریف کی اہانت کو چہوڑ دیجئے اور در صورت ثانی پہر یہہ تقریر و تزویر فضول ولا یعنے ہے دین و اسلام ہی سے موںہہ موڑ دیجئے ہمارے

کہنے پر کیا ہے آپتو پہلے ہی سے گنگا نہلائے اپنے بجرنگ بلی کی مورت پر دہونی رمائے بیٹھے ہین رہ رہکر اپنے بڑے بہائی ہندؤن کا ذکر کیونکر نہ کیجیے کہ آپ اور وہ بسبب مخالفت اسلام ایک تہالی کے کہانے والے اور آخرت مین دونون ایک ہی راہ جانے والے ہیں اور دنیا مین بہی آپکے اسلام برائے نام کی اسیقدر بنیاد ہے جیسے اب متہرا کا نام اسلام آباد ہے۔

قال علے ہذ القیاس اور بہت رسومات کفر کے ہوتے ہین اگر ان سبکا بیان کیجیئے تو ایک بحر طویل ہے۔

اقول رسوم کفر کے کچہہ بہی نہین ہوتے ہین جنکو آپ رسوم کفر کے سمجہتے ہیں وہ مستحبات و مستحسنات شرعیہ ہین مگر آپکی سمجہہ کا پہیر اور اپنی سمجہہ کے آگے دوسرے کی بات نہ سُننا اور حق و باطل مین تمیز نہ کرنا یہہ اور اوسپر اندہیر ہے۔

قال اب سچ کہو کہ جسکے سبب سے اسقدر گناہ اور شرک ہو اوس پر روح حضرت امام حسین علیہ السلام کی خوش ہو گی یا ناخوش اور خدا و رسول راضی ہونگے یا ناراض۔

اقول کہانتک سچ کہین آپ سچ مانتے ہی نہین بلکہ سوا جہوٹ کے سچ جانتے ہی نہین تعزیہ شریف العیاذ باللہ سببِ گناہ و شرک نہین ہے یہہ نئی بات ہے کہ گناہ کوئی کرے شرک مین کوئی گرفتار ہو اوسکے بدلے تعزیہ شریف مواخذہ دار ہو اسکا خیال نہین آتا کہ ایسا بیہودہ الزام اصل تک پہونچ جاتا ہے ذرا جذب القلوب کی یہہ عبارت دیکہیے آوردہ اند کہ یکے از عمال روم خواست کہ بر حجرہ شریف بول کند بمجرد قصد آن حیوان بر زمین افتاد کہ سرش ریزہ ریزہ شد۔ اب فرمایئے کیا حجرہ شریف ہی اوسکے گناہ کا سبب ہوا نعوذ باللہ منہ۔

قال ہم تمسے پوچہتے ہین کہ حضرت امام کے تم بڑے دوست ہو اور غمخوار یا جو امام زادے اور خود امام تہے بہلا بتلاؤ کہ دوازدہ امام مین سے بعد امام حسین کے کسی امام نے

بھی تعزیہ بنا لیا ہے۔

اقول ہم تم سے پوچھتے ہین کہ علاوہ امام حسینؑ کے کیا دوازدہ امام اور حضرت امام حسین ملا کر تیرہ امام تھے اسی معرفت پر دعوای محبت اہلبیت کیا جاتا ہے جو ائمہ اہلبیت سے ایسا اجنبی اور تعداد ائمہ اثناعشر کے یاد رکھنے مین اسقدر غافل اور غبی ہو وہ آن حضرات کی محبت بھی خوب یاد رکھتا ہوگا اب ہمکو یقین ہوا کہ سوائے سر کیے دو تین نامون کے اور آئمہ اہلبیت کے نامون سے بھی آپ واقف نہین والا کبھی ہمت نہ ہارتے اور اپنے تبونکی ساتھہ اونکو بھی پکارتے بہرکیف اون حضرات کو کچھہ تعزیہ بنانے کی ضرورت نہ تھی ہملوگ تعزیہ اس غرض سے بناتے ہین کہ ہمکو مصیبت امام مین زیادہ رونا آوے یہہ حضرات بغیر تعزیہ بنانے کے اسقدر روتے تھے اور امام مظلوم کا غم کرتے تھے کہ امکان بشری سے خارج ہے اگر ہم آن حضرات کی گریہ و بکا کی کیفیت لکہین تو ہراسا ایک کتاب تیار ہو لیکن ہم چاہتے ہین کہ آیندہ موقع مناسب پر بالاختصار کچھہ اسکا اظہار ہو۔

قال اور تاشے ڈہول اور مرثیہ کتاب اور مجلس وہی کرتے تھے۔

اقول اگر آن حضرات کے وقت مین مصائب امام مظلوم کا چرچا نہوتا اور وقتاً فوقتاً وہ ذکر نہ کیئے جاتے تو یہہ اخبار شہادت علمائے شیعہ واہل سنت کہانسے پاتے اور کتب مقاتل کیونکر تالیف فرماتے مگر آپ اپنی ضد اور جہالت سے نہ کچھہ دیکھتے نہ سنتے ہین ہر چیز کے انکار پر سر دہنتے ہین یہان بھی تاشے ڈہول کے ساتھہ مرثیہ کتاب اور مجلس کا بھی انکار اور اس انکار پر وہی اصرار ہے لہذا ہم آپکی ان شقوق ثلثہ کا جواب علحدہ علحدہ دیتے ہین دیکہین اب بھی آپ ہٹدھرمی کرتے ہین یا مان لیتے ہین۔ جواب شق اول تو اسمین تمام ہے کہ تاشے ڈہول بجانا فعل عوام ہے شغل لہو و مزامیر مذہب اہلبیت میں حرام ہے شق ثانی مرثیہ و کتاب ہے جسکا یہہ جواب ہے کہ مرثیہ و کتاب سے تو یہی مراد ہے کہ نظم مین یا نثر مین مصائب امام بیان کرے سو اسکا چرچا تو حضرت پیغمبر سے لیکر

ائمہ طاہرین اور صحابہ و تابعین بلکہ سلف سے خلف تک برابر چلا آیا ہے آن حضرت نے خود اپنے فرزند کا واقعہ حضرت جبرئیل سے سُنکر اپنے اہل بیت سے بیان کیا اور اہل بیت نے آپکی زبان سے یہہ مرثیہ سُنکر روئے رولائیں آپکا ساتھہ دیا اسی بنا پر آن حضرت صلعم کی وفات مین اہل بیت و صحابہ نے مرثیہ کہے اور مرثیہ پڑہ پڑہکر روتے رولاتے رہے مدارج النبوۃ کی یہہ عبارت ملاحظہ ہو ہر کدام از اہل بیت آن حضرت و صحابہ عظام مرثیہ در وفات آن حضرت در سلک انتظام کشیدند اول ایشان فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بود کہ چون بعد از دفن بزیارت قبر شریف رفت خاکے از انجا برداشت و بدیدہ و غمدیدہ نہاد و گریہ کرد و این شعر انشا نمود ماذا علی من شم تربۃ احمد + ان لا یشم مدی الزمان عوالیا + صبت علی مصائب لو انہا + صبت علی الایام صرن لیالیا۔ اسی طرح تاریخ طبری مین ہے و مرثیتہ عمتہ صفیہ بمراثی کثیرۃ ورثاہ ابو سفیان بن الحرث ورثاہ صدیق وحسان ولقد احسن حسان یعنے آن حضرت کے غم آپکی پھوپی حضرت صفیہ نے بہت سے مرثیہ کہے ابو سفیان اور حضرت صدیق اور حسان نے مرثیہ کہے مگر حسان کا بہت اچھا مرثیہ تہا اور ہر شخص کے ذکر مین اوسکے مرثیہ کے اشعار بہی لکہی ہین جنکو ہمنے بخوف اطناب چھوڑ دیا علی ہذا حضرت امام کی مصیبت مین جو حضرت رسول خدا صلعم اور دیگر انبیا و ملائکہ اور جنون اور آدمیون نے آپکے مصائب بیان کئے اور مرثیہ کہے ہین اون سب کا ذکر بالاستیعاب موجب طول کتاب ہے پہلے آنکہین کہولکر مقتل نور العین اسفرائینی کو دیکھیے جسمین ایک موکل سر اقدس امام مظلوم کی زبانی ایک واقعہ جانکاہ طولانی مذکور ہے اوسکے بعض فقرات متعلق ما نحن فیہ کا ذکر ضرور ہے وہ کہتا ہے فنزل آدم من الھواء واقبل الی الراس وسلم علیہ یعنے پس حضرت آدم اوپر سے اوترے اور سر مطہر

امام کے پاس آئے اور اوسپر سلام کیا و قال عشت سعیدا و قتلت طریدا عطشانا
اور یہہ مرثیہ پڑھا کہ اے فرزند تو اپنی زندگی مین سعید تھا اور تو وطن سے نکالا گیا اور
پیاسا شہید کیا گیا یہہ مرثیہ پڑھکر حضرت آدم کرسی پر بیٹھ گئے پھر اسیطرح حضرت
نوح اور حضرت موسی اور حضرت عیسی تشریف لائے اور مثل حضرت آدم ان انبیا
نے بھی سر مقدس پر سلام کر کے مرثیہ پڑھا اور کرسیون پر بیٹھے ثم جاءت سحابة
اعظم من تلك السحائب ولها دوی کدوی الرعد العاصف وسمعت
خفقان اجنحة الملئكة حتی تزلزلت الارض پھر ایک بدلی اور بدلیون سے
بڑی آئی جسکی آواز مثل رعد کے تند و تیز تھی اور فرشتون کے پرون کی اسطرح
آواز آتی تھی کہ زمین کانپی جاتی تھی فنادی منادانزل یا ابا القاسم پس ایک
منادی نے آواز دی کہ ای ابو القاسم ای محمد مصطفے صلعم تشریف لائے پس آنحضرت
اس طرح اوس سر مطہر کے پاس تشریف لائے عن یمینه صف من الملئكة
لایحصیهم الا الله وعن یساره علی المرتضی وولده الحسن و فاطمة
الزهراء داہنی جانب ایک صف ملائکہ تھی جنکا شمار سوای خدا اور کوی نہین جانتا
اور بائین جانب حضرت علی مرتضی اور حسن مجتبی اور فاطمہ زہرا تھین فاقبل النبی
صلعم علی الراس الشریفة واخذها وضمها الی صدره وبکا بکاء اشدا
پس حضرت نے بڑھکر اوس سر مطہر کو اوٹھایا اور سینہ شریف سے لگایا اور ڈاڑھین مار
مارکر روئے اور یہہ مرثیہ پڑھا یا حبیبی یا حسین عشت سعیدا وقتلت
طریدا عطشانا ای میرے پیارے اے حسین تو اپنی زندگی مین سعید تھا ای
تو وطن سے نکالا گیا اور پھر کا پیاسا شہید کیا گیا پھر پیغمبر نے وہ سر علی مرتضی کو
اور علی نے فاطمہ زہرا کو اور سیدہ نے حسن مجتبی کو دیا اور ان بزرگوارون نے
ڈاڑھین ماری اپنے سینہ سے لگا کر یہی مرثیہ پڑھکر نوحہ کیا ہمکو حضرت پیغمبر کے یا حبیبی یا حسین

کہنے پر بے اختیار وہ آپکا زہر آمیز طعن خنجر کلمہ نعرۂ یا حسین و محمد اریا داگیا کیا آن حضرت کی روح پر فتوح آپسے خوش اور راضی ہوی ہوگی کہ باید و شاید پہر مولوی مذکور کہتا ہے کہ اسکے بعد چارون پیغمبرون نے حضرت خاتم الانبیا کو امام مظلوم کا پرسا دیا اور السلام علیك ایها الولد الصالح اعظم الله اجرك د قوے صبرك واحسن الله عزاك کہکر رسم تعزیت کو ادا کیا پہر کہتا ہے کہ یہہ سب ماجرے مین نے اپنی آنکہون سے دیکہا اپنے کانون سے سنا اور مین جاگتا تہا انتہی اسی طرح حضرت بیمار کربلا کے مرثیے جو آپنے کربلا مین شام مین مدینہ حضرت خیر الانام مین پڑہے اور حضرت ام کلثوم کا مرثیہ وقت داخلہ مدینہ سے مدینة جدنا لا تقبلینا فبالحسرات والاحزان جئنا حضرت امام جعفر صادق کے احادیث صحاح جنکو مرثیہ کتاب بجو چاہئے کہیے اور وہ مرثیے جو حضرت امام رضا نے حمیری اور دعبل سے پڑہوائے اور مرثیہ امام شافعی رحمہ تاوہ قلبی والفواد کئیب علے ہذا اور بہت سے مرثیے ہواتف اور جنون کے شاہ عبدالعزیز صاحب نے سر الشہادتین مین ذکر کیئے ہین اور فرمایا ہے ثم لما وقعت واقعة الشہادة وشہر امرها بانقلاب التربة دما وامطار الدم من السماء وہتف الہواتف بالمراثی ونوح الجن وبکائهم الخ اسکا حاصل مولوی کرم احمد صاحب اونکی شاگرد رشید نے اسطرح بیان کیا ہے۔ فرشتگان آواز می دادند از عالم غیب بمرثیہ ہا کہ آن حضرت بلکہ شہرت بخشیدا وسبحانہ واقعہ مذکورہ را بدین وجوہ و در قلوب مردم صغیر وکبیر کاو حزن مستمر را انداخت کہ ہمیشہ محزون وگریان می باشند وگاہے این اندوہ وکہنہ نمیگردد واین واقعات ہائلہ جانکاہ ہمیشہ درامت رسول مذکور می شوند بخواندن کتابہا ومرثیہ مشعر حالات وروایات صحیحہ واقعہ امام حسین واین امر تا روز قیامت باقی خواہد بود در آسمانہا وزمینہا ودر حاضران وغائبان و در خلق ناطق کہ زبان دارند و در خلق

ضامنت کہ خاموش و بے زبان اندانتھی۔ اب اس سے زیادہ اور شہرت اور مرثیہ وکتاب کی کثرت کیا ہوگی آپکو فقط حضرات ائمہ اہل بیت کے مرثیے وکتابکی تلاش تھی ہمنے تمام مخلوقات کے مرثیے اور کتاب کہہ سُنائی اور یہہ شاہ صاحب کا بیان اونہین مرثیونکا گویا آخر بند ہے جو تا قیام قیامت سبکو رولائیگا اور بقول مولوی کرم احمد صاحب صغیر وکبیر جوان و پیر سب اس حزن ستم سے ہمیشہ محزون وگریان رہین گے مگر آپکو رونا نہ آئیگا خیر بعد مرثیہ وکتاب عشق ثالث یعنے مجلس کے انکار کا بھی مختصر جواب سُنلیجیے کہ مجلس حسین قبل از وقوع واقعہ شہادت پہلے تو حضرت رسول الثقلین نے کی چنانچہ ترجمہ تاریخ اعثم کوفی مین ایک حکایت طویلہ مذکور ہے جسکا خلاصہ بقدر ضرورت یہہ ہے کہ قبل از معرکہ حنین آن حضرت صلعم نے سفر کیا اثناے راہ مین حضرت جبرئیل نے خبر شہادت امام جلیل آپ سے بیان کی آپ نہایت محزون ومغموم ہوے پھر مدینہ پلٹ کر لوگون کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لیگئے اور خطبہ پڑہا اور واقعہ شہادت حضرات حسنین بیان کیا پہر بعد خطبہ دست راست امام حسن کے سر پر اور دست چپ امام حسین کے سر پر رکہکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آسمان کیطرف دیکہکر کہا خداوندا مین محمد بندہ اور رسول تیرا ہون اور یہہ دونون فرزند میرے بیجرم وخطا اشقیائے امت کے ہاتہہ سے شہید ہون گے اوسوقت تو اپنی برکات ان دونون پر نازل کرنا اور انکو سردار شہدا گردا ننا اور انکے قاتلونکی عمرین قلیل اور اونکو خوار وذلیل کرنا جب آن حضرت نے اوس مجلس مین یہہ مرثیہ پڑہا تو سب حاضرین رونے لگے اور صدای گریہ بلند ہوئی اوسوقت پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ افسوس کہ آج تم سب میرے اس بیان پر روتے ہو مگر جب یہہ واقعہ پیش ہوگا تو تم میری کسی فرزند کی نصرت نہ کروگے انتہی اب ہم آپکو آپکی سنگدلی ہی کی قسم دیکر پوچہتے ہین سچ کہیئے کہ جب آن حضرت نے حضرت امام کی زندگی مین فقط واقعہ شہادت حضرت جبرئیل

سے سنکر ایسی مجلس کی اور وہ مرثیہ پڑہا کہ اور رونا کیا ذکر وہ لوگ بہی روز لگی جو وقت وقوع واقعہ امام مظلوم کی نصرت کرتے بس اگر آن حضرت کی حیات میں یہہ سانحہ ہوتا تو آپ مجلس عزا برپا کرتے مرثیہ و کتاب شہادت یعنے خطبہ مصیبت پڑہتے یا د مجلس کرتے نہ مرثیہ پڑہتے آپ کبھی یا نکہین ہمارا دل کہتا ہے واللہ ضرور کرتے بس جب خود آن حضرت نے مجلس کی تو اماموں کی مجلس کرنیکا سوال بیکار ہے یہہ حضرات تو جبتک زندہ رہے اسی شغل و ذکر مین رہے انکی مجلسوں کے ذکر مین تو وہ مجلس کیسی گیارہ مجلسوں کی گیارہ کتابین اگر بنائی جاوین تو بہی کافی ہونگی آپکو اگر خدا نے سمجھ دی ہے تو اسیقدر بہت ہے ورنہ ہزار جلدین بہی کچھ نہین من لا یکفیہ الیسیر لا یکفیہ الکثیر۔

قال الغرض یہہ سبکو معلوم ہے کہ اماموں کے وقت تعزیہ کا نام و نشان نتہا اور وہ ہرگز ہرگز کبھی کچھہ بہی تعزیہ کی رسم نکرتے تہے۔

اقول اسی طرح یہہ بہی سبکو معلوم ہے کہ حضرت پیغمبر کیوقت بہت چیزون کا نام و نشان نتہا جیسے قرآن کا بموجب ترتیب موجود جمع کرنا اوسپر اعراب دینا جیسے مسجدین اب مروج ہین ویسی مسجدین بنانا مدرسے قائم کرنا کاروان سرا وغیرہ بنانا اور آن حضرت ہرگز ہرگز کبھی کچھہ بہی یہہ باتین نکرتے تہے مگر بعد انکے ان سب چیزون شدہ رواج پایا علمای امت نے انمین رجحان شرعی پاکر انکا استحسان کیا اسی طرح تعزیہ شریف گو اماموں کے وقت مین نتہا مگر رونق عزا اور معین گریہ و بکا ہونے سے علمای امت نے اسکا بنانا جائز و مباح جانا حضرات ائمہ بڑے رونیوالے تہے اونکو زیادتی سامان عزا کی کچھہ ضرورت نہ تہی جو تعزیہ بنالتے اونکی عزاداری اور ہماری گریہ و زاری مین اصل و نقل کا فرق ہے لہذا ہمنے سامان عزا بڑہایا یا افراط غم و الم کیواسطے امام باڑہ تعزیہ علم سب کچھہ بنایا جب ان سب امور کی شرعًا اباحت ہے تو پہر اکے بنانے مین کیا قباحت ہے

قال اب خدا را انصاف کرو کہ آجکل کے جاہل بیچارے شرافت کے مارے اماموں سے

بھی امام کے بڑے دوست ہوتے کہ انپر اپنی سبقت چاہنے لگے اگر اسمین کچھہ ثواب اور دوستی ہوتی تو کسی امام نے البتہ تعزیہ بنایا ہوتا۔

اقول تعزیہ دارون پر جہالت کا الزام جاہلون کا کام ہے ہم امامون سے امام کے بڑے دوست نہین اونسے بہت چھوٹے اور پست درجہ کے دوست ہین اونپر سبقت نہین چاہتے بلکہ اونکا حکم یعنی غم حسن ناو دینتر ہم سرور نا بقدر امکان نباہتے ہین لہذا ہمکو تعزیہ بنانے کی ضرورت ہے کہ ہماری واسطے زیادتی غم والم اور ثواب و دوستی کی یہی صورت ہے۔

قال اور ہندوستان کے سوا کسی ملک اسلام مین کوئی تعزیہ کے نام کو بھی نہین جانتا کہ مین نہ مدینہ مین نہ روم مین نہ شام مین نہ توران مین نہ ایران مین بس معلوم ہوا کہ ہندوستان کے برابر کسی ملک مین امام کے دوست نہین۔

اقول بیانات سابقہ سے ظاہر ہے ہر مسلمان بخوبی اس سے ماہر ہے کہ امام مظلوم کا غم والم وہ غم ہے جو مکہ مین مدینہ مین روم مین شام مین توران مین ایران مین گبر مین ترسا مین ہندو مین مسلمان مین جنگل مین کوہستان مین جنات مین ملائک مین زمین مین آسمان مین پایا جاتا ہے اصل اصول یہی غم ہے مگر عنوان و رسوم اوسکے ہر مقام مین مختلف ہین کہین ضریح کہین تابوت کہین تعزیہ بنایا جاتا ہے کہین خالی علم رکہہ جاتے ہین سعنیا سامان ہے ہر جا غم شاہ شہیدان کا۔ مکہ مین مدینہ مین شاید کچھہ لوگ ویسے اب بھی ہون جنکو آن حضرت صلعم نے فرمایا تہا کہ تم میرے فرزندکی نصرت نہ کروگے پھر جب اونہون نے خاص امام ہی کی نصرت نکی تو اونکا غم کیون کہانے لگے تعزیہ وغیرہ کیون بنانے لگے۔

قال اول حضرت رسول اللہ کو اپنی زندگی مین حضرت امام حسین کے شہید ہونیکی خبر ہوئی تہی حضرت جبرئیل نے آکر اس واقعہ کربلا کی خبر کردی تہی تسپیر بھی رسول خدا

نے کہین نہین فرمایا کہ ہر سال اس طرحکی تربتین گنبددار ابرک بانس وغیرہ سے یا شدگی و علم ہر شہر مین حضرت امام حسین کے نام کے بنایا کیجیو کوئی ضعیف حدیث ہی ہو تو انہو ہی

اقول اصل واقعہ نہ چہپائیے یہہ تو فرمائیے کہ پیغمبر جلیل نے جب حضرت جبرئیل سے اپنے فرزند مظلوم کا واقعہ شہادت سُنا تو آپکا کیا حال ہوا اوسکو ہم لکہہ چکے ہین جیسا غم والم رنج و ملال ہوا پس جسطرح آن حضرت بعلم نبوت اون بعض حاضرین کو جانتے تہے کہ میرے فرزند کی نصرت نکرینگے اوسی طرح سے غائبین کو بہی جانتے تہے کہ وہ میرے فرزند شہید کی نصرت و محبت پر مرتے رہینگے بموجب خبر جلیل یجددون العزاء جیلاً بعد جیل ہر سال اونکی عزاداری کی تجدید کرتے رہینگے اسوجہ سے رسول خدا صلعم نے نہین فرمایا اب آپکی سمجہہ مین آیا علاوہ اسکے حدیث بہی سُن لیجیئے کلشئ مطلق ای مباح حتے یرد فیہ النہی گو آپکے زعم مین قوی نہو نہیں ضعیف ہی سہی۔

قال کیا تماشا ہے کہ بقول آپکے پیغمبر ذرا ذرا سی باتین کہانے پینے جاضر و پیشاب سنن و آداب کے تبفصیل بتا گئے اور اس تعزیہ کا نام ایکبار نہ لیا۔

اقول اسکی وجہ ہم ابہی قبل اسکے بتا چکے پہر تعزیہ کے نام لینے کی کچہہ ضرورت نہ تہی۔

قال اور مصیبت مین کہین مرثیہ اور کتاب و نوحہ و شیون کا حکم نہ دیا بلکہ خلاف اسکے کہہ گئے اور کر گئے۔

اقول حضرت نے اپنے فرزند کی مصیبت مین مرثیہ بہی پڑہا گریہ و بکا بہی کیا نوحہ و شیون کا بہی حکم دیا سب کچہہ آپ کہہ گئے اور کر گئے جیسا کہ ہمنے اوپر سمجہا دیا مگر اسکا کیا علاج کہ آپ سمجہہ یا سمجہہ بوجہکر ضد اور جہالت سے مکر گئے۔

قال اور حضرت مرتضے علی علیہ السلام کو بہی اس واقعہ کی خبر ہوئی تہی وہ بہی تعزیہ بنانا نہین فرما گئے۔

اقول حضرت علی علیہ السلام گو تعزیہ بنانا نہین فرما گئے مگر جس بنا پر تعزیہ بنانا مباح ہو یعنے رونا رولانا وہ وقت سفر صفین خاص کربلا کی زمین پر پہونچکر خود روئے اور ابن عباس کو رولا گئے۔

قال نعوذ باللہ جو آجکل کے زمانہ کے دوستونکو ثواب کے کام سوجہے سو نبی و علیکو بہی معلوم نہ تہے۔

اقول آجکل کے زمانہ کے دوست پہر اوس زمانہ کے دوستون سے غنیمت ہین نعوذ باللہ جنسے خود پیغمبر فرما دین کہ تم میرے فرزند کی نصرت نہ کروگے اور اونکو اس تنبیہ کا کچھہ اثر نہو وقت پر نصرت کیسی کوی خبر نہو پس اونکو جو عذاب کے کام اور ہمکو جو ثواب کے کام سوجہے سو نبی و علی کو سب معلوم تہے۔

قال اور اس باتکو یقین کر جانو کہ حضرت امام کو یزید پلید سے مقابلہ کا یہی سبب تہا کہ وہ مردود بدعت اور خلاف شرع کے کام کرتا تہا اور امام نے محض خلاف شرع اور بدعت کے امور دور ہونے کے لیئے آپکو گہر بار جان مال سے فدا کیا۔

اقول اسی طرح اس بات کو بہی سچ مانو کہ اس مخلص خالص امام کو آپ سے مقابلہ کا بہی سبب یہی ہے کہ امام کے گہر بار جان مال فدا کرنے پر جسطرح یزید مردود خوش ہوا تہا ویسے ہی شعائر امام کی اہانت کرنے سے تم بہی خوش ہوتے ہو اور جسطرح امام نے اوس مردود کی بدعتین دور کرنے مین کوشش کی ویسے ہی تم شعائر امام کو ضد کی راہ سے بدعتین قرار دیکر اونکو مٹانے مین کوشش کرتے ہو کیا حضرت کے جان و مال فدا کرنے کا مسلمانون کے پاس یہی صلہ ہے کہ اونکا غم و ماتم نکیا جائے اونکے شعائر کو رواج ندیا جائے بلکہ پناہ بخدا اونکا نام مقدس ہنود کے اوتارون کے ساتھہ لیا جائے یہی منزلت امام ہے حاشا یہہ مسلمانون کا کام نہین بلکہ بے ایمانون کا کام ہے۔

قال اب جو کوئی خلاف اور بدعت کے کام کر کے حضرت امام کو راضی کیا چاہے
تو وہ بمنزلت یزید مخالف اور دشمن حضرت امام حسین علیہ السلام کا ہے۔

اقول اسیطرح جو کوئی مستحبات اور مستحسنات شعائر امام علیہ السلام کو خلاف اور بدعت
قرار دیکر حضرت امام کو راضی کیا چاہے تو وہ بمنزلہ یزید مخالف اور دشمن حضرت امام
حسین علیہ السلام کا ہے۔

قال اور بھلا اپنی عقل سے بوجھو کہ اس تعزیہ کے بنانے اور مرثیہ کے گانے سے کیا حاصل
ہوتا ہے سوائے ذلت اور شکست اور ہتک ناموس امام اور بہی نکلتا ہے۔

اقول ؎ گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو * وز شما یک تن نہ شد اسرار جو۔ ہم ہزار بار
کہہ چکے کہ تعزیہ بنانا اور مرثیہ پڑہنا موجب گریہ و بکا اور مورث سامان عزا ہے رونا
رولانا طریقہ انیقہ حضرت رسولخدا و علی مرتضے ہے مرثیو نمین اہلبیت کے مصائب یزیدیونکے
معائب حضرت امام کے صبر و شجاعت کا بیان ہے امر واقعی کے ذکر مین نہ ذلت ہے نہ
کسر شان ہے حضرات انبیا بلکہ خود جناب خاتم الانبیا کے مصائب حضرت مریم کے نوائب
حضرت سارہ کی نسبت حضرت ابراہیم کے مقالات حضرت یوسف و زلیخا کے حالات
سب علاوہ دیگر کتب قرآن مین موجود ہین پس جو لوگ ماضی علیہم کے بیانکو اون بزرگوارونکی
ذلت اور ہتک ناموس سمجھین وہ منکر قرآن بلکہ خدای رحمن پر طعن کرنیوالے اور مردود ہین

قال کوئی جہان مین اپنے بزرگ اور دوست کی فتح اور بہتری دہوم دہام سے بیان
کرتا ہے یا شکست اور رسوائی تاشے اور ڈہول سے سر بازار بی بیون کے نام لے لے
ہنود اور مسلمان کے سامنے زبان پر لاتا ہے اور اسطرح اظہار کرنے مین شرماتے
ہین پر برسون گذرے تمہین شرم نہین آتی بڑے بے شرم ہو تف ایسی بیحیائی پہ
سچ ہے ایسے ہی لوگ یزید کے بہائی ہین۔

اقول ہم کہانتک سمجہائین کتنی نظیرین لائین کہ انبیا و اولیا صحابہ تابعین سبکے حالات

واقعی اور جو شدائد و مصائب کہ اونپر گذرے ہین اکثر قرآن مجید مین مذکور
اور بتفصیل کتب سیر و تواریخ مین مسطور ہین اور سلف سے خلف تک
کوئی مسلمان دیندار اون واقعات کے لکھنے اور بیان کرنیمین اون بزرگوارون
کی ذلت اور رسوای نہین جانتا مگر آپکی اولٹی سمجھ مین یہی آگیا اور دلمین یہی
سما گیا اسکو خدا ہی نکالے تو نکالے واہ میان کتاب و سنت پر عمل کرنیوالے
ذرا قرآن مجید کو ہاتھہ مین لیجیئے پارہ دہم سورہ برات مین یہ آیہ کریمہ ملاحظہ کیجئے
و یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً و ضاقت علیکم
الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ۔ اور روز حنین جب تعجب مین
لائے تمکو کثرت تمہاری پس کفایت نکی اوس کثرت نے تمسے کسی چیز کی اور تنگ
ہو گئی تمپر زمین باوجود وسعت کے پس پلٹ پڑے تم پشت پہیرنے والے انتہی
یہہ خطاب حقتعالے نے مجاہدین مومنین سے کیا ہے جو بموجب کریمہ والذین
امنوا اشد حبا للہ بڑے ہی خدا کے دوست تھے اور خدای تعالی نے اون بیچارون پر
جو سختی اور مصیبت پڑی تہی اوسکا بیان کیا پس یہہ اک امر واقعی جیسا گذرا تہا
اوسکا بیان تہا دوست کی ذلت اور رسوای کا بیان نہ تہا اسلیئے کہ بمفاد آیہ
شریفہ ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین خدا نے اونکو عزت دی تہی اور
وہ مومنون کو عزت دیکر ذلت نہین دیتا مگر آپ کا ہیکو مانیئے گا خدا سے یہی
ضد کی ٹہانیئے گا کہ کوئی جہان مین اپنے دوست کی فتح اور بہتری دہوم دہام
سے بیان کرتا ہے یا شکست اور رسوای اور بی بیون کے کوئی نام لیتا ہے
اور احصنت فرجہا کہتا ہے خصوصاً قرآن مین جسکو جملہ مسلمان ہر وقت پڑہتے
ہین اور قیامت تک پڑہین گے اور ذکر کرینگے بڑے شرم کی بات ہی بہر
اسکا جواب خدا ہی آپکو دیگا۔

قال خدا ہی جانتا ہے کہ ہندؤنکو سُنا ہے کہتے ہین کیا امام مسلمانونکے ہی ہین ہمیشہ گیت ہوئی
قول تمکو یزید پلید کی روح خبیث کی قسم کہ تم اپنے اس پیشوا کی رعایت وحمایت مین کوئی دقیقہ امام مظلوم کی اہانت اور سعایت مین اوٹہا نرکہنا تم پہلے مقتولین جنگ بدر کا بدلا یزید کی طرح امام شہید سے دل بہر کے لیلو جوگت بنانا ہو بنالو سب دل کے بخارات نکالڈالو کہ اسکا جواب بروز محشر تمکو دیا جائیگا یزید پلید کے ساتھ پورا انتقام لیا جائیگا خدا جانتا ہے بعضے منصف اور حق پسند ہندو تم ایسے مسلمان سے ہزار درجہ بہتر ہین ایسا کلمہ تو کوئی بہی نکہتا نہ کسی نے کہا ہے بلکہ برعکس اسکے ایک بڑا لائق اور قابل ہندو دیکہو کیا کہہ رہا ہے سُنو بابو شاما چرن ایک نامی و گرامی ہندو اپنے ناگور لکچر ۱۸۸۳ء کے صفحہ ۸ مین تم ایسے وہابیون ہر بابیون امام کے دشمنون اونکی اہانت کرنیوالون اونکے شعائر کے مٹانیوالون کو سر تہذیب سے یہہ نوٹ دیتے ہین بہائیو دیکہو یہہ ایک غریب مظلوم کی عزاداری ہے کہ مہمل وسوسون سے اوسکے مٹانے کی کوشش نکرو اور اس ذریعہ سے جو بندگان خدا کو اوس برگزیدہ خدا کے ساتہہ جوش ولولہ ہوتا ہے اوسمین کمی ہونے ندو ورنہ یہہ سمجہہ لو کہ یہہ بڑے مظلوم کا غم ہے اور یہہ بڑی صابر کی عزاداری ہے انتہی اب باوجود ادعائے اسلام اپنی بے تہذیبی اور اوس ہندو کی تہذیب دیکہو اور شرماؤ تمہین شرم نہین آتی بڑے بے شرم ہو تف ایسی بیحیائی پہر سچ ہے ایسے ہی لوگ امام کے دشمن یزید کے بہائی ہوتے ہین۔

قال اگر تمہارے باپ بہائی کا کوئی ایک تابوت بنا کر تمام شہر مین نکالے اور آگے آگے اوسکے مار اور گالی کہانے کو بیان کرے اور تمہاری عورتونکا نام لے تو تم پیٹ مارنے کو موجود ہو اور شرم مین ڈوب مرو اور حضرت امام کا اپنے ہاتہہ سے یہہ حال کرتے ہو کیا انصاف ہے جسمین اپنی ذلت ہو اوسمین امام کی تعریف بوجہو۔

اقول ؏ کار پاکان را قیاس از خود مگیر ۞ گرچہ ماند در نبشتن شیر و شیر جعفر امام کی ذلت اور عداوت تو آپکی گھٹی مین پڑی ہے کسیطرح اونکی اہانت سے سیری نہین ہوتی دل نہین بہرتا مار گالی تک نوبت آئی اور ونکو حیلہ وبہانہ سے یہہ بہی کہہ سنائی آفرین خوب حق اسلام اداکیا اجر رسالت قرار واقعی دیا ہاں آپکے پیشوائے مرتاب عبدالوہاب نے معاذ اللہ اطلاق بت کا نسبت آن حضرت صلعم کیا قبر شریف آن حضرت کا صنم اکبر نام رکہا مولد خانہ نبی کو بتخانہ قرار دیا پہر آپ کیون چپ رہیئے امام کا مرتبہ تو پیغمبر سے کم ہے اونکو جو چاہیئے سو کہیئے مگر یہہ ساری بے اعتدالیان اس راہ سے ہین کہ آپ انبیا اولیا کے مراتب نہین جانتے یا جان بوجہکر منہ پر مرتے ہین اونکے معاملات وحالات مخلوقات کے معاملات وحالات پر قیاس کرتے ہین یہہ بڑی بات ہے ؏ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی۔ بہلا علاوہ تابوت سکینہ کے پہر تابوت حضرت موسی کا حال بہی آپنے قرآن مین پڑہا ہے کاش حضرت امام کے تابوت کا بہی آپنے اسی تابوت پر قیاس کیا ہوتا حضرت ابراہیم خلیل مثیگاہ رب جلیل سے اپنے فرزند اسمعیل کے ذبح پر مامور ہوئی حضرت مریم پر کیا کیا تہمتین لگین جب خدا نے اونکی پاکدامنی بیان کی تو مجبور ہوئے اب اگر کوئی شخص اپنا لڑکا اپنے ہاتہ سے ذبح کرے یا کوئی عورت ناکتخدا حاملہ ہو کر مریم ثانیہ ہونے پر مرے تو اہل فہم ایسون کو برا جانینگے یا مثل خلیل الرحمن و مریم بنت عمران انکے قول وفعل بہی سچ مانینگے یہہ تو شاید آپ بہی کہین کہ ایسے مرد وعورت بہی حضرت خلیل اور حضرت مریم کے برابر ہین پہر کیون انبیا اولیا اہلبیت کے حالات کو اور لوگون کے حالات پر قیاس آپ کرتے ہین اب بہی توبہ کیجئے اور حفظ مراتب کا خیال رکہئے۔

قال اور ہم تمسے پوچہتے ہین کہ یہہ تربتین اور نعش بناکر اور کوچہ وبازار مین لیجاکر

کسکو دکہلاتے اور سناتے ہو۔

اقول ہم تسے کہتے ہین کہ فقط واقعہ شہادت کے اعلان اور اظہار کیواسطے ہم یہہ سب اسور کرتے ہین تاکہ جہلا و عوام اور ناواقف اہل اسلام اس سانحہ سے بخوبی آگاہ ہین امام کی مصیبت پر روئین رولائین کسی دشمن امام کے دہوکا دینے یا ایسے رسالہ مہمل منع تعزیہ داری کے دیکہنے سُننے سے دشمن امام نہ بنجائین۔

قال اگر کسی سے فریاد کرتے ہو تو یزید ہی نہین ہے کہ ہم اسوقت اوس سے جا کر لڑین۔

اقول ہم سوائے خدا کے اور کس سے جاکر فریاد کرین گے جب روز قیامت دعوائے شہادت پیش ہوگا اوسوقت یزید یونکے ساتہہ تمکو بہی ضرور یاد کرین گے کہ انکا رسالہ دوزخ کا قبالہ بہی ملاحظہ ہو جراحات تیغ وسنان کے ساتہہ جراحات لسان کا بہی سواخذہ ہو اور یزید کے ساتہہ آپ کیا لڑتے آپتو اونہین کے ساتہیونمین ہین جنکو حضرت نے فرمایا تہا کہ تم میرے فرزند کی نصرت نکروگے اسکے علاوہ آپکی شجاعت تو سکہون کے معرکہ سے ظاہر ہوچکی ہے واہ کیا کارنمایان کیا ایک پیر اور اونکے دو وزیر تو مروا ڈالے اور آپ سیدہا گہر کا راستہ لیا خیر لڑنا بہڑنا تو بجہے بہی غنیمت تہا کہ تم عزائے امام شہید کی سعایت یزید پلید کی حمایت نکرتے اوس مردود کو اپنا مرشد نہ بناتے امام کی مصیبت پر روتے رولاتے اور جب یہہ کچہہ بہی نہین فقط باتین بنانا ہے تو ایسی مہمل باتون کو کون مانے گا اور کسنے مانا ہے۔

قال اور اگر ناواقفونکو سُناتے ہو سینکڑون برس سے فضیحت کرتے ہو کوئی ایسا ہنود اور مسلمان اب باقی نہین رہا کہ اسکو نجانتا ہو کیا سال بہر مین یہہ سب نقشے محرم کے بہول جاتے ہین۔

اقول استمرار عزا ہر سال اس مصلحت سے ہے کہ جو لڑکے پیدا ہوتے جاتے ہین

اونکے واسطے بہی عزای امام کی نصیحت اور اونکو دلون مین یزید کی ایسی سخت مظالم سے اوسکی فضیحت راسخ رہی۔

قال اور جو غم کے واسطے ہے تو اوسکی دو صورتین ہین ایک تو یہہ کہ رونے اور غم کیلئے عقل اور شرع کے روسے کوی چیز بنانی درست نہین۔

اقول یہہ مرحلہ بہی اوپر طے ہو چکا ہے کہ رونے اور غم کے واسطے عقل اور شرع کے روسے اگر چیز و نکا بنانا درست ہے پہر اب یہہ تکرار تحصیل حاصل اور بیکار ہے

قال دوسرے یہہ کہ اکیلے کیا خیال کرکے رویا نہین جاتا۔

اقول اب جاکر کہلے ہی تو آپکا اصل مطلب ہے کہ اعلان شہادت و مصیبت امام مظلوم نہو آپکے یزید پلید کے عیب چھپے رہیں لوگ اوسکو برا نہ کہین سو یہہ ہونا نہین ایسے وقایع عظیمہ کہین پوشیدہ رہتے ہین آپ لاکہہ چہپائین مگر علمای کرام تو پکاری کہتے ہین سر الشہادتین کی یہہ عبارت بچشم عبرت دیکیئے فقد بلغت نہایة الشہرة فی الملاء الاعلی والاسفل والغیب والشہادة والجن والانس والناطق والصامت اللہ اکبر امام کی مصیبت بہی عجب مصیبت ہے جسپر جن وانس ناطق صامت سب روتے ہین پس اکیلے چپکے چپکے کس کسکو رولائیگا اور یہہ شہادت کی شہرت جو تمام مخلوقات مین ہورہی ہے کہانتک چہپائیگا۔

قال اگر یون کہو کہ ہمارے دل سخت پتہر ہین ہمکو اسطرح رونا نہین آتا تو یہہ رونا تمہارا کیا ہوا بڑی مشکل بات ہوئی۔

اقول ہمکو ہر حال مین رونا آتا ہے یہہ وہ غم ہے کہ بے روئے رہا نہین جاتا ہے اون لوگون کے البتہ دل سخت پتہر ہین جنکو ایسے مظلوم کے غم مین بہی رونا نہین آتا ہے ہنسی آتی ہے عین عاشورہ ہے کو عید کیجاتی ہے۔

قال کہ جب ایک امام بارہ بنا اور مرثیہ و کتاب اور تاشے و ڈہول بہت سی روشنی

اور اوسمین ایک ڈھانچہ بھی ہو تب کہین تمہین رونا آوے اور جو یہہ شہادت تمکو نہ ملے تو
تم رو چکے ۔

اقول یہہ ساز و سامان سب اوسی شہرت اور اعلان کیواسطے ہوتا ہے جسکا الشہادتین مین ذکر ہوچکا مگر آپ اس شہرت و سامان سے گھبراتے ہین اسکے مٹانیمین کیا کیا باتین بناتے ہین یہہ ہنگامہ ہی جملہ شرائع اسلام مین جاری ہوسکتی ہے کفار بھی آپکی طرح مسلمانون پر طعن کرسکتے ہین کہ یہہ نماز پڑھنا تمہارا کیا ہوا بڑی مشکل بات ہوی کہ جب قطب نما صحیح ہوا اور جہت قبلہ خوب فکر و غور سے معین کرکے اینٹ چونہ پتھر لکڑی معمار مزدوری وغیرہ جمع کیا جاوے اور مسجد بنای جاوے اور اوسمین مصلے بچھین ایک موذن اذان کہے لوگ جمع ہون کوی امام بنکر آگے کھڑا ہو تب نماز جماعت ادا ہو اور جو یہہ شہادت تمکو نہ ملے تو تم نماز پڑھ چکے پس اسکا جواب جو آپ دیجیے گا وہی ہماری طرف سے بھی سمجھ لیجیے گا ۔

قال افسوس ہمکو تمہارا حال خیال کرنے سے رونا آتا ہے اور تم سنگدلون جھوٹون صرف اپنے دل کی چاؤ لگانے والون کو حضرت امام علیہ السلام کا خیال کرنے سے رونا نہین آتا ۔

اقول افسوس تمکو ہمارا خیال کرنے سے رونا آتا ہے مگر امام علیہ السلام کی مصیبتون خیال کرکے رونا نہین آتا بھلا خدا کو حاضر و ناظر جانکر کہہ تو دو کہ کبھی مصائب امام خیال کرکے مجمع مین نہ سہی تنہائی مین تمکو رونا آیا ہے واللہ کبھی نہ آیا ہوگا دلیل اسپر خود فصل ثالث مین تمہارا کلام ہے کہ ماتم و مرثیہ دشمنون کے نصیب خدا دوستون کو خوش رکھے پس تم سنگدلون جھوٹون یزید کی فتح سنانیوالونکو حضرت امام علیہ السلام کی مصیبت مین خوشی ہوتے ہی رونا نہین آتا ہے ۔

قال اور تعجب یہہ ہے کہ برسون سے روتے ہو اب تک اسقدر مشق نہین ہوئی

کہ اکیلے بے ٹھاٹھ جب چاہو رولو۔

اقول انعقاد مجالس اور اجتماع مومنین سے علاوہ شہرت واقعہ شہادت ثواب عظیم حاصل ہوتا ہے زینت عزای امام بلکہ رونق اسلام بڑھتی ہے جب ایک جم غفیر اور مجمع کثیر ذکر مصائب سنکر روتا ہو اکیلے بے سامان رونے اور اس مجمع سامان سے رونیمین ویسا ہی فرق ہے جیسا فرادا نماز پڑھنے اور جماعت کے ساتھہ نماز پڑھنے مین فرق و تفاوت ہے اب آپ ہی انصاف سے کہیئے کہ جماعت سے نماز پڑھنے مین ثواب زیادہ ہے یا اکیلے پڑھنے مین۔

قال یہہ رونا کیا ڈفالیون کا گانا ہوا کہ بے بجائے گاہی نہین سکتے مگر پھر بھی تمسے ڈفالیون کا گانا سہل ہے کہ ایک فقط رباب اور کار ہے اور تمکو جب تیر ڈھول اور تاشے اور مرثیہ اور کتاب اور تعزیہ ملے تب تم رونے کے قابل ٹہرو۔

اقول ہم برابر کہتے آتے ہین کہ ہم ہر طرح اپنے امام کے غم مین رو سکتے ہین مگر یہہ سب سامان علاوہ زیادتی ثواب فقط تمہاری غرض مٹانے اور تم ایسے منکرون پر رعب شوکت اسلام اور زینت شعائر امام بٹھانے کو کرتے ہین کہ جسمین یہہ تمہارا ڈفالیون کا راگ گانا یہہ مہمل رسالے کار بانا بجانا موقوف ہو خلق خدا اس کار خیر مین مصروف ہو اور روتے گانے مین تو کوئی مناسبت نہین ناچنے گانے کا البتہ ساتھہ ہے پس آپ اپنے پیر میان احمد مقتول کا مقتل گایئے اور گت سے اپنے مریدون کو نچایئے اور جی چاہے تو بڑے ڈھول اور تاشے بھی بجایئے

قال بلکہ اسمین بھی شبہہ ہے کہ ہر مرثیہ پڑھنے والے سے رونا اور رقت حاصل نہین ہوتی جب کوئی بند سوز اور نئے مضمون کا مرثیہ اور میر علی سا پڑھنے والا ہو تب کہین تمہارے آنسو نکلین تو نکلین۔

اقول عبادات کی تکمیل اور ثواب کی تحصیل مین حضور قلب جزو اعظم ہے جب

مجلس عزا مین سامعین کو حضور قلب حاصل ہوتا ہے اگر ایک بچہ بہی ذکر مصائب کرے تو ہر شخص بے اختیار روتا ہے اسمین نئے مضمون کے مرثیے اور میر علی صاحب سے پڑہنے والے کی کچھہ حاجت نہین ہان چونکہ آپ اس ساز و سامان سے روتے رولاتے جلتے ہین لہذا آپکے جلانے کو اگر کوئی بند سوز اور نئے مضمون کا مرثیہ پڑہا جای تو کچھہ مضائقہ نہین۔

قال لوگ تو بہت روتے ہین مگر اس ٹہاٹہہ سے کوئی نہین رویا۔

اقول اگر اس ٹہاٹہہ سے نہ روتے تو آپ جلتے کیونکر۔

قال بہلا بتلاؤ کہ تم بے مرثیہ اور تعزیہ کے روسکتے ہو یا نہین اگر روسکتے ہو تو اسی طرح خیال کرکے رو لیا کرو یہہ سب بکہیڑا محرم کا دور کرو کچھہ حاجت نہین۔

اقول ہمتو بتلا چکے کہ ہم ہر طرح روسکتے ہین مگر اس ساز و سامان سے رونیز اپنے لیئے زیادہ ثواب اور تمہارے لیئے زیادہ عذاب جانتے ہین پس یہہ محرم کا بکہیڑا ہی بکہیڑا ہے جسنے تمہارے دلی فساد و عناد کو جڑ سے اوکہیڑا ہے اب تم بتاؤ کہ تم بغیر جماعت اکیلے نماز پڑہ سکتے ہو یا نہین اگر پڑہ سکتے ہو تو اکیلے پڑہ لیا کرو یہہ سب بکہیڑا لوگون کے انتظار اور جماعت کے استقرار کا جانے دو اگر یہہ کہو کہ جماعت مین اکیلے پڑہنے سے زیادہ ثواب ہے تو بعینہہ یہی ہمارا بہی جواب ہے۔

قال اور منصفے سے بولو کہ ایسے مقام مین قرآن کا پڑہنا بہت ثواب کا ہے یا مرثیئے کا گانا۔

اقول اب رہا نہ بچ چکا گانا ہوتا ہے منع ذکر مصائب امام کے واسطے ایک اور نیا بہانہ ہوتا ہے سواب ڈوگی نہ لیجئے یہہ اُونچ ہی جانے دیجئے قرآن پڑہنے مین بہی ثواب ہے اور ذکر مصائب امام مین بہی نظم مین ہو یا نثر مین اجر بیحساب ہے وہ کون مومن ہے جو ان دونون کار ثواب کا جازم اور اونکو کرینگا

عازم نہین مگر جو آپکا مطلب اس دہوکا دینے سے ہے وہ ہوگا اسلیئے کہ ایکا ثواب کرنے سے دوسرے کا ترک لازم نہین بلکہ اگر مجلس عزا مین قرآن و مصائب دونون پڑہین تو نور علی نور ہے کہ قرآن و اہل بیت کا ساتھہ حدیث ثقلین مین مذکور ہے کچہہ آپکی سمجہہ مین آتا ہے یہی وجہہ ہے کہ تعزیہ شریف کے ساتھہ قرآن شریف بہی رکہا جاتا ہے۔

قال اگر کہوگے کہ مرثیہ گانا تو ایمان مین خلل ہے اگر قرآن کا پڑہنا کہو تو مرثیہ کے عوض قرآن ہی پڑہا کرو کہ تمکو اور حضرت امام کو ثواب ملے۔

اقول گانے بجانے مین تو آپ ہی کا جی لگتا ہے اور ایمان مین اونہین لوگونکے خلل ہے جو فقط قرآن کو لیتے ہین اہلبیت کو چہوڑ دیتے ہین حضرت پیمبر نے تو قرآن اور عترت کا تا قیام قیامت ساتہہ بتایا دونونکے نسبت لن یفترقا فرمایا یعنے نافرمان برداروں نے اہل بیت کی عداوت مین دونون مین افتراق نقشہ جمایا کہ روز محشر اس نافرمانی پیمبر کا عذاب ملے اب بہی توبہ کرو اور قرآن اور مرثیہ دونون پڑہو کہ تمکو اور حضرت امام کو ثواب ملے۔

قال اگر کہو قرآن سے رونا نہین آتا تو ابوجہل ہو۔

اقول قرآن سے بہی رونا اونہین کو آتا ہے جنکے دل نرم ہین اور خوف خدا سے اطاعت خدا و رسول اور اولوالامر مین سرگرم ہین اور جنکے دل سخت پتہر ہین اونکو نہ قرآن سے رونا آتا ہے نہ مصیبت امام کے بیان سے اور ابوجہل کے کہنے کا ہم برا نہین مانتے بلکہ صدر رسالہ مین جو ہم کہہ آئے ہین اوسکی رعایت لازم جانتے

قال قرآن مین تو ایسی مصیبتین بیان کی ہین کہ جس سے پہاڑ رو دین تمام پیغمبر اور ولی اور امام قرآن کو پڑہ پڑہ کر روتے آئے ہین۔

اقول قرآن مین یہہ کسکی مصیبتین بیان کی ہین کہ جنسے پہاڑ رودین نبی اولیا

ستشہید کربلا کی مصیبتین ہین چنانچہ آیہ کریمہ وما بکت علیہم السماء و الارض کی تفسیر مین بعض مفسرین نے لکہا ہے کہ حضرت امام کی مصیبت پر آسمان رویا اور اسکا سرخ ہونا اوسکا رونا ہے پیچہے یہان تو خود آپنے اپنے مونہہ سے قرآن کو مرثیہ کہدیا پس اب اپنے مونہہ سے آپ قائل ہوچکے ضد کی نہ کیجئے جیسے قرآن پڑہتے ہین ویسے مرثیہ پڑہا کیجئے کہ سلف سے اس مصیبت عظیم کے ذکر ہوتے آئے ہین اپ خود کہتے ہین کہ تمام پیغمبر اور ولی اور اہلِ قرآن پڑہ پڑہکر روتے آئے ہین۔

قال تعزیہ بناکر اور مرثیہ گاکر کوئی نہین رویا آدم سے ہمارے پیغمبر تک یہ ایجاد رونے مین کسی نے نہین کی تمکو رونیکی تدبیرین خوب سوجہین۔

اقول مرثیہ تو آدم سے لیکر ہمارے پیغمبر تک سب نے پڑہا پڑہایا ہان چونکہ اصل معاملہ اونکے پیش نظر تہا کچہہ تعزیہ بنانیکی اونکو حاجت نہ تہی بدین وجہ نہین بنایا اور جیسے تمنے کہیل تماشا ہونے مین ایجاد کی ویسی ہمنے رونے مین کی مگر تمہاری ایجاد وہ خطا ہے جو معاف نہین اور ہماری ایجاد وہ صواب ہے جو شرع کے خلاف نہین۔

قال اور جو کہو معنی ہم نہین جانتے تو ترجمہ قرآن شریف کا تہوڑے دنون مین آجاتا ہے مرثیہ اور تعزیہ کے عوض کیون نہین پڑہتے کہ جس سے دین و دنیا کا کام بنجائے اور رونا ہنسنا سب کچہہ آئے۔

اقول قرآن شریف مین تو بقول آپکے ایسی مصیبتین بیان کی ہین کہ جس سے پہاڑ روئین پس پہاڑ سے زیادہ سخت پتہر کونسے دل ہین جنکو رونیکی جگہہ ہنسنا آوے پس معلوم ہوا یہ آپکا ترجمہ خلاف قرآن ہے اسمین رونے کا نہین بلکہ ہنسی کا بیان ہے پس ایسا ترجمہ آپ ہی پڑہیے ہمکو حضرات اہلبیت

کے طفیل سے جو تحقیق قرآن ہین بہت صحیح معنے معلوم ہین کچھہ آپکی اس
ہتھکنڈے سے ترجمہ کی حاجت نہین جس سے قرآن کے ساتھہ مرثیہ اور تعزیہ کا ہونا
شاق اور قرآن واہل بیت مین افتراق ہو۔

قال اور اوسکو حضرت امام علیہ السلام بھی ہمیشہ پڑھتے رہتے ہین۔

اقول ہم نہین جانتے کہ اوسکو کی ضمیر آپنے کدہر پہیری اگر مرجع اسکا
قرآن مجید ہے وہ تو پہلے ہی آپ کہہ چکے کہ تمام پیغمبر اور ولی اور امام قرآنکو
پڑہ پڑہکر روتے آئے ہین اور اگر مراد آپکا ترجمہ ہے تو کیا آپکے زعم ناقص
مین معاذ اللہ امام بھی معنے قرآن نجانتے تھے جو ترجمہ کی ضرورت ہوئی یہہ تو
کہلی کہلی قرآن واہل بیت مین افتراق کی صورت ہوئی۔

قال اور اگر کسیکو اس مقدمہ مین شبہہ گذرتا ہو کہ مرثیہ تو درست ہے
دیکہو حضرت بی بی فاطمہ نے اپنے باپ کے غم مین کئی بیتین کہی تہین اور حضرت
امام کے غم مین بہی جن وغیرہ سے روایت ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ تمہاری
اور اونکے درمیان اس بات مین اتنا فرق ہے جسقدر رونے اور ہنسنے مین
اسکی اتنی حقیقت ہے اپنی تنہائی کے بیان اور میت کے اوصاف مین
دو ایک شعر بے اختیاری سے بلاقید کبھی موہنہ سے نکل گئے۔

اقول آپکا جواب بالکل پوچ اور ناصواب ہے جناب سیدہ علیہا السلام
نے دو ایک شعر نہین کہے اور نہ معاذ اللہ بے اختیاریسی بلاقید اونکی موہنہ سے
نکل گئے بہت سے مرثیئے آپکے جو اپنے پدر بزرگوار کے غم مین کہے اور پڑھے ہین
وہ کتب فریقین مین موجود ہین۔ علے ہذا ہواتف اور جنون کے مرثیئے جو امام
کے غم مین ہین بتواتر سر الشہادتین وغیرہ مین وارد ہین جنکی تفصیل اوپر
لکھہ چکے ہین کچھہ اعادہ کی ضرورت نہین اور ہنسنا تو آپکی عادت ہے خصوصاً

امام کے غم مین ہنسنا تو آپکی سعادت اور عبادت ہے مگر یہہ سمجھ لو کہ ہنسنا وہ پچھتائیگا کہ بروز قیامت یہہ ہنسنا بہت رولائیگا ؎ نخندم برانروہ کس بر قوار ÷ کہ از برق من ورمن افتد شرار۔

قال کچھ اونکی گہر مرثیونکی بیاضین نہ تہین۔

اقول مرثیہ کی بیاضین کیونکر ہوتین کہ اوس زمانہ مین کتاب کا دستور بہت کم تہا فقط حفظ پر دار مدار رہتا تہا اور یہی وجہ ہے کہ جب جنگ یمامہ مین بہت سے قراء وحفاظ قرآن شہید ہوگئے اور قرآن مکتوبی نتہا تو خوف ہوا کہ مبادا کلام الہی ضایع ہو جائے پس حضرت خلیفہ اول کو اسکا خیال آیا اور زید ابن ثابت سے جمع کروایا کہ شاید آگے چلکر آپکی طرح کوی نا مفید ایسا نہ کہے کہ کچھہ اونکے گہر قرآن لکہے ہوے نہ تہے

قال اور نہ اسکے واسطے تال وسر اور گٹکری اور سارنگی اور تاریخ اور دن جوابی وسوالی مقرر تہے۔

اقول ظاہرا آپکو ہندوٗن اور گویونکی صحبت زیادہ رہی ہے اوسی صحبت کا یہہ یہہ اثر ہے کہ کلام کرتے کرتے یا تو ہندوٗنکی طریقہ پر آجاتے ہین یا گویون کے ساتھہ گلا ملاتے ہین خیر یہہ تو آپکی عادت ہے اور ترک عادت دستوار ہی اب تاریخ اور دن مین کیا خرخشا رہے مرثیہ پڑہنے کے واسطے تو کوی تاریخ اور دن خاص نہین شاید یہہ ایام عشرہ اور روز عاشورہ پر اعتراض ہے بہرکیف تاریخ اور دن کی تعین ہی شرعی ہے پہر اس سے بیکار اغماض ہے دیکہو حج کے واسطے تاریخ اور احرام اور ہدی اور قربانی اور رمی جمرات اور سعی وغیرہ کے واسطے اوقات منصوص نماز یومیہ کے لیئے پانچ وقت صوم واجب کے لیئے مہینہ رمضان شب قدر کے لیئے لیالی ثلثہ بطریق دوران مخصوص ہین ایسے اور بہی اختصاص ہین جیسے ہفتہ مین برائے شرف وبزرگی جمعہ مہینونمین شہرہاے حرام خاص ہین اسپر اجماع اہل اسلام ہے

پہر امام عاشورہ میں ناحق کلام ہے۔

قال نہ اسمین حلقہ باندہکر بازار اور مکان مین پڑہنا تہا نہ اسمین ذلت و شکست مع دیگر بیان ہے اور نہ کپڑے کی نعش اور تخت بناکر اوسکے آگے پڑہتے تہے اور نہ اوپر سے ڈہول اور تاشے بجتے تہے علے ہذا القیاس۔

اقول ذلت اور شکست اور تخت و تابوت ایک نہ دو بلکہ متواتر جوابات ہو چکے تاشے ڈہول کا مضمون بہی بے ڈول ہو گیا مگر حضرت بی بی زنان بنی ہاشم کے ساتہہ حلقہ باندہکر مزار شریف پر ضرور جاتی تہین اور مرثیہ پڑہکر روتی اور رولاتی تہین۔

قال مرثیہ اسکو کہتے ہین جسمین میت کے اوصاف ہون اور تم جو گاتی ہو اوسمین میت کی رسوای اور شکست سُر اور تال سے نکلتی ہے۔

اقول تال و سر تو آپکا موقوف ہی ہوگا اس سے تو مجبوری ہے مگر ہماری مرثیے تو ایسے ہی جنمین حضرت امام کے صبر و شجاعت اونکی اور اہل بیت کرام کی مصیبت اور واقعات شہادت یزیدیون کی ظلم و شقاوت کا بیان ہے اسمین نہ ان حضرات کی معاذ اللہ ذلت نہ کسر شان ہے اگر ذکر واقعات موجب ذلت و اہانت ہوتا تو علمای کرام اور مورخین اسلام کبہی اس ذکر کے نزدیک نجاتے خصوصًا شاہ عبد العزیز صاحب ہرگز سر الشہادتین مین یہہ فقرات مصیبت خیز درد انگیز تحریر نفرماتے ثم دخلوا علی الحرم واسروا اثنا عشر غلاما من بنی ہاشم ومن کان من النساء وامر ابن سعد وشمر نفرا فرکبوا خیولا واوطئوا جسد الحسین وارسلوا راس المکرم تدبیرہ فی سلک الکوفہ ثم ارسلو مع رؤس سائر الشہداء وسبایا اہل البیت الی یزید ابن معاویہ مع شمر ابن ذی الجوشن وکان بدمشق انتہی یعنے بعد شہادت وہ اشقیا اہل حرم پر داخل ہوی اور بنی ہاشم سے بارہ لڑکون کو عورتون کو اسیر کیا اور ابن سعد اور شمر نے چند نفر اشقیا کو حکم دیا کہ وہ

گہوڑون پر سوار ہوئے اور جسد مبارک امام حسین مظلوم کو روندڈالا اور سر مکرم کو
~~روانہ کیا اور سر مکرم کو~~ روانہ کیا کہ وہ کوفہ کی گلیون مین پہرایا گیا پہر اوس سر مطہر کو
مع سرہاے دیگر شہدا و اسیران اہلبیت بہمراہی شمر یزید کے پاس بہیجا اور وہ
دمشق مین انتہی پس معلوم ہوا کہ ذکر ماجراے واقعی ہرگز ذلت نہین ہے اور جو
اسکو ذلت سمجہے اوسنے علاوہ حضرات امام و اہلبیت کرام علماے اسلام کی بہی ذلت
و اہانت کی نعوذ باللہ منہ۔

قال غرض جو تمہارے مرثیے ہین انکا نام ہجو ملیح ہے لغت کے موافق انکو مرثیہ نہین کہتے

اقول ہمارے مرثیے تو لغت کے موافق امام کی مصیبت اور بیان واقعات مین
ہین کوی احمق ہی انکو ہجو ملیح نہین کہے گا ہان تمہارے رسالہ کا نام البتہ ہجو ملیح
نہین بلکہ ہجو صریح ہے۔

قال جسطرح تمہارا کام غلط اسیطرح تمہارا نام بہی غلط۔

اقول ہمارا کام بعد اداے فرائض و سنن اسلام حضرت پیغمبر اور آل پیغمبر سے تولا
اور ہمارا نام مومن تابع ثقلین حسب ارشاد رسول خدا ہے پس جو ہمارا کام اور ہمارے
نام کو غلط کہے وہ خود غلط ہے۔

قال اور ایک غلط در غلط تمکو یہہ ہے کہ جسکو تم تعزیہ کہتے ہو اوسکی کیا معنی تعزیہ لغت مین مصیبت زدہ کو
صبر اور دلاسا دینے کو کہتے ہین اور عزا کے معنی صبر کے ہین۔

اقول لا مناقشۃ فی الاصطلاح اسکے علاوہ چونکہ ہم شوق زیارت قبر شریف امام
مظلوم مین بیچین اور بیقرار رہتے ہین اور بوجہ اکثر علائق و موانع نہین جاسکتے لہذا نقل
قبر شریف بناتے ہین کہ ہمکو مصیبت اور قلق جداے روضہ مقدسہ مین صبر و دلاسا
دیتا ہے اور رونے اور رولانیکا بہی معین ہے کہ گریہ و بکا منافی صبر و رضا ہرگز نہین
اسیطرح منقولات شرعیہ و عرفیہ بہت ہین مثلاً صلوۃ کے معنی لغت مین مطلق دعا

کے ہین اب ارکان مخصوصہ نماز کو صلوۃ کہتے ہین پہر کیا یہہ غلط ہے مگر چونکہ آپ
علم فصاحت و بلاغت سے بالکل اجنبی ہین حتی کہ اصطلاحات منطق بہی نہین
جانتے اسوجہ سے آپ ہی کا گمان غلط اور بلا کی بدعت ربود ہے پس زیادہ قابلیت
بگہارنا بے سود ہے۔

قال بہلا سمجہو کہ اس تعزیہ مین صبر اور دلاسا دینے کا کہین نام اور نشان بہی ہے

اقول ہان تعزیہ مین صبر اور دلاسا دینے کا نام و نشان ہے جیسا کہ ہمنے بتلادیا
اور آپ اپنی کج فہمی سے نہ سمجہے تہے سو ہمنے سمجہادیا۔

قال اور کوی کسی سید کے گہر آکر کبہی صبر اور دلاسا نہین فرماتا بلکہ کمبخت ہر سال
بیچارے سیدونکو نئے نئے مضمون کے مرثیے سناکر رلاتے پٹاتے ہین۔

اقول آپ اپنے موٹہہ پہلتے ہر جگہہ داغتے ہین نہ کبہی محرم کی مجلسون مین شریک
ہونا نصیب ہوا نہ کبہی روز عاشورہ سیدون کے حالات دیکہے کہ جہان روتے
رولاتے ہین وہان آپسمین اعظم اللہ اجورنا واجورکم بمصابنا بالحسین
علیہ السلام کہکر صبر و دلاسا بہی دیتے جاتے ہین اور نئے پرانے مرثیے پڑہنا
اور رونا رولانا تو خاص علامت سیادت ہے اور رونے اور غم کرنیپر سیدونکو طعنہ
اور موٹہہ چڑہانا کمبخت ناسیدونکی عادت ہے۔

قال اور ایسی جگہہ اگر کوی کہے ایصاحب چپ رہو اور صبر کرو تو پہر تعزیہ دار اپنی چہاتی
چہوڑ اوسکی چہاتی پر گہونسی لگادین۔

اقول امر بصبر و سکوت کرنا کسی کا اگر براہ محبت و قلق ہے تو تعزیہ دار کبہی ایسا
نہین کرتے محض افترا ہے اور اگر از راہ طعن و دق ہے تو یہی اوسکی سزا ہے۔

قال اب سچ کہو یہہ اولٹا نام کس اولٹے نے رکہا ہے اور ماتم کرنیکو تعزیت بین کر رکہا ہے

اقول نام ہرگز اولٹا نہین فقط آپکی سمجہہ اولٹی ہے غم والم گریہ و ماتم صبر کے خلاف

نہین انبیا اولیا سب روتے آئے ہین انکا بیان بخوبی اوپر ہو چکا ہے پس ماتم کرنے کو تعزیہ اوسی کتاب مین لکہا سمجہو جسمین ارکان مخصوصہ کو صلواۃ لکہا ہے۔

قال کیا قدرت خدا کی ہے جسکا سر لیبے نام غلط اوسکے اور کام کا کیا ذکر یہہ وہ مثل ہوئی خود غلط املا غلط انشا غلط۔

اقول کیا قدرت خدا کی ہے جسکی غلطی کا اس شد و مد سے دعویٰ کیا وہ دعویٰ سراسر غلط اور اوسپر جوا اور وہمیات بڑہائے وہ غلط در غلط اردو مین رسالہ لکہا اوسپر بہی اکثر فقرات مہمل اور غلط سے الغرض نقشے ہم کیا کیا غلط + خود غلط املا غلط انشا غلط۔

قال مثلاً اگر کسی کا باپ کچہہ مصیبت مین مر گیا ہو اور کوئی اوسکی اولاد اور دوست سے یہہ کہے کہ بیٹہے کیا کرتے ہو باپ تمہارا ایسی خرابی اور آفت سے مارا گیا کہ کسی پر ایسا ظلم نہین ہوا اوسکے مرتے تمہاری بہن کو ننگے پانون ننگے سر گلے مین طوق ڈالکر یا دے گہسیٹتے کچہری مین لیگئے اور تمہاری مان کی چادر سر سے اوتار لی تمکو لازم ہے کہ ہمسے یہہ حال بار بار سُنو اور خوب رو رو بیٹہو غرض سمجہو تو کہ کون اسکو تعزیہ کہے گا اگر کسی ادنیٰ کا حال اوسکے قریب کے سامنے اس وضع سے کہو تو وہ بُرا مانے بلکہ موہنہہ پر مارے چہ جائے بڑے آدمی کا حال سر بازار ڈہول اور تاشے سے نقل کرو

اقول اب آپ پہر حد سے گذرنے لگے اور پہر وہی خبط ہوا کہ انبیا اولیا کے حالات کو اپنے حال پر قیاس کرنے لگے ہم کتاب و سنت اور کلام علمائے امت سے تو آپکو سمجہا چکے اب خود آپ ہی کے کلام سے سمجہاتے ہین دیکہین آپ پہر وہی ضد کرتے ہین یا قائل ہوکر شرماتے ہین اپنے رسالہ کی تیسری فصل مین آپکو کچہہ یہہ کہنا یاد نرہا علی الغفلۃ وہان اسطرح کہا کہ حضرت سارا کو کہ حضرت ابراہیم کی بی بی تہین بادشاہ مصر نے پکڑ منگوایا) اب برائے خدا جواب دیجئے کہ آپکے نزدیک اس بیان سے

حضرت ابراہیم کی ذلت اور ہتک حرمت ہوئی یا نہین ہوئی اگر ہوئی تو پھر خود فضیحت بدیگران نصیحت کیسی کیا خدا کی قدرت ہے کہ جس کنوین مین زبردستی ہمکو ڈھکیلتے تھے اوسین اوندہے مونہہ آپ ہی گرے اور اگر نہین ہوئی تو اپنے تیئین بیان مذکور مین ہتک حرمت حضرت سارا و حضرت خلیل سے بہرے سمجھ لینا اور ہمکو اوسی بیان واقعی مین ذلت و ہتک حرمت امام نبیل و اہلبیت جلیل کا الزام دینا کیا معنے امر سے تو صاف ظاہر ہو گیا کہ دلی مقصد آپکا یہہ ہے کہ خاص حضرت امام اور اہلبیت کرام پر جو مصائب اشقیاے امت کے ظلم سے گذرے مین وہ ذکر نہ کیے جائین اور لوگ مظالم یزید اور تابعین یزید نہ سنین سنائین کہ اسمین آپکے دوست دلی یزید کی نہ فقط بلکہ بڑی ذلت ہے بہر کیف اب تو یہہ آپکی تقریر آپ ہی کے گلوگیر ہوئی کہ اگر کسی آدمی کا حال کسی قریب و بعید کے سامنے اس وضع سے کہو کہ بیچارے فلان شخص کا حال بتحقیق یہہ سننے مین آیا کہ اوسکی بی بی کو جسکا یہہ نام ہے بادشاہ کے پیادے کچہری مین پکڑ لیگئے تو وہ برا مانے بلکہ مونہہ پر مارے اور تم حضرت خلیل سے پیغمبر جلیل اور اونکی بی بی کے نسبت ایسا کلمہ سبکے سامنے زبان پر لاتے ہو اور اونکا نام بھی مجمع عام مین لیتے جاتے ہو پس اگر کوئی دوسرا تمکو نہ مارے تو تمکو لازم ہے کہ تم خود اپنے مونہہ پر طمانچہ لگاؤ اور اس فضول بکنے سے باز آؤ۔

قال اللہ اکبر یہہ ہمارا جگر اور صبر ہے کہ ہمارے باپ دادا کو کیا کچھ یزید لوگ اور بعضے ناخلف ہمارے روبرو در پردہ فضیحت کرتے ہین اور ہم اپنے سلف صالح کیطرح صبر اور سکوت اختیار کرتے ہین۔

اقول آپکا جگر تو ہندہ جگر خوار کے لخت جگر سے بھی بڑھکر قساوت اور حضرات ائمہ اثنا عشر سے کہلی کہلی عداوت رکہتا ہے اسی رسالہ منحوسہ مین آپنے کونسی

انتساب بزرگونکی اوشہارکہی بلا تشبیہ نقل کفرکفر نباشد وہ ہم مہادیو اور دم دار کے ساتہہ نعرہ یا حسین کرنا اور وہابیہ کے ساتہہ علی علی کا دم بہرنا جو قبل اسکے آپنے کہا ہے سب بہولا دیا ہے اور یہہ سخت کلمہ کہ کیا امام مسلمانون کے یہی ہین جنکی یہہ گت ہوئی شل نشتر ہمارے دلمین کھٹک رہا ہے اللہ اکبر یہہ ہمارا دل و جگر ہے کہ ہمارے اجداد امجاد کو کیا کچہہ یزید لوگ اور بعض ناخلف ہماری روبرو در پردہ نہین بلکہ بلا حیا و حجاب بتحریر رسالہ و کتاب فضیحت کرتے ہین اور ہر جگہہ اونکی ذلت و شکست اور رسوائی کا اظہار کرتے جاتے ہین اور ہم اپنے سلف صالح کیطرح صبر و تحمل سے کام لیتے اور اوسکا جواب بنعاو کریمہ قولاً لّینًا بہت ضبط اور نرمی سے دیتے ہین۔

قال حضرت حسن اور حسین کے وقت مین ایک یزید تہا اب اولاد حسن حسین کے وقت مین سینکڑون یزید ہوے خیر بہرحال صبر و برداشت کیا چاہیے۔ ان اللہ مع الصابرین۔

اقول حضرت حسن کے وقت مین تو آپکا یزید محض بیچارہ تہا مگر اپنا جوڑ بٹہانیکو آپنے حضرت حسن کا ذکر کیا ہان حضرت امام حسین کے وقت مین البتہ ایک یزید تہا اب سینکڑون یزید تو تہی ہی تعجب یہہ ہے کہ بعض ناخلف اولاد حسن کہلا کر حضرت امام حسین کی نسبت خود یزید ہو گئے یزیدیون نے آپکو تیغ و سنان سے شہید کیا ناخلف اولاد نے طعنہاے زبان سے زخمی کر کے یزیدیون کا ساتہہ دیا اوسپر طرہ یہہ کہ باپ داداکی نہ شرم نہین آتی یزید کی غلامی کر کے جہوٹی سیادت پر مباہات کی جاتی ہے پس اگر وہ سلف صالح ہین تو آپ ناخلف ظالم ہو کر مصداق انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح ہین

قال عجب حیرت ہے کہ خدا و رسول کے فرض اور سنت جسمین نہ ہتیار لگے نہ پشکری

نہ گھنگر بلانی پڑے نہ بانس ابرک منگانے نہ تاشے ڈہول بجانے نہ دہوم دہام
مچانے نہ لیپئی کی حاجت نہ کاغذکی ضرورت سو سینکڑون بار لوگون سے قضا
ہوتی ہین اور جسمین یہہ جہہ جال اور جنجال چاہیئے اوسکو ایک سال قضا نہین کرتے
اقول عجب حیرت ہے کہ جب اصل اباحت تعزیہ سازی اور اوسکا منجملہ شعائر
امام ہونا بکرات و مرات ثابت ہوچکا اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ تعظیم شعائر ہر حال مین
لازم ہے پتہر اور قرطاس و بانس وغیرہ بعد شعائر ہونے کے ہرگز مانع تعظیم نہین
تو اس تمہید لاطائل سے کیا حاصل لیکن چونکہ آپکو خاص تعزیہ وغیرہ شعائر امام
علیہ السلام سے عداوت ہے بدین وجہ بے سمجہے بوجہے فقط شعائر امام کے
مٹانیکے واسطے بیتکی باتین کرتے ہین کہ جس سے کفار بہی گنجائش کلام کی
پاوین آپکے بدولت وہ بہی شرائع اسلام پر یہ بیہودہ الزام لگاوین کہ ہماری
بتونکی پوجا مین نہ ہرا لگے نہ پہٹکری سنکہ پہونکنے مین نہ سر نکلے نہ گنگری جہانجہ
برہمن کے استہان پر جاکر دو چار پتہر چڑہا کر ڈنڈوت کرلیا عہدہ برای ہے مگر
مسلمانون نے اپنے خدا و رسول کے فرض و سنت ادا کرنے مین بڑی آفت
پیچہے لگای ہے کہ ہر سال حج کو مکہ مین جانا احرام کے واسطے سیئے کپڑے بیکار
جامہ نا دوختہ بہم پہونچانا کوہ صفا و مروہ کے درمیان مین دوڑنا کنکریان
پہینکنا پتہر کو چومنا ہدی کا ساتہہ لینا منی مین قربانی کرنا دیگر شرائط و آداب
حج بجالانا تب خدا خدا کرکے گہر آنا اور اگر ان مناسک مین کچہہ خلل آیا تو حج تشریف
لیگیا مال ضایع محنت برباد گناہ لازم ہوا اگر دینا ہیلا چاہے تو سال پہلے مکہ کا
عازم ہو پس جسمین یہہ کچہہ جال جنجال چاہیئے اوسکو ایک سال قضا نہین کرتے
دیکہیئے اگر آپکے نزدیک یہہ ہندوؤن کا گمان سچا ہے تو آپکا گمان بہی سچا ہے
حالانکہ شریعت اسلام کے رو سے تم دونون کا گمان فاسد اور جہوٹا ہے پرتشرع

اصلیہ و دیگر افعال و عقائد کفر و لیام اور شریعت کے احکام و شعائر اسلام مین
زمین و آسمان رات دن کا فرق ہے ہم اوپر بہی اسکو لکہہ چکے ہین پہر بیان مکرر
بہی تنبیہ کرای المسک ماکررتہ یتضوع۔

قال اور اللہ کے جتنے فرض ہین سب مقدور پر موقوف ہین زکوۃ تب دی جب مال
ہو اور روزہ تب رکہے جب بیمار نہو لیکن ہر چند محتاج ہو یا قرضدار تعزیہ جو بنانا ہو
تو ضرور ہے کہ بناوے سبحان اللہ امام کی روح اسنے کیا خوش ہوگی کہ ہماری دوستونکی
نزدیک اللہ کے حکمون کی کچہہ قدر نہی اوسکے فرض و واجب پر حاشیہ چڑہایا ایسے
مقام مین خدا کے غضب سے پناہ مانگنا چاہیئے اللہم احفظنا۔

اقول اللہ کے جتنے فرض ہین و حسب شرائط مندرجہ سب مسلمان ادا کرتے
ہین اور بقدر امکان شعائر اسلام و ایمان کو بہی رونق دیتے ہین لیکن ناداری
اور عدم میسر مین جملہ تکالیف ساقط ہین پس جب بعض اوقات واجبات سے
معافی ہے تو مستحبات کا کیا ذکر ہے لیکن آپکو عزاداری امام کی موقوفی مین بڑا
اہتمام و فکر ہے حالانکہ بتفصیل معلوم ہو چکا کہ شعائر امام بعینہ شعائر خدای تعالیٰ
ہین اور خدا تعظیم شعائر کا حکم فرماتا ہے پس امام کے نزدیک شعائر خدا کے مٹانیوالے
دشمن خدا و امام ہین پس ایسے دشمنون کو خدا کے غضب سے پناہ مانگنا چاہیئے۔

قال اور بڑے محب اور دوستدار امام کے اس زمانہ مین اپنے تئین وہی لوگ جانتے
ہین کہ خلاف خدا و رسول کے سارنگی نوازی اور رقاصی اور زناکاری اور مال مردم
خوری وغیرہ افعال شنیعہ کر کے تعزیہ داری کرتے ہین۔

اقول اگر ایسے لوگ دعوای محبت امام علیہ السلام مین سچے ہین تو آپ ایسے ملا
مقدوم دشمن امام سے ہزار درجے بہتر ہین ان افعال سے اونکی دلی محبت مین
کچہہ نقصان نہین کیا آپکو قصہ عبداللہ بن عامر کا بہول گیا جو حضرت پیغمبر کے صحابی

ہو کر شراب پیتے تہے جب بعض اصحاب نے اونکو زجر و توبیخ کی تو آنحضرت نے فرمایا کہ ابن عامر کو کچہہ نکہو کہ وہ خدا و رسول کو دوست رکہتا ہے پس ابن عامر کے حال پر ان لوگون کا حال بہی قیاس کر لیجئے کہ باوجود افعال شنیعہ وہ محبت امام پر مرتے امام کی تعزیہ داری کرتے ہین۔

قال اور یہہ عوام الناس بیجا کہانی اور تماشے اور فائدہ دنیوی کے لالچ انکے یہان جاکر شریک مجلس ہوتے ہین بلکہ ان فاسقونکو مومن اور مومنہ کا خطاب دیتے ہین۔

اقول شریک مجلس ہونے مین فائدہ دنیوی کیا ہے فائدہ دینی البتہ ہوتا ہی اور بیجا کہانا کون کہاتا ہے ہمتو ایسے لوگون کو دیکہتے ہین کہ وہ نذر و نیاز مین بڑا اہتمام کرتے ہین بڑی احتیاط و طہارت بجالاتے ہین جیسی جسطرح ابن عامر نے صحابی کا خطاب پایا یہہ مومن مومنہ کا خطاب پاتے ہین۔

قال اور بعضے جو ظاہر مین اچہے بہلے آدمی اور بڑے کہلاتے ہین اور باطن مین فاسق اور نالائق وہ بہی اونکے یہان دوڑے جاتے ہین۔

اقول شرع شریف مین تو حکم ظاہر حال پر ہوتا ہے باطن جاننے کی تکلیف نہین دیگئی کہ باطن کا حال بجز عالم الغیب کے اور کوئی نہین جانتا کیا آپکو بہی علم غیب کا دعوی ہے جو کہتے ہین کہ باطن مین فاسق اور نالائق ہین یہہ تو سخت غیبت ہوئی توبہ کیجئے اور اونکے یہان دوڑے جانے کا الزام نہ دیجئے ایک روز حضرت امام حسن علیہ السلام کہین تشریف لئے جاتے تہے راستہ مین چند مجذوم بیٹہے کہانا کہاتے تہے اونہون نے حضرت کو دیکہکر صلاح کہانے کی کی آپنے پہلے تو صوم کا عذر کیا پہر سوچے کہ ایسا نہو انکو یہہ خیال آوے کہ حضرت نے بسبب ہماری مرض کے ہمسے اکراہ و انکار کیا پس فوراً اونسے ارشاد فرمایا کہ ہم چاہتے ہین کہ آپ لوگ شام کو ہمارے مہمان ہوجائین اور ہم اور تم باہم بیٹہہ کر کہانا کہائین وہ شام کو

حاضر در دولت اور امام کے ساتھ کہانا کہا کر شکور نعمت ہوی اب سوچیے کہ جن اچھی باتون آدمیون کو آپ فاسق اور نالائق کہتے ہین وہ ایسے لائق و فائق ہین کہ اپنے امام کی تقلید اور پیروی مین ایسے لوگون کے حال اور افعال پر نظر نکر کے محض اس حسن ظن سے کہ نذر و نیاز مین بُری کمای نہ لگای ہو گی اوکے یہان نہین بلکہ اپنے امام کی مجلس مین دوڑے جاتے ہین اور آپ اولاد حسن کہلا کر اپنے باپ دادا کی پیروی چھوڑ کر رجماً بالغیب اون بہلے آدمیون پر فسق و فجور کا عیب لگاتے ہین سچ ہے المرء یقیس علے نفسہ۔

قال کسیکو یہہ غیرت نہ آئی کہ ایسے لوگ تو صرف اپنے نام کیلیئے یہہ کام کرتے ہین انکو امام سے کیا نسبت ایسون کے یہان بجائیے اور انکا کہانا کہائیے۔

اقول یہہ آپنے کیونکر جانا کہ وہ صرف اپنے نام کے لیئے یہہ کام کرتے ہین بہر کیف چونکہ یہہ نیک کام ہے پس نیک کام مین جانے اور نذر و نیاز کا کہانا کہانے مین غیرت ہے کہ کونسا مقام غیرت ہے اس لیئے کہ انکو امام سے وہی نسبت ہے جو ابن عامر کو خدا اور رسول سے نسبت ہے۔

قال بلکہ انکو سمجہا کر ایسی حرکت سے باز رکہیئے۔

اقول واہ ری اولٹی سمجہ انکو ایسی حرکت موجب برکت سے باز رکہنا چاہیئے یا اور ایسے نیک کامون کی ترغیب دینا چاہیئے کہ ایسے نیک کامونکی عادت ہوتے ہوتے انکے برے کام سب چھوٹ جائین کہ نیک کامو نین خدا نے یہی برکت دی ہے اور یہی اثر دیکہیئے قرآن مین آیا ہے ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر۔

قال کیونکہ اگر امام برحق کی محبت ہوتی تو ان حرام کامون سے کنارہ کرتے۔

اقول ہمتو آپکے اس زٹل قافیئکو نہین ملتے پیغمبر برحق کا کہنا برحق جانتے ہین کہ ابن عامر کو باوجود شراب خواری خدا اور رسول کا دوست فرمایا کچھہ حرام کام کا خیال

نہ آیا پس حرام کامون سے کنارہ کرنے کی یہی تدبیر تہی کہ اونکو نیک کامون مین لگاکر اونکے کار خیر مین شریک ہوتے تو اونکے گہر جاتے اور اونکی ہمت و توفیق بڑہاتے کہ رفتہ رفتہ نیک کامون کے بدولت بد کامون سے وہ باز آتے لیکن چونکہ آپ بتقاضای خشونت طبع عنیف طریقہ نصیحت و تالیف نہین جانتے اور اونکی نیک کام مین بہی شریک ہونے کو منع کرتے ہین تاکہ وہ اپنے انہین بد کامون پر اڑے اور اسی ضلالت مین پڑے رہین تو اونکے گناہون کے مواخذہ مین آپ بہی پکڑے جائینگے الدال علی الشئ کفاعلہ۔

قال نہ کہ ایسی کمائی جس سے شیطان عار کرے امام کیواسطے خرچ مین لاتی او اوسی پیشہ کو کیئے جاتے ہین۔

اقول ہرگاہ افعال مسلمین خصوصا نیک کامون مین عند الشرع محمول بصحت ہین تو یہہ آپکو کیونکر یقین ہوا کہ ایسی کمائی جس سے شیطان عار کرے امام کے واسطے خرچ مین لاتے ہین خیر یہان تو آپنے عزاداری کے مصارف کو امام کے واسطے کہا شاید رو مین کچہہ اگلے باتونکا خیال نہ رہا اگر آپ یہہ ویسی باتین بیجا کرتے تو ضرور ہم آپکا شکریہ ادا کرتے اور اگر آپ اونکی نیک کام مین شریک ہونے کو منع نفرماتے تو امید تہی کہ اونکا پیشہ کیا بد کام سب چہوٹ جاتے۔

قال اس سے معلوم ہوا کہ اون لوگون نے شاید کسیکا نام اپنے خیال مین امام رکہہ لیا ہے۔

اقول ایسا خیالی پلاؤ آپ ہی پکاتے اور اپنے پیر مقتول کی اوسپر نذر دلاتے ہین جس امام عالیمقام کو کفار تک ایسا پہچانتے ہین کہ ایام عزا مین وہ بہی نذر و نیاز امام صاحب کے چڑہاتے ہین اونکی جگہہ یہہ مسلمان کسی اور کا نام امام رکہہ لیتے بہلا یہہ بات کہین عقل مین آتی ہے ہان آپ ایسے عقلمند کے نزدیک البتہ نہا رستا نہ ہیز

قال نہین توامام پاک کواس ناپاک کمائی اور ایسے ریاکارون سے کہ جسے خدا ورسول ناخوش ہون کیا علاقہ ہے۔

اقول وہی علاقہ جو رسول پاک کو شراب ناپاک پینے والے ابن عامر سے تہا۔

قال چونکہ اللہ تعالے اپنے حبیب کی طرف سے اونیسوین سیپارہ مین دوسرے رکوع مین آیہ ارایت من اتخذ الٰہہ ہواہ افانت تکون علیہ وکیلا ام تحسب ان اکثرہم یسمعون او یعقلون ان ہم الا کالانعام بل ہم اضل سبیلا ویعنے بہلا تو دیکہہ توجسنے پوجنا اختیار کیا اپنے چاؤ کا کہین تو لے سکتا ہے اونکا ذمہ یا تو خیال رکہتا ہے کہ بہت انمین سنتے ہین یا سمجہتے ہین اور کچہہ نہین وہ کچہ چوپایون کی برابر ہین بلکہ وہ زیادہ بہکے ہین راہ سے سوان لوگون کا حال ایسا ہی ہے کہ شیطان اور نفس کے فریب مین آگئے کیکے سمجہانے کو نہین مانتے بلکہ ضد کرکے اور زیادہ بہکتے ہین خیر ہم اپنا کام کرتے ہین وہ وہ مانین یا نہ مانین ہدایت اللہ کے فضل پر موقوف ہے جسے چاہے دیوے جسے چاہے باز رکہے۔

اقول خدا کا فرمانا برحق ہے مگر اونیسوین سیپارہ کے لفظ کیطرح غلط مطلق ہے اسی ترجمہ کے پڑہنے کی تاکید ہوتی تہی سبحان اللہ خدانے کسی شخص خاص کو نہین فرمایا بلکہ من اتخذ الٰہہ ہواہ آیا ہے مگر آپنے جو بدون ثبوت کافی و شہادت وافی مسلمانون کو مصداق اسی آیت کا ٹہرایا کچہہ اپنا ہی خیال نہ آیا کہ کسقدر آپنے دین اسلام مین بلا اعتقاد ایمان کین شعائر اسلام اور عزائے حضرت امام کے مٹانے مین کیا کیا نازک خیالیان کین کہ جیسے خدا و رسول بیزار ہی اور حافظان حدود شریعت حد شرع جاری کرین جسنے تو بقدر امکان آپکو بہت سمجہایا مگر شیطان اور نفس کے فریب نے آپکو سمجہنے ندیا بلکہ ضد کرکے اور زیادہ بہکا یا سچ ہے ہدایت اللہ کے فضل پر موقوف ہے چنانچہ بیسوین پارہ کے نوین رکوع مین اللہ تعالے اپنے حبیب

خطاب فرماتا ہے انّک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشآء یعنے تو ہدایت نہین کر سکتا جسکو چاہتا ہے اور لیکن خدا ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے واقعی خدا جسے چاہے ہدایت دیوے جسکو چاہے باز رکھے اگر اپنی کسی تفسیر مین آپ نے شان نزول اس آیت کا پڑہا ہوگا تو ہمارا آپکے نسبت اس آیت کریمہ کے لکہنے کا لطف زیادہ معلوم ہوگا و تز خیر

قال اور یہہ بہی سُننے اور دیکہنے میں آیا ہے کہ جب ایسے ریاکار بداطوار جہوٹے دوستدار دنیا کی حرام کمائی حاصل کرکے اور اپنی ناموری کے کامونکے ساتہہ یہہ کام بہی کرنے لگے ہین اور اس جناب پاک کی نسبت سینکڑون طرح کی بےادبیان عمل مین لاتے ہین تو امام کی خاطر سے جو پیارے بندے اللہ کے ہین اوسکے غضب مین کبہی گرفتار ہوکر آخرت کے عذاب الیم کے سوا دنیا مین بہی جلد خانہ برباد ہو جاتے ہین۔

اقول جو ایسے ریاکار بداطوار جہوٹے دوستدار ہین کہ در پردہ دوستی ایسے دشمن امام بنجاتے ہین کہ اوس جناب پاک کی نسبت سینکڑون طرح کی بے ادبیان عمل مین لاتے ہین اونکی بمفاد کریمہ ولنذیقنّھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر دنیا مین بہی سزا ہے اب بہی توبہ کیجئے اور ہوش مین آئیے نہین تو بہت پچتایئے گا۔

قال اور بہتون کو بموجب اس آیت کے فلمّا نسوا ما ذکّروا بہ فتحنا علیھم ابواب کلّ شیٔ اذا فرحوا بما اوتوا اخذ ناھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون فرمایا اللہ صاحب نے سورہ انعام مین پہر جب بہول گئے جو نصیحت کی تہی اونکو کہولدیئے ہمنے اونپر دروازے ہر طور کے یہانتک کہ جب خوش ہوئے پکڑ لیا ہمنے اونکو بے خبر پس وے رہگئے ناامید گناہ کرنے کی فرصت دیتا ہے

پہر ایک مرتبہ ایسا پکڑیگا کہ اوسکا گڑگڑانا اور توبہ کرنا کچہہ فائدہ نکریگا۔

اقول خدا کا کلام برحق ہے اگر بچشم غور دیکہیئے تو بعینہ یہی حال آپکا ہے کہ چند جہلا کے امارت اور زخارف دنیا کی جمعیت سے بڑے مُلّا مخدوم بنکر ایسے مغرور ہوئے کہ اللہ کے پیارے بندون کی اہانت مین مہمل رسالہ لکھے بڑی بڑی بدزبانیان اور گستاخیان کین اونکی مصیبتون پر جنہین حسب ارشاد خدای تعالے آسمان و زمین روئے رونے سے منع کیا خوشی اور سرور کا حکم دیا اسی خوشی مین خدا کے غضب کا خیال نہ آیا اوسکی نصیحت کو بہلایا خدا نے فرصت دی مگر ابتک توبہ نکی ایکمرتبہ ایسا پکڑیگا کہ آپکا گڑگڑانا اور توبہ کرنا کچہہ فائدہ نکریگا۔

قال اور کسیکی سفارش کہ اپنے خیال ناقص مین اوسپر بہول رہے ہین کام نہ آوے گی۔

اقول خدا کی رحمت اوسکے غضب سے بڑہی ہوئی ہے اوسنے اپنی جوش رحمت سے فرمایا ہے پارہ ششم دسوین رکوع مین آیا ہے یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ پس گنہگار مسلمانون کے واسطے جنکے عقائد درست اور خدا کے نیک بندون کے تابع ہین خدانے ایک وسیلہ بتلا دیا ہے اوس وسیلہ سے اونکے سفارش قبول کریگا اور جو بندے گندے ایسے ہین کہ نہ خدا اور رسول کا حکم مانین نہ شعائر اللہ کی تعظیم لازم جانین بلکہ اللہ کے دشمنون کی اعانت اور شعائر اللہ کی اہانت کرین اونکے واسطے اونکے ایسے پیر کی سفارش کہ اپنی خیال ناقص مین اوسپر بہول رہے ہین کام نہ آویگی کہ ایسی پیر آپ ہی درماندہ شفاعت ہے

قال ہان اگر پہلے سے خبردار ہوکر اپنے برے کامون سے باز آتے تو چہوٹتے اور بچتے اللہ تعالے ہمکو اور جمیع مسلمانون کو ایسے برے کامون سے بچاوے آمین یارب العالمین۔

اقول ہان گناہونکے معافی کی یہی تدبیر ہے مگر وہ دانائی مافی الضمیر ہے اگر ایسے بڑے کامون سے توبہ کرلی ہوگی تو البتہ خطا معاف ہے ورنہ سخت دار وگیر ہے اللہ تعالی ہمکو اور سب مسلمانونکو اوس سے بچاوے آمین یارب العالمین

قال فصل دوسری عجب معاملہ ہے کہ جب جاہلونکو اسطرح کے کامون سے منع کیا جاتا ہے تو عجب طرح کے واہی تباہی اعتراضین اور سوال کرتے ہین سب خرافات کون بیان کرے یہان چند باتون کا مذکور کردیتے ہین باقی اگر خدانے توجہ دی تو اسی پر اوسکا بھی قیاس کرلینا۔

اقول عجب معاملہ ہے کہ جب متعصبونکی ممانعت ورمزاحمت بیجا پر علمائے اسلام کے اقوال بلکہ اونہین کے قول سے استدلال کیا جاتا ہے تو حرکت جاہلانہ سے باز نہین آتے بلکہ کہ ... نہ ہوکر اور اولٹی پلٹی باتین بناتے ہین اسی قسم سے آپکے جاہلونکی نسبت یہہ جاہلانہ تقریر ہے جسمین اعتراضین اور سوال کا جوڑ خود جہالت کی نظیر ہے۔

قال بعضے جاہل یون کہتے ہین کہ تعزیہ بنانا بادشاہونکی وقت سے چلا آتا ہے بڑے بڑے عالم فاضل گذرے کسینے منع نہین کیا تمہین بہت پڑھے ہو اور کوئی کیا پڑھا نتہا دیکھو فلانے میان کے پاس ہم مدت تک رہے اونہون نے کبھی منع نہین کیا اور جنکے ہمارے باپ اور ہم مرید ہین وے حضرت تو آپ تعزیہ بناتے ہین

اقول ہزار آفرین ایسے جاہلون پر گو جاہل تھے مگر شنا سنایا تاریخی واقعہ تو بیان کیا عالمونکی سند تو گذرانی اپنے پیر کا حال تو ظاہر کیا ایسے جاہل تو آپ ایسے پڑھون سے بہر غنیمت نکلے ع مارا از ین گیاہ ضعیف این گمان نبود۔

قال جواب یہہ ہے بقول تمہارے بادشاہون کے وقت سے چلا آتا ہے بھلا پیغمبر اور امام کیوقت سے تو نہین بنتا آتا ہے۔

اقول جواب یہہ ہے کہ پیغمبر اور امام کیوقت مین کچہہ تعزیہ کی ضرورت نہ تہی سلاطین اسلام نے جہان اور شعائر اسلام کا اعلان کیا از انجملہ تعزیہ بنانیکا بہی حکم دیا۔

قال اب کہو تم کہ بادشاہونکی امت ہو یا پیغمبر کی۔

اقول کیا جاہلون سے قابلیت کرتے ہو وہ بیچارے تو پیغمبر کی امت ہین اور علمائے امت سے سن سنا کر بموجب حدیث من انکر امامۃ السلطان فھو زندیق بادشاہ اسلام کو منجملہ اولی الامر وامام جانتے ہین بدین وجہ بادشاہون کیوقت سے تعزیہ بننے کو سند مانتے ہین اسی حدیث کے بموجب آپکے پہلے جواب کا دوسرا جواب یہہ دیا جاتا ہے کہ گو تعزیہ پیغمبر کے وقت مین نہین تہا مگر امام کیوقت سے بنتا آتا ہے اب آپ بہی تعزیہ بنائیے حکم امام یعنے بادشاہ اسلام سے عدول اور اوسکو عہدہ امامت سے معزول نفرمائیے ورنہ بہت پچہتائیگا یعنے گو صاحبزادے صدیق ہون مگر آپ زندیق ہو جائیگا۔

قال اور بادشاہون کے ہاتہہ اور وقت سے سینکڑون برے کام ہوتی آئی ہین اونکے وقت کے ہونے سے یا اونکے کرنے سے وے کام اچہے نہین ہوگئے۔

اقول بادشاہون کے کام اچہے ہون یا برے وہ حسب ارشاد علمائے کرام لا ینعزل الامام بالفسق ای الخروج عن طاعۃ اللہ والجور ای الظلم علی عباد اللہ کسی طرح معزول ہی نہین ہو سکتی اور جب فسق و جور سے معزول نہین ہوتی تو ایک امر مباح یعنے تعزیہ بنانے سے جو اچہا کام ہے کیونکر معزول ہونگے پس اگر آپ ایسے بادشاہ کیوقت مین ہوتے جو تعزیہ بنانے کا حکم دیتا سچ کہئیے آپ بناتے یا نہ بناتے اگر بناتے تو اب بہی بنائیے اور اگر بدعت کہکر نہ بناتے تو حسب ارشاد من دعاہ السلطان فلم یجبہ فھو مبتدع آپ نافرمانی اور عدم اجابت دعوت سلطان سے خود بدعتی ہو جاتے غرض یہہ جاہل بڑے ہوشیار

ہین خدا جانے کب کا بخار آپسے نکالا بادشاہون کا ذکر کر کے کس جہگڑے اور عذاب
مین آپکو ڈالا۔

قال اور بادشاہ کیا مال پیغمبر کے وقت سے بت پرستی چلی آتی ہی اور حرامکاری اور
دغابازی اور چوری سب ہوتی آتی ہے کہدو یہہ سب کام بہی درست ہین۔

اقول سبحان اللہ اصل کلام یہہ تہا کہ بادشاہون کے وقت سے تعزیہ بنتا آتا
آتا ہے اونہون منع نہین کیا بلکہ اوسکو رواج دیا اوسپر کیا خوب آپ فرماتے
ہین کہ بادشاہ کیا مال پیغمبر کیوقت سے بت پرستی وغیرہ سب بری کام ہوتے
چلے آئے ہین کہدو کہ یہہ سب کام بہی درست ہین لاحول ولا قوۃ کیا حضرت پیغمبر
نے ان امور منکرہ سے ممانعت نہین کی یا اپنے وقت مین اپنے امکان بہر انکو
روا رکہا آپنے جسطرح تعزیہ پر تہمت کی کہ تعزیہ کے سبب بڑے بڑے گناہ
ہونے لگے کیا اسیطرح حضرت پیغمبر پر بہی تہمت کیجئے گا کہ نعوذ باللہ آپکے سبب سے
یہہ سب بڑے بڑے گناہ ہونے لگے اور بادشاہ تو ایسے مال ہین جنکی اطاعت
نہ کرنیمین آپ بدعتی اور زندیق ہوسکتے ہین اگر اور زیادہ سرتابی کیجئے گا تو شاید
سزایابی کی نوبت آئے تو اور خرابی ہوجائے۔

قال اور جو یہہ کہو کہ ان کامونکو آگے سے منع کرتے آئے ہین مگر لوگون نے نچہوڑا
تو یہان بہی اسیطرح سے سمجہو کہ تعزیہ کو منع کرتے آئے ہین مگر لوگون نے نچہوڑا۔

اقول اگلی علمای کرام اور سلاطین اسلام نے تو تعزیہ بنانیکو کبہی منع نہین کیا بلکہ خود لوگونکو
رواج دیا اور علمای حال بہی اسکو مستحسن جانتے ہین ہان ایک فرقہ مستحدثہ وہابیہ جسمین
آپ بہی ہین پیچہے سے منع کیا سو ایسی گوزشتر بات کو ہم کب مانتے ہین۔

قال اور تمنے کسطرح سے جانا کہ کسی عالم و فاضل نے منع نہین کیا۔

اقول ہمنے اسطرح سے جانا کہ بڑے بڑے سلاطین اسلام اور علمای عظام کیوقت

سے تعزیہ بنانا شروع ہوا اور کسی نے ممانعت نہین کی حالانکہ عہد عالمگیر مین بہی جو ایک متعصب بادشاہ تہا اور صدہا علما اوسکے وقت مین موجود تہے وہ بہی کوئی مانع اور مزاحم نہوے اور ممانعت کیسی بلکہ اکثر علمای کرام جو طالب رونق اسلام تہے اون برابر جواز تعزیہ سازی کا فتوے دیا کیئے اور اوسکی تعظیم کیا کیئے چنانچہ مولوی عبدالواحد نبیرۂ مولوی عبد العلی صاحب رسالۂ ازالۃ الاوہام مین فرماتے ہین (کہ علمای صالحین این عصر مراسم مذکور را از شعائر اسلام تصور فرمودہ قطعاً فتوی برای ترویج وقیام آن دادہ اند) اور اس سے زیادہ خزانۃ المتقین مین تصریح ہے۔ کہ مفتی را باید کہ بنظر حال وعصر وزمان فتوی دہد پس درین عصر وزمان علمای صالحین فتوی بترویج وقیام تعزیہ امام مظلوم کردادند نہایت بجا ومناسب است وترویج آن موجب ثواب واجر عظیم انتہی۔ ما نقلنا من کشف الرین۔

قال جہان عالم فاضل ہوتے آئے ہین وہان ضدی جاہل ہی ہوتے آئے ہین تمام جہان سو منہہ کے سمجہانے سے عالم فاضل کے چہوڑ نہین دیتا ہے۔

اقول ضدی جاہل وہی ہین جو باوجود دعوای قابلیت مرض جاہلیت مین گرفتار اور نشۂ جہل مرکب سے ایسے سرشار ہین کہ اگر ہزار عالم ایک طرف ہون اور کہین کہ تعزیہ بنانا موافق قواعد شریعت ہرگز منع نہین تو بہی وہ مرغ کی ایک ہی ٹانگ کہے جائین گے اور اپنے مرغے کی لکڑی ہی چہوڑین گے اور اوسکی ممانعت سے منہہ نہ موڑینگے

قال اور عالم جانتے ہو کسے کہتے ہین حقیقت مین وہ ہے جو قرآن و حدیث سے خوب واقف ہو اور اللہ سے ڈرے اور دنیا کی محبت مین نہ پڑے اور خدا ورسول کے خلاف نہ کرے ایسے کو پڑھا کہتے ہین۔

اقول یہی صفت سب اون علماے کرام اور حامیان ملت اسلام مین تہی جو حضرات جواز تعزیہ کا فتوے دیتے تہے اور تعزیہ شریف کے روبرو باادب استادہ ہو کر

فاتحہ اور درود پڑہتے اور اوسکی تعظیم کرنے سے ثواب بیحساب لیتے تہے۔
قال اور جو عربی و فارسی کی کتابین پڑہکر لگے دنیا کمانے اور نام و عزت کے لئے اور جاہ و حشمت کے واسطے اچہے کہانون اور کپڑونکی خواہش سے موت و عاقبت کو بہول کر کافرون اور فاسقون اور بدعتیون کی خوشامد کرے اور اونکا تابعدار بنے اور دین کے کامون مین انکی خاطر اور دہشت سے سستی ڈالی نہ آپ ہمت باندہیئے اور نہ اونسے ہمت بندہوائیے بلکہ دین کے چورون کی طرحسے دنیا کی طمع سے کونے مین مونہہ چہپاوے اور دیندار مولویون کی شرعی پکی باتون کو جو عوام کو شرک و بدعت سے بچنے کے واسطے کہتے ہین اپنی برائی اور خودپسندی کی راہ سے اوسمین حجتین منطقی نکالکر بیچارے نادانون کو اچہی راہ سے بہکاوے سو ایسے جہوٹے دغاباز مولویون نے بخصوص اس زمانہ مین ظاہر شرع کے لباس سے اپنے تئین آراستہ کرکے ہزارون عوام مسلمانون کو راہ سے بہکاکر شیطانون کو معطل کردیا سچ تو یون ہے کہ باطن مین انکے سوای طلب نام اور جاہ اور حسد اور کینہ اور فسق اور بدنیتی اور فساد کی دینداری اور خداپرستی کی مطلق بو نہین غرض ایسے لوگ حقیقت مین نفس اور شیطان کے اوستاد ہین اور پیارے اللہ و رسول کی درگاہ سے راندے اور پہٹکارے ہے اللہ تعالے اپنے فضل اور کرم سے ایسونکی صحبت بد سے بچاوے اور اونکی دہوکے کی ٹٹی کے پہندے مین نہ پہنساوے غرض نہ خدا سے ڈرے نہ قرآن و حدیث کے موافق کام کرے ایسے عالمون کو خدا نے قرآن مین گدہا فرمایا ہے جسپر کتابین لدتی ہین پڑہا اور رہی گدہا اور رہے البتہ جو ایسا ہوگا وہ اورونکو کیا نصیحت کریگا خود فضیحت دیگرے را چہ نصیحت۔
اقول الہی توبہ اس بحر طویل اور اولٹی پلٹی قال و قیل سے دماغ پریشان ہوگیا

پس اس تقریر پر پریشان کا مختصر جواب یہہ ہے کہ جمہور علماے اسلام کا جس بات پر اتفاق ہو کہ یہہ فقط بعد آن حضرت صلعم حادث ہونے سے بدعت منہی عنہا نہین ہے بدعت محرمہ وہی ہے جسپر قواعد تشریع تحریم منطبق ہون اور جسپر ادلہ وجوب یا ندب یا اباحت منطبق ہون وہ بدعت محرمہ سے خارج اور اوسکا کرنا واجب یا مباح ہے خصوصًا جب وہ خدا اور رسول کے حکم سے منجملہ شعائر اللہ اور شعائر اولیا اللہ ہو اوسکے کرنے اور بنانیمین تو عند الشرع بہت ثواب ہے ہان جو لوگ باوجود ادعاء علم و قابلیت شیطان اور نفس کے بہکانے سے رفع الزام کے واسطے اوسکا نام بدعت رکھکر اوسکے مٹانیکی فکر کرین بیچارے عوام اہل اسلام کو اپنی اس بناوٹ کے کلام سے دہوکا دین اور بہکادین شعائر الہی کے مٹانے مین نہ خدا سے ڈرین نہ قرآن و حدیث کے موافق کام کرین وہ البتہ وہی لادو کہو یا اولاد وگدہے ہین جنپر کتابین لدی ہین پر ایسونکی نصیحت کوئی نہ سُنے کہ خود فضیحت ہین۔

قال پہلا تعزیہ کی بات ایکطرف سینکڑون مرد و عورت مسلمان مدت سے ظاہر بت پوجتے ہین اور چوٹیان رکہتے ہین اور ہندوؤن کے میلے مین پوری کچوری پکوان بیچا کر چڑہاتے ہین اور سینکڑون لوگ اسطرح سے جوہے اور شراب مین گرفتار ہین اور ہزارون خلاف شرع کام کرتے ہین اور کوئی اونسے مزاحم نہین ہوتا اور بہتیرے مولوی جیتے ہین اب یہہ لوگ بہی کہین کہ ہمارے سب کام حلال ہین کہ مولویون کے وقت مین ہم کرتے ہین نعوذ باللہ منہا۔

اقول یہہ بڑی خرابی ہے کہ آپ اصل بحث کو چہوڑ کر آئین بائین شاہین ہانکنے لگتے ہین صاحب اون بیچارون کی اصل بحث یہہ تہی کہ ہمکو تعزیہ بنانے سے کسی مولوی نے منع نہین کیا اوسپر آپنے یہہ بے تکا کلام کیا جاہون مین اپنے

تیئن بدنام کیا بہلا ایسے مسلمانون بدتر از کفار کو بہی بشایستگی ولینت و عظ و نصیحت کیا علماء نے ان حرکات سے نہ منع کیا ہوگا کیا اونکی اس بداطواری اور بدکرداری سے علماء راضی ہتے کبہی نہین یا تو اونکی ان باتون کے چہوڑنے سے قطعًا یاس ہوگئی ہوگی یا بقدر درخود سمجہایا ہوگا گر وہ نمانین تو علماء بیچارے مجبور ہین وہ خدای فوجدار نہین کہ زبردستی بضرب و تادیب اونکو باز رکہتے پہر اگر ایسے لوگ نامسلمان یہہ کہین کہ ہمارے سب کام حلال ہیز کہ مولویون کے وقت مین ہم کرتے رہن تو بالکل سڑی ہین ہان آپکو بظاہر حرارت اسلامی بہت ہے پہر پہلے انہین نامسلمانون کو درست کرتے راہ اسلام پر لگاتے اس کوشش بیجا سے جو تعزیہ کی ممانعت مین کر رہے ہین باز آتے۔

قال اور فلانے میان تمکو تعزیہ سے منع کرتے اور کس کام سے اونہون نے منع کیا تہا دے میان بی بی سے بدتر تہے کچہہ عالم فاضل نہ تہے جیسے تم ویسے وے سوتا کہین سوتے کو جگاتا ہے۔

اقول یہہ آپنے کیونکر جانا کہ وہ عالم فاضل نہ تہے جاہل تہے اور اگر بالفرض جاہل تہے تو ایسے عالمون کی صحبت اوٹہای ہوگی جو خود تعزیہ شریف کو بناتے یا اوسکے سامنے درود سلام تحیۃ و اکرام بجالاتے تہے۔

قال اور جبکہ تم اور تمہارے باپ مرید ہوے کیون نہ تعزیہ بنادین اگر ایسی باتون سے مریدون کو منع کرتے اور خود بہی باز رہتے تو مرید چادر ملیدہ ریوڑی گٹہ کسطرح لاتے اور بڑی حویلی اور دادا کا گنبد کہان سے بنتا جیسے ہم مرید ویسے وے پیر جیسی روح ویسے فرشتے۔

اقول کیون بیچارے فقراپر تہمت اور اونکی غیبت کرتے ہو یہہ بیچارے دنیا سے کنارے ہوکر گوشہ اور توشہ پر قناعت کرکے یاد اللہ کرتے ہین چادر ملیدہ

ریوڑی گشہ اگر کوی اپنی ارادت اور عقیدت سے لایا ہی تو اوسیوقت حاضرین
خصوصًا اطفال کو تقسیم کردیتے ہین اگر بالفرض وہ اس قلیل نذر و نیاز کو ذخیرہ بھی
کرے تو بڑی حویلی اور دادا گنبد کیسا خاص کسی وہابی کی ایک پکی قبر بھی نہ بن سکتی
ہان بمصداق من کان للہ کان اللہ لہ جب یہہ خدا پر توکل کرکے بیٹھے ہین تو خدا
انکو پہونچاتا ہے آپکو ناحق ان اللہ والون پر غصہ آتا ہے ؎ خاکساران جہان
را بحقارت منگر * توچہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد - آپکی یہہ متعصبانہ تقریر
پر تزویر کوئی نہ سُنے گا علما فقرا مین جو مستند و کامل ہین اونکا قول و فعل البتہ
حجت ہے جیسے علما مین مولوی انوار الحق و نور الحق و مولوی عبد العلی و عبد
الواحد خان وغیرہم جو تعزیہ شریف کو منجملہ شعائر اسلام اور واجب التعظیم والاحترام
جانتے ہین اور فقرا مسلم الثبوت مین شاہ عبد الرزاق صاحب بانسوی جو خاص
اپنے ہاتھ سے بکمال احتیاط تعزیہ بناتے تھے اور بروز عاشورہ سر برہنہ ہمراہ
تعزیہ روتے جاتے تھے اور شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی کہ جب بروز عاشورہ
کوی تعزیہ اونکے مکان کے قریب آتا تھا اپنے کاندھے پر رکھکر تا مسافت بعیدہ پہونچاتے
تھے اور تمام روز اسی شغل مین رہتے تھے چنانچہ یہہ حالات ان بزرگون کے
بسبب کثرت شہرت اثبات و دلیل کے محتاج نہین لیکن مرض جہالت کا
کوی علاج نہین -

قال اور پیرجی کی کسبیان بھی مرید ہوتی ہین اور اپنا کسب کئیے جاتی ہین
اور خرچی سے پیر کا خرچ بھی نکالتی ہین اب تمہاری طرح کسبیان بھی کہین
کہ ہمارا کسب بھی حلال ہے کہ پیرجی کمای کہاتے ہین اور ہمسے مزاحم نہین ہوتے
غرض ایسے ہی بہروپے پیرون نے تو جہان کو خراب کیا ہے خدا انہین خراب کرے
اور ان ٹھگون سے اپنی پناہ مین رکھے ادھر مال لین اودھر ایمان -

اقول یہہ اون دنیا طلبون اور مکارون کا ذکر کر رہے ہین جو دنیا کمانے کیواسطے ہزار حیلے و بہانے کرتے ہین کہین ملّا سیانے بنتے ہین کہین پیرون کے بہیس مین رنگ لاتے ہین غرض جس رنگ سے زخارف دنیا حاصل ہو اوسی رنگ سے کماتے ہین ایسے ہی بے پیرون کی نسبت پیر معنوی فرماتے ہین س ۱۵ ای بسا ابلیس آدم روی ہست * پس بہر دستی نباید داد دست۔ خدا ایسے بنے پیرون شریرون کو خراب کرے جنہون نے جہان کو خراب اور سچے پیرونکو بدنام کیا۔

قال اور بعضے جاہل یون کہتے ہین کہ اگر تعزیہ بنانا منع ہوتا تو ہمکو امام کچہہ سزا دیتے اسکا جواب یہہ ہے کہ تم بڑے جاہل ہو اتنا نہین جانتے کہ اگر امام کے ہاتہہ سزا ہوتی تو پہلے یزید کو سزا دیتے آپ کیون مصیبت اوٹہاتے سزا خدا کے ہاتہہ ہے اور موقوف ہے قیامت پر دنیا جزا اور سزا کا گہر نہین ہے یہان کر لو وہان بہگتوگے مثل مشہور ہے جیسی یہان کرنی ویسی وہان بہرنی۔

اقول کیا آپکے زعم باطل مین حضرت امام علیہ السلام نے مجبوری سے یہہ مصیبت اوٹہائی ورنہ در حالت اختیار کبہی اسکا تحمل اور یزید اور تابعین یزید کی سزا دہی مین تامل نکرتے یہہ آپکا خیال خام مصداق انّ بعض الظنّ اثم نسبت بحضرت امام ہے اس لیئے کہ جب حضرت جبرئیل محضر شہادت امام خدمت رسول جلیل مین لائے تو حضرت امام نے اس منصب جلیل اور مصیبت عظیم کو بکمال رضا و تسلیم اور بوعدہ ثبات قدم اور صبر اتم قبول کیا اوس محضر کو مزین بدستخط کر دیا اور یہہ صحیح ہے کہ سزا خدا کے ہاتہہ ہے مگر حضرت امام بہی اوس زمرہ کرام سے ہین جنکی مشیت بمفاد کریمہ وما تشاؤن الّا ان یشاء اللہ خدا کی مشیت سے ساتہہ ہے پس اگر امام چاہتے تو یزید اور جملہ تابعین یزید کو اوسی روز سزا ملجاتی کہ تمام مخلوقات فرزند رسول کی نصرت کو حاضر و موجود تہے مگر آپنے قبول نہ کیا مگر بعض

وہا بیان بے تہذیب کی تکذیب کی واسطے بعض مواقع مین اختیار سزا دہی کو
ہی ظاہر کردیا چنانچہ بعض ملاعنہ پیاس کے مطعنہ دینے پر بدعائی حضرت پیاسے
جہنم واصل ہوے اور بعضے جہنمی آتش خندق سے اشتعال دلانے پر نار دنیا سے
جلکر ہاویہ مین داخل ہوے بہرکیف امام نے جب دشمنون کے مظالم پر صبر کیا تو دوستون
تعزیہ بنانیوالون کو کیون سزا دیتے بلکہ روز جزا وہ اسکا پہل پائین گے حضرت
امام اونکو جزای خیر دلوائین گے ۔

قال اور بالفرض بہت کام تم ہی حرام جانتے ہو جیسے چوری حرامکاری شراب
پیتا جوا کہیلنا اور ان کامون کو ہزار لوگ کرتے ہین جنگے پہلے موجود ہین کچہہ سزا
نہین ہوتی کیا امام کو یہہ کام ہی اچہے معلوم ہوتے ہین ۔

اقول امام تو آپکے نزدیک برای نام بلکہ ہر مقام پر مورد الزام ہین لیکن اسکے
تو آپ ہی مقر ہین کہ سزا خدا کے ہاتہہ ہے پہر کیا خدا کو ہی یہہ سب کام اچہے معلوم
ہوتے ہین غنیمت ہے کہ پہلے تو اتنا ہی کہا تہا کہ سزا موقوف ہے قیامت پر اب
یہان وہ ہی بہولے ۔

قال اور بعضے بیوقوف یون مغز خالی کرتے ہین کہ یہہ باتین نئی نکالی ہین ہمنے
اپنے بزرگون سے نہین سُنین کیا جانے کون کتاب کہان سے نکلے ہے
جسمین یہہ کچہہ لکہا ہے ۔

اقول بعضے تہی مغز مطلب قائل پر غور نہین کرتے اولٹا پلٹا جواب دینے پر
مرتے ہین مطلب قائل یہہ ہے کہ قرآن مین ایسی چیزونکو تعبیر بہ شعائر اللہ کیا
اور اونکی تعظیم کا حکم دیا احادیث سے اقسام بدعت حسب تصریح فریقین ظاہر ہوے
جنسے تعزیہ وغیرہ امور مباحہ بدعت محرمہ سے باہر ہوئی پہر علاوہ قرآن و حدیث
اور نئی کتاب کون کہان سے نکلی ہے جسمین یہہ کچہہ لکہا ہے کہ تعزیہ بنانا ناروا ہے

قال اسکا جواب یہہ ہے کہ تم جو تعزیہ بناتے ہو تو پیغمبر اور اماموں کے بعد والون
نے مقرر کیا ہے۔
اقول اسکا جواب یہہ ہے کہ پیغمبر اور اماموں کے بعد بہت سی باتین مسلمانون نے
مقرر کین ازانجملہ تعزیہ بنانا بہی ہے اور ان سب امور مین رجحان شرعی پایا جاتا
ہے علمای اسلام انکو مستحسن جانتے ہین بقاعدہ ماراٰہ المسلمون حسنا
فھو عند اللہ الحسن کو مسلم مانتے ہین۔
قال اور یہہ جو کہتے اور کرتے ہین سو پیغمبر اور امام کیوقت کا کہا اور کیا ہے
اقول جہوٹ ہے حضرت پیغمبر اور اماموں نے امام مظلوم کے غم مین مرثیے پڑہے
روئے رولائے آپنے یہہ کچھہ نہ کیا بلکہ برخلاف اسکے خوشی کا حکم دیا پہر کس موہنہ
سے کہتے ہو کہ ہم جو کہتے اور کرتے ہین سو امام اور پیغمبر کے وقت کا کہا اور کیا ہے
قال ہماری کتاب قرآن و حدیث ہے خدا و رسول کا کہا ہوا ہے۔
اقول قرآن مین تعظیم شعائر اللہ کا حکم ہے تمنے نہ مانا اوسمین ایسے مصائب بیان
کیئے ہین جس سے پہاڑ روئین تمنے خوشی کرنا واجب جانا حدیث مین قرآن و اہلبیت کا
قیامت تک ساتہہ تہا تمنے یہہ شاخ نکالی کہ ان دونون مین جدای ڈالی پہر تمہاری
کتاب قرآن و حدیث کچہہ بہی نہین قرآن و حدیث اون مسلمانون کی کتاب ہے
جو شعائر اللہ کی تعظیم مرثیہ مصیبت و مابکت علیھم السماء والارض کو جو قرآن مین
مذکور ہے تسلیم کرتے ہین حسب ارشاد پیغمبر قرآن و اہلبیت کا ساتہہ قیامت تک اونکے
اور مرثیہ کہنے اور پڑہنے اور رونے رولانے تقلید و پیروی آنحضرت صلعم واجب جانتے ہین
قال اور تمہارا مرثیہ اور کتاب دلگیر و مسکین اور میان فلانے کا کہا ہوا ہے
اقول دلگیر و مسکین وغیرہما شعرای اہلبیت کے مرثیے و کتاب بہی قرآن و حدیث
کے مرثیہ و کتاب سے ماخوذ ہین فرق اصل و نقل و ترجمہ کا ہے اور قرآن سکے

ترجمہ پڑہنے کو تو آپ پہلے ہی حکم دیچکے ہین اسیطرح حدیث کبہی ترجمہ کو سمجھ لیجئے
قال اب سچ کہو پُرانی بات اور کتاب کسکی ہے اور نئی کسکی اور دگیر اور
سکین کسکی طرف اور خدا ورسول کسکی طرف۔
اقول ہم سچ کہتے ہین کہ پُرانی بات اور کتاب اونہین مسلمانون کی ہے جو قرآن حدیث پر
عمل کرتے ہین محدثات امور کو قواعد شرع پر منطبق کرکے اوسکے اقسام نکالتے
ہین اور نئی کتاب وہابیون کی ہے جو احکام اسلام اور طریقہ مستمرہ اہل اسلام مین
نئی نئی باتین نکالکر جہگڑے ڈالتے ہین اور خدا ورسول دگیر وسکین ایسے مسلمانون
کیطرف اور عبدالوہاب مردود اور مسعود نامسعود وہابیون کی طرف ہین۔
قال اور بعضے جو آپکو قابل سمجھتی ہین وہ یون قابلیت جہاڑتے ہین کہ قرآن اور
حدیث تو ہمیشہ سے ہے اور بہت لوگ پڑہے ہوئے ہین لیکن یہہ معنی آیت اور حدیث
کے کبہی نہین سنے تہے اسکا جواب یہہ ہے کہ قرآن وحدیث کے لفظ کے معنی تم
پرستش ہی ہوا نہین اگر پڑہے ہو تو ہمارا ہاتہہ پکڑکر کہو کہ اس لفظ کے معنے یہہ نہین ہین
جو تم کہتے ہو اسطرح نہین اور جو تم طوطے کیطرح سوائے لفظ کے نہین جانتے تو پہر
ناحق ٹین ٹین کیون کرتے ہو کسی عالم معتبر سے پوچھا تہا کہ اوسنے اس لفظ کے معنے
کچہہ اور ہی کہے۔
اقول قرآن مین صفا ومروہ اور شتران قربانی کو شعائر اللہ اور من یعظم شعائر
اللہ سے اونکی تعظیم کا حکم فرمایا ہے اور کلشئ مطلق ای مباح حدیث مین آیا
ہے اب اگر آپکی طرح کوئی کہے کہ صفا ومروہ تو پتہر اور شتران قربانی ذی روح
جانور ہین اسیطرح تعزیہ ابرک بانس کاغذ وغیرہ کا بنتاہے مسجد چونے اینٹ
لکڑی سے بنائی جاتی ہے کعبہ اینٹ پتہر سے تعمیر کیا گیا ہے حجر اسود تو خاص
پتہر ہی ہے ان سبکی تعظیم مت کرو تعزیہ نہ بناؤ اوسکے بنانیکو بدعت سمجھو اسکا

جواب یہہ ہے کہ قرآن و حدیث کے الفاظ کے معانی تم پڑہے ہو یا نہین اگر پڑہے ہو تو ہمارا ہاتہہ پکڑکر کہو کہ صفا و مروہ اور بدن اور من یعظم شعائر اللہ کے معانی ان آیات قرآنی مین اور مطلق مبنح کے معانی حدیث مین یہہ نہین ہین جو تم کہتے ہو اور اوسسے تعزیہ بنانے اور اوسکی تعظیم کرنے کا جواز نکالتے ہو بلکہ اسطرح ہین اور جو تم طوطے کیطرح سوائے لفظ کے نہین جانتے یا جان بوجہکر نہین مانتے ہو تو پہر ناحق ٹین ٹین کیون کرتے ہو سو آدمیت اور شے ہے علم ہے کچہہ اور شے لاکہہ طوطے کو پڑہایا پر وہ حیوان ہی رہا۔

قال اور بعضے کمبخت جاہل جب سب طرف سے ہار مانتے ہین تو یون کہتے ہین کہ یہہ ہم کچہہ نہین جانتے ہمارے بزرگون سے یہہ بات چلی آتی ہے ہم اپنے باپ دادا کی لیک پر چلین گے اسکا جواب یہہ ہے کہ پیغمبر کے وقت کے کافر بہی حضرت کے مقابلہ مین یہی کہتے تہے جو جیسے تم کہتے ہو بہلا ہم تمسے پوچہتے ہین کہ اگر تمہارا باپ دادا اندہا ہو یا ایکبار رستہ چلنے مین کنوین مین جا رہا ہو یہہ سنکر تم بہی اپنی انکہین پہوڑ لوگے اور کنوین مین جاکر گر پڑوگے کہ یہہ ہمارے باپ دادا کی صورت اور سیرت ہے آخر یہہ چال باپ دادا کی ہرگز نہ چل سکوگے بڑا تعجب ہے کہ دنیا کے نقصان مین باپ دادا کے شریک نہین اور دین مین اونکی لیک پہ چلا چاہتے ہو ذرا تو شرماؤ کیسے کٹٹر ہو کلمہ کہو نبی کا اور لیک پر چلو اپنے باپ دادا کی۔

اقول اگر باپ دادا طریقہ اسلام پر ہون تو اونکے طریقہ پر چلنے کو کسنے منع لکہا ہے قرآن مین ماوجدنا علیہ ابائنا خدانے کافرون کی نسبت فرمایا ہے یا مسلمانون کے نسبت بہی یہی حکم آتا ہے کہ اپنے باپ دادا کے طریقہ اسلام پر نہ چلین شاید اسی وجہ سے آپنے باپ دادا کا طریقہ چہوڑا اونکی تقلید او پر یکا

پشتہ تو ہو ثانی یزید عبدالوہاب یزید کے مرید ہو گئے ذرا تو شرماؤ کیسے کشر ہو کلمہ پڑہو
جناب رسالتماب کا اور طریقہ اختیار کرو عبدالوہاب کا۔

قال بعضے جو جاہلون مین ملا مخدوم بنے ہین وہ یون مسئلہ جہاڑتے ہین کہ جناب امام نے امت کے واسطے سر دیا اسواسطے یہہ امت انکا تعزیہ بناتے ہین اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ تمہارا زٹل قافیہ جسکا کہین ٹہور نہ ٹہکانا اسکے کیا معنی کہ امت کے لیئے سر دیا جو کوئی کسیکے لیے سر دیتا ہے تو چاہیئے کچھہ دنیا مین اوسکا بچاؤ ہو یا عقبے مین بہلا ہم تمسے پوچھتے ہین کیا اوسوقت یزید پلید تمام امت کا سر کاٹے ڈالتا تہا کہ امام نے اونکے سر کے عوض اپنا سر دینا قبول کیا اور عاقبت مین بہی امام کے سر دینے سے ہمارے گناہ کی سند معافی کی نہین ملی کہین قرآن و حدیث مین ہے کہ قیامت کو تمہارے گناہ امام کے سر کے عوض بخشے جاوین گے جہان خدا ورسول نے اسکا ذکر کیا ہے یہی کہا ہے کہ جو کوئی ایمان لاوے اور بہلے کام کرے اوسکو خدا بخشے گا بہلا اتنا سمجھو کہ دنیا اور دین مین کوئی ادنی کسی دوسرے کے گناہ مین مارا دہاڑا نہین جاتا اللہ ہمارے عوض امام کو کیون مارتا الہی ہماری ہزار ہزار توبہ گناہ ہم کرین اور امام مارے جاوین۔

اقول یہہ بیچارے جاہلون کا زٹل قافیہ نہین ہے بڑے بڑے محققین علمائے امت سے سُنا سُنایا ہے حضرت امام کا خدا کی راہ مین سر دینا تو ظاہر ہے لیکن فدیہ رسول اور ذریعہ شفاعت امت رسول مقبول ہونا ہی آیا ہے چنانچہ سر الشہادتین مین شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم مین جملہ کمالات خدا نے جمع کیئے تہے فقط کمال شہادت بدین مصلحت باقی تہا کہ آپکی شہادت بالاعلان سے کسر شوکت اسلام و اختلال دین مبین ہو جاتا پس حکمت الہی اسکی مقتضی ہوئی کہ آپکے عزیز ترین اولاد کی شہادت سے کمال

شہادت بھی آپکی دیگر کمالات سے ملحق ہو جائے فاستغنات الحسنین علیہما السلام مناب جدھما صلعم پس عنایت الٰہی نے حصول کمال شہادت کے واسطے حضرات حسنین علیہما السلام کو قائم مقام اونکے جد بزرگوار آن حضرت صلعم کا کردیا انتہی اسکا حاصل یہی ہے کہ حضرات حسنین آن حضرت صلعم کے عوض فائز بدرجہ شہادت ہوی اور مولوی حسن رضاخان بریلوی کی کتاب شہادت نامہ مین یہہ عبارت ملاحظہ ہو شہادت مین اوس جناب کی چند نکات واقع ہین اول نکتہ یہہ ہے کہ جب حقتعالی جل جلالہ نے ابراہیم کو واسطے ذبح کرنے حضرت اسمٰعیل کے حکم فرمایا فرشتون نے عرض کی کہ خداوندا نور فیض گنشور جناب سرور عالم فخر موجودات رحمت عالمیان وصفوت آدمیان وتتمہ دور زمان احمد مجتبے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیشانی نورانی اسماعیل مین ہے پس اگر وہ ذبح ہوگا ظہور ونشور حضرت خاتم النبیین شفیع المذنبین کا کیونکر ہوگا ارشاد ہوا کہ اگر کوئی اور بدلے اسماعیل کے قربانی ہماری قبول کری تو یہہ امر موقوف رہی کسی نے پانون جرات کا میدان شجاعت مین نہ رکہا مگر روح پرفتوح امام حسین نے اس امر کو قبول کیا کہ عوض حضرت اسمٰعیل کے دشت کربلا مین ہوکے پیاسے خنجر ستم اور تیغ ظلم سے شہید ہوی چنانچہ وفدیناہ بذبح عظیم سے بقول صاحب کشاف اور مصنف مدارج النبوۃ کے اشارہ شہادت حسین علیہ السلام سے ہے انتہی اس تقریر علمای تحریر سے بہی عوض آن حضرت ثابت ہے گو حضرت اسماعیل بسبب حامل نور آن حضرت ہونے کے واسطہ ہوگئے اور مسئلہ شفاعت لائق شناعت ہے کتاب کنز الغرائب مین امام طبری کے سیر کبیر سے یہہ روایت ہے۔ کہ جبرئیل گفت ای سید این دو میوہ باغ ترا شربت شہادت چشانیدہ یکے را بزہر و دیگرے را بہ تیغ بیدریغ خواہند کشت واین مصیبت ترا سبب زیادتی شفاعت

امت است انتہی پس ہمتو بشفاعت پیغمبر و آل پیغمبر انشاءاللہ نجات پاینگے
اگر آپ بسبب شامت اعمال شفاعت آل سے محروم رہیے تو اوس روز شرمائینگے ذلک فضل اللہ یوتیہ من تشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

قال ای نادانون حضرت امام علیہ السلام نے اپنا سر اللہ کیواسطے دیا ہے کہ اللہ اون سے راضی ہو اور اونکو شہادت کے درجے ملین یزید جو مخالف شرع اور بدعتی تہا اسواسطی اوسکی تابعداری قبول نکی کہ دین کا نقصان ہو جان جای لیکن ایمان نجای۔

اقول بے شک حضرت امام علیہ السلام نے حفظ نور نبوت کی غرض سے اپنا سر اللہ کی راہ دین دیا اور اللہ اونسے راضی ہوا اگر یزید پلید کی تابعداری نکرنے اور اوس بدعتی کی بدعتین دور کرنے سے آپ حضرت امام سے راضی نہوی بلکہ اونکے دوستون کے دشمن ہوگئے اونکو بدعتی قرار دیا شعائر امام کے مٹانے پہ مستعد ہوی یزید پلید کا بدلا امام شہید سے لیا اوسپر یہ دعوی کہ حضرت امام ہماری باپ ہین کیا لائق اولاد ایسی ہی ہوتی ہی جیسے آپ ہین۔

قال سبحان اللہ اوس جناب پاک کی کیا تعریف کیجئے پاک بندی مقبول اللہ کے ایسے ہوتی ہین انہین کامون سے امام تہی کہ اللہ کے جان و مال سے غلام تہے۔

اقول الفضل ما شہدت بہ الاعداء۔

قال تعزیہ بنانے اور سر دینے سے کیا نسبت امت کو چاہیئے کہ اپنی امام کی پیروی کرین

اقول نسبتین پوچہنا ہمارا کام نہین اتنا جانتے ہین کہ ہماری امام نے راہ خدا مین سر دیا ہماری پیغمبر نے عالم مثال مین اونپر گریہ و ماتم کیا ہمنے اپنے پیغمبر کی پیروی کی روسے رولانے افراط گریہ و بکا کے واسطے تعزیہ ضریح تابوت علم بنائی علمای اسلام نے اونکی تعظیم کے شعائر اسلام سے جانا آپنے وہابیت جتائی اوسکی برائی بتائی

علمای اسلام کا کہنا نہ مانا پہر کر رہنے تنبیہ کی جب ہار ہاتی تب لگی نسبتین بہیلانے۔

قال محبت اسکا نام ہے کہ اپنے امام کے موافق ہو جیے۔

اقول حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا ہے انا قتیل العبرۃ لا یذکرنی مومن الا بکی ہم موافق ارشاد امام آپکی مصیبت پر روتے رولاتے زیادتی سامان عزا کے واسطے تعزیہ وغیرہ بناتے ہین اب تو اپنے امام کے موافق ہونے سے آپکے نزدیک بہی شاید ہماری محبت مین کچہہ شبہہ باقی نہ رہے۔

قال دیکہو نماز کی امام کے اگر نماز مین کوئی پیچہے موافقت نہ کرے تو اپنی نماز ہی کہودی اور اوسکو امام سے مخالفت ہوی بہلا جب نماز مین امام کی موافقت فرض ہے تو ایمان کی امام کے اوپر سے اولے تر ہے۔

اقول تمہین دیکہو جب امام نماز کی مخالفت کا یہہ حکم ہے کہ نماز جاتی ہے تو ایمان کی امام کے مخالفت سے ایمان جاتا ہے پہر تم ایمان کی امام کی کیون مخالفت کرتے جاتے ہو اور شعائر امام کو مٹاتے ہو حضرت امام کا نام بیہودہ طور پر لیکر شور وغل مچاتے ہو پس تمنے اگرچہ نماز کو نہین کہویا مگر ایمان سے تو ہاتہہ دہویا جسکے ساتہہ نماز بہی تشریف لگئی۔

قال اب ذرا تو آنکہین کہولو ہوشمین آؤ کہ پیچہے ایسے امام کے کیا کر رہے ہو

اقول یہہ کلمہ سمجہنہ شاید آپنے اپنے امام جماعت کے حقمین فرمایا ہے اور انکے ماموین کی مخالفت پر یہہ بے تہذیب فقرہ سنایا ہے بہرکیف یہہ روزمرہ بازاریون کا ہے شرفا اور علما کی یہہ بول چال اور طرز مقال ہرگز نہین سچ ہے جب اوباش وارزال کی کثرت صحبت سے خلاف تہذیب باتون کی عادت ہوجاتی ہے وہ بالآخر یہی خرابی لاتی ہے۔

قال اور بعضے جاہل جو آپکو دلیل مین بڑا پکا بوجہتے ہین وہ یون طوطے

زیر زنگ ٹانکتے ہیں کہ دیکھو صاحب تعزیہ کی بڑی مقبولیت ہے محرم کے دو روز باقی تھے کہ ایک رات مین اپنے چچا کی اٹاری پر بیٹھا ہوا تھا کیا دیکھتا ہون کہ امام کے چبوترے پر بہت سی مشعلین روشن ہین اور کچھ ادسین شہابہ سا معلوم ہوا بعد تھوڑی دیر کے غائب ہوگیا آپ ہی امام صاحب تھے ان دنون آپکا گذر ضرور ہوتا ہے بڑی قسمت ہماری جو ہمکو دکھائی دیگئے اسکا جواب یہہ ہے کہ پہلے تو تم بڑے سچے ہو دوسرے تمنے کیونکر جاناکہ وہ امام صاحب کی روشنی تھی سینکڑون جن اور شیطان آدمی کے بہکانے کو مارے پھرتے ہین جو کوئی قرآن و حدیث اور امام کے زندگی کے وقت کی بات چھوڑکر خواب و خیال پر دین اپنا مضبوط کرے اوسکو جن اور شیطان ایسے ایسے طلسمات دکھاکر خراب کرتے ہیں تمنے اپنے چچا کی اٹاری پر یہہ تماشا دیکھا اور عجب تماشا ہے کہ ہمکو مسجد کی اٹاری پر سے ایک چراغ بھی کبھی دکھائی ندیا کیون ہنو شیطان اور جن خوب جانتے ہین کہ یہہ لوگ ایسے تماشے دیکھکر ہرگز نہ ٹلین گے بے قرآن و حدیث کے خلاف نہین مانتے ہین ہم ہزارون مشعلین دکھائین تو کیا بلکہ اور لاحول پڑہین گے مگر بیوقوف لوگ ہماری آس پر ہیں ایسون کو دکھانا ضرور ہے۔

اقول جیسے وہ جاہل ویسے آپ محمد فاضل مگر پھر وہ آپ سے غنیمت ہیں کہ جو واقعہ آنکھون سے دیکھا تہا وہ سچ سچ کہہ سنایا مگر آپنے جواب مین وہ طوفان اوٹھایا جسکا جواب وہ ہمسے سیکھکر ایسا دینگے کہ اولٹا وہ اسی پر آئیگا اونکا کچھہ بجائیگا اب ذرا متوجہ ہوکر اپنے شبہات واہیہ کا تعلیمی جواب اونسے سنیئے اور شرمائیے اور جو وہ لقمہ دیتے ہین یعنے آپ ہی کی قئے آپکو کھلاتے ہین طوعاً وکرہاً کھائیے وہ کہتے ہیں آپکے جواب کا جواب یہہ ہے کہ پہلے تو تم بڑی

سچے ہو یا جاہلون پر شیر اور عالمون سے مقابلہ کر نہیں کچہے ہو خیر ہم عالمونکی
مدد سے تمکو ایسا جواب دین گے کہ تم بہی یاد کروگے دوسری یہہ کہ اسطرح جاننا
کہ وہ امام صاحب کی روشنی تہی کہ حضرت امام نور خدای لم یزلی اور شمع
دودمان زہرا و علی ہین اونکی نور کرامت ظہور کو دنیا کی کسی روشنی سے نسبت نہین
ہیہ اوس نور خدا کا ایک ادنی فیض عام ہے کہ جس آنکہہ نے اوسکا ایک جلوہ بہی
دیکہہ لیا وہ بعلم الیقین جان لیتے ہین کہ یہہ نور نبی یا امام ہے جن اور شیطان
اگر اس دہوکے مین آئین تو فوراً جل جائین آپکو کچہہ اپنے پیشواؤن کے بہی شیطانی
خواب یاد ہین جو سراسر صورت شرک و الحاد ہین ذرا آنکہین کہول کر اپنے پیر بہائی
اسماعیل کی کتاب سقیم صراط مستقیم دیکہیے جسمین آپکے پیر مقتول کی بہت سی
کرامات اور منامات مندرج ہین از انجملہ آن حضرت صلعم نے عالم خواب مین اونکو تین
خرمے کہلائے پہر دوسرے خواب مین حضرت علی نے غسل دیا حضرت بی بی نے
کپڑے پنہلائے پہر تیسرے نمبر پر عنایت رحمانی اور تربیت یزدانی بلا واسطہ اونکی
متکفل حال ہوئی اور خود خدا سے مصافحہ کی نوبت آئی اور عجب قیل و قال ہوئی
یعنے خدا نے لاحول ولا قوۃ اونکا ہاتہہ پکڑ کر ایک شی بس رفیع اور بدیع کو اونکے
آگے کیا اور فرمایا کہ ہم ایسی اور چیزین بہی دین گے جیسا یہہ تجکو دیا اب سچ
کہو یہان بہی اسیطرح کہوگے یا نہین کہ جن اور شیطان آدمی کے بہکانے کو
مارے پہرتے ہین جو کوی قرآن و حدیث اور پیغمبر و امام کے زندگی کے وقت کی
بات چہوڑ کر خواب و خیال پر اپنا دین مضبوط کرے اوسکو جن اور شیطان ایسے
ایسے طلسمات دکہا کر خراب کرتے ہین جیسے آپکے پیر مقتول کو خراب کیا اور شیطان
کے بہکانے سے معاذ اللہ پیغمبر اور اہلبیت پیغمبر کو اپنا خدمت کرنیوالا اقرار دیا
بلکہ اس پر اور فضیلت بڑہای کہ خدای جلیل سے بالمشافہہ قال و قیل کی نوبت آئی

پناہ بخدا خدای تعالے تو جسم وجسمانیت سے منزہ ہے پہر تمہارے پیر اور تمنے کیونکر جانا کہ وہ اللہ صاحب کا ہاتہہ تہا سچ ہے جو خدا کی جسمیت ثابت کرنے مین شیطان کی تابعداری کرتا ہے اوسکو جن اور شیطان ایسے ہی پانون ہاتہہ بلکہ ایک چیز داہیات دکہا کر خراب کرتے ہین تمہارے پیر نے تو چہجا کی اٹاری سے خدا کا سارا ہاتہہ دیکہا اور تمکو مسجد کی اٹاری سے کہ شاید خدا سے ملاقات کرنے گئے ہو گے ایک چہنگلیا ہی نہ دیکہای دی واقعی خدا کے گہر مین شیطان ایسے ہاتہہ پانون کب نکال سکتا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ جو لوگ خدای پاک کو جسم وجسمانیت سے مبرا اور منزہ جانتے ہین وہ ایسے ہتکنڈے تماشے دیکہکر ہرگز نہ ہلین گے وہ قرآن وحدیث کے خلاف نہین ماننے ہین ہم ایک نہین ہزارون ہاتہہ دکہائین بلکہ پورے جسم کے پتلے بنجائین تو کیا وہ کبہی دم پر نہ چڑہین گے اور ان طلسمات سے زیادہ لاحول پڑہین گے مگر جو نسناس فقط ہماری آس پر ہین اور اونکے فہم وعقل مین فساد وفتور ہے اونکو ایسے طلسمات اور پانون ہاتہہ مع دیگر آلات دکہانا ضرور ہے۔

قال اور ایک روز ایک جاہل یون نقل کرنے لگا کہ دیکہو صاحب کل فلانے ڈہاڑی نے عجب خواب دیکہا کہ ایک شخص بزرگ آئے اور اوسکے ایک طمانچہ مارا اور کہا کیون مردود تونے دو سال سے تعزیہ نہین بنایا وہ بیچارہ ڈر گیا بولا کہ مجہسے حضرت بہول چوک ہوی ابکی دو سال کا تعزیہ نکالون گا اسکا جواب یہہ ہے کہ ڈہاڑی کا خواب بیتال دسرکا ہے قربان جائیے تمہارے بوجہکے جو بچیالات دن شراب پیے کسبیون کو نچائے سو حضرت امام کو دیکہے۔

اقول حکیم بو علیخان مرحوم اپنے رسالہ مین اسکے جواب مین فرماتے ہین۔ کہ این خواب فتح محمد فرخ آبادی بعد توبہ از معاصی جلوہ ظہور پذیرفتہ پس تشنیع بافعال

سابق محض بیجا است انتہی اور ہم کہتے ہین کہ بیچاری ڈہاڑی پر تہمت نکیجیے اوسنے
تو حضرت امام کا نام بہی نہین لیا آپنے اپنی تجویز سے امام کا نام لیکر اوسکو الزام
دیا ظاہرا وہ کوئی ایسے بزرگ تہے جنکو امام کی محبت سے یہہ خیال آیا کہ اپنے سب
برے کامونسے توبہ کی مگر امام کی محبت سے کیون موںہہ موڑا تعزیہ بنانا کیون چہوڑا

قال سو چو تو ایسا ڈہاڑی بہڑوا کسی بہڑوے شیطان کو خواب مین دیکہیگا
یا حضرت امام کو۔

اقول انما الاعمال بالنیات۔ خدا کی رحمت وسیع ہے جب اوسکو خدا نے
بری اعمالون سے توبہ کرنے کی توفیق دی اور اوسنے توبہ کرکے اپنی نیت خالص
کی تو حضرت امام کا خواب مین دیکہنا کوئی تعجب کی بات نہین باینہمہ یہہ اوسنے کب
کہا کہ مین نے امام کو خواب مین دیکہا یہہ آپکا حاشیہ ہے۔

قال اور عجب ہے کہ امام نے اسپر کبہی آکر طمانچہ نہ مارا کہ شراب نہ پی اور کسبیونکی
نوکری نہ کر اور نماز روزہ کیون نہین ادا کرتا۔

اقول جو شخص سب منہیات سے توبہ کر چکا ہو بعید ہے کہ وہ روزہ نماز نہ ادا
کرتا ہو پہر آپ اپنے فرضی امام کے نہ مارنے پر ناحق تعجب کرتے ہین اور اگر
درحقیقت بموجب آپکی کشف الالہام کے وہ امام ہی تہے تو پہر اسکا عجب سے بڑہکر
عجب یہہ ہے کہ حضرت پیغمبر نے ابن عامر کو باوجود شراب پینے اور توبہ نکرنے
کے طمانچہ نہ مارا کہ شراب نہ پی بلکہ اور لوگون کے جہڑکنے پر اوسکی رعایت
و حمایت کی کہ وہ خدا اور رسول کو دوست رکہتا ہے اسکو کچہہ نکہو۔

قال اور مارا تو ابرک بانس کے لیے۔

اقول مارنے اور تنبیہہ کرنے کا یہی موقع تہا کہ بعضے ناخلف اولاد حسن حسین
کہلا کر ابرک بانس کی لم لگا کر تعزیہ کے نہ بنانے اور شعائر امام کے مٹانے مین بغیر

براہین و دلائل محض تعصب و نفسانیت سے سعی لاطائل کر رہے ہین کیا تو بہی ایسون کے بہکانے مین آیا جو تعزیہ نہ بنایا۔

قال اور ایسے ایک خواب پر اعتماد کر لیتے ہو۔

اقول آپنے تو اپنے پیر کے تین خواہہائے پریشان پر جو مصداق ظلمات بعضہا فوق بعض تہے بلا حجت و فساد اعتماد کر لیا اگر او س بیچارے نے ایک خواب پر اعتماد کر لیا تو کیا برا کیا۔

قال اور ہماری سینکڑون دلیلون عقلی نقلی پر ایسے کاموئیں شبہہ بہی نہین لاتے۔

اقول سینکڑون نہین بلکہ ہزارون دلیلین عقلی و نقلی بشہادت قرآن و حدیث و اجماع علما و فقہا اباحت تعزیہ داری و تعزیہ سازی مین بیان کی گئین مگر ابہی تک آپ ہاتہین بنائے جاتے اور مغالطات وہمیہ اور طریات خطابیہ و شعریہ کو دلائل عقلیہ و نقلیہ ٹہرائے جاتے ہین کیون نہو گو کہ ایمان جاتا رہا مگر مردون نے جو کہا سو کہا ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔

قال اور خواب کی کیا حقیقت پوچہتے ہو جو کوئی دنکو حس و وہم و خیال مین رہتا ہے اور جسکو واہی تباہی جہوٹ بولنے کی عادت ہوتی ہے اوسکو خواب بہی ویسا ہی معلوم ہوتا ہے جہوٹے کو خواب بہی جہوٹ دکہائی دیتے ہین ہر جیسے کو تیسا۔

اقول پوچہتا کون ہے تم آپ ہی کہتے ہو اور کہا ہی تو کیا کہا جس سے بڑے بڑے خواب خیالون کا اعتبار جاتا رہا کیا آپکے پیر مقتول دنکو حسب معمول اسی وہم و خیال مین رہتے تہے کہ حضرت پیغمبر اونکو خرمے کہلاوین حضرت علی نہلاوین حضرت بی بی کپڑے پہناوین پہر خدا اونسے ہاتہہ ملاوے ایک نادر عمدہ چیز دکہاوے کیا اونکو ہمیشہ واہی تباہی جہوٹ بولنے کی عادت تہی کہ خواب

مین بہی ویساہی معلوم ہوا جو شیکو خواب بہی جہوٹا دکہائی دیا یہہ آپنے اپنے پیر کی تعریف مین سچ کہاکہ ہر جیسے کو تیسا شاسین کو مڑی کی خمچ کرانی پڑہی نہ بیاہ۔

قال حدیث مین آیا ہے جو بات مین سچا زیادہ وہ خواب مین بہی سچا زیادہ جب حضرت پیغمبر کو جنکی صورت شیطان نہین بن سکتا ہے انکے حدیث خواب یہہ حکم ہے کہ شرع اور حدیث زندگی کے مخالف ہو تو اوسپہ عمل نہین درست پہر اور کا خواب کس گنتی میں ہے یہہ دین مسلمانی خواب و خیال سے مقرر نہین ہوا خلقت ایسی گمراہ ہوئی کہ ہمنے حضرت ملا فلانا اور فلانے پیر و شہید خواب مین دیکہا وے ہمسے یون کہہ گئے خدا ایسی جہالت سے پناہ میں رکہے

اقول پہر آپکے پیر کا خواب ہی نہ تین مین نہ تیرہ مین کسی گنتی مین نہ رہا وہ ساری منامات و کرامات گاؤ خورد ہو گئے آپنے سچ کہاکہ یہہ دین مسلمانی خواب و خیال مقرر نہین ہوا ایک عجیب الخلقت ایسا گمراہ ہوا کہ مین نے حضرت پیغمبر اور حضرت علی اور حضرت بی بی اور سب سے بڑہکر خدا کو خواب مین دیکہا کہ وہ ہمسے یہہ کر گئے اور کہہ گئے خدا اس جہالت سے پناہ میں رکہے

قال اور بعضے بیوقوف جسکو سنتے ہین کہ بدعت سے منع کرتا ہی کہتے ہیں کہ یہہ شخص وہابی ہے ایسی باتین وہابی کرتے ہین اسکا جواب یہہ ہے کہ جس بات سے ہم منع کرتے ہین اوسکی برائی قرآن و حدیث سے بیان کرتے ہین کہین وہابیون کا نام نہین لیتے ہین نہ انکی بات کی سند پکڑتے ہین باوجود اسکے تمہارا وہابی کہنا ہمکو بیجا ہے اور اگر وہابی اسیکا نام ہے کہ جو شرک اور بدعت کو دور کرے اور موافق قرآن و حدیث کے عمل مین لاوے تو ہم وہابی سہی بقول امام شافعی کے اگر رفض فقط حب آل محمد کا نام ہے تو ہم رافضی ہین۔

اقول یہہ تو وہی مثل ہوئی کہ چور کی داڑہی مین تنکا آپ لاکہہ چہپایئے اور باتین بنایئے مگر نبی خانہ اور تعزیہ خانہ بلکہ روضہ آن حضرت علیہ السلام اور تعزیہ امام کی اہانت کرتے اور میلاد شریف سید کونین و مجلس عزای امام حسین علیہ السلام کو بدعت ٹہراتے اور آن حضرت کے شعائر مٹانے سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کہلے کہلے وہابی اور اسی فرقہ ہرباہی سے ہین یہہ فقط آپکا مکر و دغل ہے کہ ہمارا قرآن و حدیث پر عمل ہے خدا امام شافعی کو جزای خیر دے کہ وہ حب آل محمد مین رافضی ہونے کو تیار ہو گئے مگر آپکو آل محمد سے وہ عداوت ہے کہ جیسے رافضیون سے آن حضرات کی محبت پر خفا تہے ویسے خود انسے بیزار ہو گئے کہ وہابی ہونا قبول کیا مگر محبت آل محمد کے مارے رفض سے عدول نکول کیا۔

قال اور جو بڑی بیل ہین وسے یون بولتے ہین کہ مسلمانی اب دو کامون مین آرہی ہے ایکتو گائے کا گوشت کہانا دوسرے تعزیہ بنانا اسکا جواب یہہ ہے کہ گائی کا گوشت کہانا نہ فرض ہے نہ واجب نہ کچہہ ثواب نہ عذاب جسطرح اور گوشت حلال ہین ایک یہہ بہی ہے بالفرض اگر ہنود گائی کا گوشت کہانے لگین اور باتین مسلمانی کی قبول نہ کرین تو بہی ہم اونکو مسلمان نہ کہین گے اور جو فقط گائے کہاتے مین مسلمانی ہوتی تو سبسے بڑے مسلمان چمار اور بہنگی ہوتے کہ سب سے زیادہ کہاتے ہین نہ حلال چہوڑین نہ مردار بقول شخصے کہڑی گائی کہانے والے ہین۔

اقول نہ ہے قابلیت گائے بیل کے قصے اور مسلمانون سے مناظرہ اب مثل عجل جسد لہ خوار۔ اس میدان سے الگ فرمایئے اور گاؤ زوری مین قول سعدی یاد کیجیئے سے اسپ لاغر میان بکار آید ٭ روز میدان نہ گاؤ پرواری بہلا شعائر ایمانی اور تمغہ مسلمانی سے گاؤ کو کیا لگاؤ ہے۔ برات عاشقان

بر شاخ آہو ۔ سنا تہا مگر قنوجی برہمن کے ساتہہ شاخ گاؤ ہے لیکن چونکہ ہم آپکے حال سے واقف ہین اسکی لم سمجہہ گئے واقعی کیونکر آپ گا۔ بلے بیل کی رعایت نہ نباہین کہ مریدین سرکار مین چہیپی ہنیے جولاہے کثر قنوج کے قصائی پیشہ ہین ہیر بلی کو خواب مین چہیچہڑے ہی نظر آیا چاہین ہیر کیف ایسے گوئے سماع وہی لوگ پہسلتے ہین جو اس است مین ہوکر سامری کی لیک چلتے ہین اب فدا سو چیئے شرمائیے نری کہری بچہیا کی بابا نہ بنجائیے۔

قال اور جو اس سبب سے کہتے ہو کہ گائے کہلانے مین ہمکو ہندوؤن سے کمال تفرقہ حاصل ہوتا ہے کہ جسکو وہ معبود ٹہراتے ہین اور تعظیم کرتے ہین ہم اسکو ذبح کرکے کہلاتے ہین گویا ہمارے اونکے دین مین اسی بات سے کمال جدائی نکلی ہے تو شاباش آفرین پہر تعزیہ کو ہبی یہی بوجہکر چہوڑ دو کہ جسطرح گائے کہانے مین ہندوؤن سے مخالفت تمام ہے تعزیہ بنانیمین ہبی اونسے موافقت اور مشابہت مالا کلام ہے یہان بغیرتی کا برقع کیون پہنے ہو اور اونکی موافق اور مشابہہ ہوی جاتے ہو۔

اقول یہہ نہ معلوم ہوا کہ تعزیہ بنانے مین ہندوؤن سے کس بات مین موافقت اور مشابہت ہے کیا وہ ہبی کوئی چیز بلا تشبیہ مثل تعزیہ اپنے کسی اوتار کی مصیبت مین بناتے ہین یا اہل اسلام تعزیہ کو مثل معبودان ہنود اپنا معبود ٹہراتے ہین یہہ دونون امر تو ایسے بدیہی البطلان ہین کہ کوئی مسلمان اسکے بطلان مین شبہہ نہین کرسکتا پہر کونسی مشابہت ہے شاید وہی پرانا ڈہکوسلا ہوگا کہ تعزیہ ابرک بانس کاغذ سے بنتا ہے سو اسکا جواب بکرات و مرات بخوبی ہو چکا ہے اور بدلائل ثابت کر دیا گیا ہے کہ تعزیہ بنانا عمومات شرع سے مستفاد ہوتا ہے اسمین کچہہ قباحت نہین

اور ہنود کے افعال و اعمال میں کوئی شریعت اسلام کا لگاؤ اور اباحت نہیں مگر آپکی آنکھوں میں ہنود ڈھنڈ کا ایسا سما رہا ہے کہ آپکو اسلام بھی اوسی رنگ کا نظر آتا ہے۔

قال ذرا سمجھو یہی سبب ہے کہ ہنود کسی اور کام مسلمانی میں شریک اور موافق نہیں ہوتے ہیں بلکہ دشمنی رکھتے ہیں مگر تعزیہ اور گور پرستی سے راضی ہیں بلکہ شریک ہوکر شربت اور ریوڑی چڑہاتے ہیں اور درگاہوں میں نذر و نیاز لیکر جاتے ہیں اسواسطے کہ اسمیں مشابہت پاتے ہیں سچ ہے ؎ کبوتر با کبوتر باز با باز + کند ہمجنس باہمجنس پرواز۔

اقول واہ ری اولٹی سمجہ آپکی حضرت اسکا سبب معاذ اللہ جنسیت اور مشابہت نہیں بلکہ رعب شوکت و جلالت شعائر حضرت امام اور اہلبیت اولیای کرام سے نذر و نیاز چڑہاتے اور اس کار خیر کے فیض و برکت سے بالآخر اکثر پابند اسلام ہو جاتے ہیں افسوس آپنے لکھنؤ کے نامی گرامی ہندو ڈنکو نہیں دیکھا ورنہ بخوبی ظاہر ہو جاتا کہ تعزیہ داری کی برکت سے کتنے ہندوؤں نے شعائر اسلام کو اختیار کیا اور بت پرستی کو مطلقاً چھوڑ دیا مراسم کفر سب موقوف ہوکر اقامت صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ میں بدل معروف ہوئے اب ذرا سمجھو کہ اسی تعزیہ داری کے بدولت ہنود جملہ کام مسلمانوں میں مسلمانوں کے شریک اور موافق ہو جاتے ہیں آپ اولٹی جہالتے ہیں مسلمانونکو مشابہت ہنود کا الزام دیا یہہ نہ سمجھے کہ اپنا ہی اسلام گہاں بیل کیا سچ ہے ؎ کلاغے تگ کبک راگوش کرد + تگ خویشتن ہم فراموش کرد۔

قال اور بڑے شرم کی بات ہے کہ تمنے قرآن و حدیث نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ سب چھوڑکر کاٹ بانس اور گاے میں مسلمانی مقرر کی۔

اقول بڑی شرم کی بات ہے کہ جواب پاہی جاتے ہو پھر باتین بناتے جاتے ہو اس کاٹ بانس کو خدانے یہہ شرف دیاہے کہ اسلاموں کا کیا ذکر اسی کی برکت سے کفار بہی قرآن وحدیث پڑہتے اور صوم وصلوۃ حج و زکوۃ سب ارکان اسلام رفتہ رفتہ ادا کرنے لگے پس جسکے سبب سے اسقدر اشاعت اسلام ہو اوسکو دیندار لوگ کیونکر شعائر ایمانی اور تمغہ مسلمانی نہ مقرر کرین۔

قال ذرا شرماؤ و بڑی بیل کاٹہکے الو نہ بنو۔

اقول ؎ در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند + انچہ آن شیخ ہاگفت بادمیگویم

قال اور تعزیہ کا احوال ہمنے اوپر سے ادہیرن کرد کہایا اور باقی رہا سہا اور دکہائے دیتے ہین۔

اقول یہہ سب مضمون کے ذہن مین منقوش ہوگیا کہ آپکا ادہیرن بالکل کالعہن المنفوش ہوگیا اب جو باقی دکہائیگا انشاء اللہ اسیطرح بچتایگا۔

قال فصل تیسری چند کرا اور ذرا دل سے سنو کہ بنیاد تعزیہ کی اس بات پر ہے کہ موت اور مصیبت مین روئے پیٹے جسطرح ہوسکے۔

اقول بنیاد تعزیہ کی ہر موت اور مصیبت کے واسطے نہین ہے یہہ آپکا کہنا ہے ہان مصیبت امام مین رونے اور پیٹنے کو کہیئے تو صحیح ہے۔

قال اب دیکہو کہ خدا ورسول نے ایسے وقت مین تعزیہ بنانے اور مرثیہ گانیکا حکم دیا ہے یا صبر اور اپنی یاد کرنیکو فرمایا ہے۔

اقول خدا خیر کرے اب آپ ابتدائی فصل سے بگڑے کلام فقط مصیبت امام مین تہا آپنے ہر مصیبت کو عام لیلیا اور اوسپر الزام دیا غیر ہر مصیبت کے واسطے خدا ورسول نے تعزیہ بنانے کا حکم نہین دیا مصیبت امام نے منجملہ شعائر ذکر کیا ہے اور خدا ورسول کی یاد تو شادی وغم مین مین مقدم ہے اور صبر بہی جا لکن

متحمل ہے مگر رونے پیٹنے سے صبر نہین جاتا چنانچہ اسکا ذکر بعد اسکے آتا ہے۔

قال تعالی اللہ تہیا ایہا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ ان اللہ مع الصابرین

اللہ تعالی فرماتا ہے ای مسلمانو قوت پکڑو صبر کرنے سے اور نماز سے بیشک اللہ تعالی

ساتھ ہے صبر کرنیوالون کے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب کچھ مشکل اور مصیبت

پڑے تو اوسمین صبر اور نماز سے قوت پکڑے کیونکہ بغیر مشکل اور مصیبت کے صبر کی

حاجت نہین اور جو کوئی صبر نکرے اللہ اوسکے ساتھ نہین اور صبر کرنا ایمان

کی نشانی ہے۔

اقول اس آیہ کریمہ سے ہمکو روز عاشور حضرت امام کا نماز کے واسطے اہل شام

سے مہلت طلب کرنا یاد آگیا افسوس اون اشقیا نے امام کو نماز کی بھی مہلت

ندی اور آپنے نماز خوف ادا کی اپنے جد امجد کیطرح کما سیاتی فرقت احباب

اور اعزہ مین روئے رلائے اون مصائب بیحساب مین صبر کے جوہر بھی دکھائے

پس صبر کرنا بیشک ایمان کی نشانی ہے لیکن رونے رلانے کو منافی صبر سمجھنا

محض بے ایمانی ہے بھلا یہہ تو بتلائیے کہ یہہ آیت جنپر نازل ہوئی تھی وہ

خوب اسکا مطلب جانتے تھے یا آپ اور اونہون نے جو اپنے اعزا اقارب

کی مصیبتون پر گریہ و بکا بلکہ صیحہ و نالہ کیا جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا وہ آپکے

نزدیک صابرون مین تھے یا نہین اگر تھے اور بیشک تھے تو ہم بھی رونے

و صبر کرنے مین اپنے پیغمبر اور امام کے پیرو ہین اور خدا ہمارے ساتھ ہے اور اگر

معاذ اللہ آپکے زعم فاسد مین یہہ حضرات صابرون مین نہ تھے تو پھر جب پیغمبر

اور امام ہی بے صبر ٹھہرے اور اونہین کی کچھ آپ رعایت نکرین تو ہم کیا شکایت کرین

قال اور صبر عرف مین اسکا نام ہے کہ مصیبت مین آپکو نوحہ و زاری اور پیٹنے اور

گریبان پھاڑنے سے بند کرے۔

اقول ہمتو اتنا جانتے ہین کہ حضرات انبیا خصوصاً حضرت سید انبیا واہلبیت
وصحابہ ان سب اکابر مین صبر جمیل موروث اور جزیل تہا جس صبر کے ساتھہ وہ یہہ
باتین جو آپنے خلاف صبر لکہی ہین کرتے تہے خواہ وہ صبر عرفی ہو یا شرعی اب
ہم ان چارون چیزون کی جنکو آپ مخالف صبر کہتے ہین علیحدہ علیحدہ سند پیش
کرتے ہین اما نوحہ وزاری پس حضرت یعقوب کا رونا تو مشہور اور قرآن
مین اسطرح مذکور ہے وابیضت عیناہ من الحزن یعنے روتے روتے اونکی آنکہین سفید
ہوگئین نور بصارت جاتا رہا برادران یوسف نے زیادہ رونے رولانے پر آپکی
طرح طعنے دیئے جسکے جواب مین حضرت یعقوب نے بل سولت لکم انفسکم امرا فصبر جمیل
کہا ہمارے حضرت کو وقت انتقال فرزند خود حضرت ابراہیم اسقدر رونا آیا کہ
جوش رقت مین جاہلون کے شبہات واہیہ دفع کرنے کو بموجب روایت صحیحہ
البکاء من الرحمۃ فرمایا اور حضرت امیر حمزہ سید الشہدا کے سانحہ پر تو اس
بیتابی سے روئے اور ایسا گریہ عجیب دردانگیز مرثیہ پڑہا کہ سُننے والون کے ہوش
کہوئے چنانچہ مدارج النبوۃ مین ابن مسعود سے روایت ہے۔ کہ گفت ندیدم من
آن حضرت صلعم راگریہ کنندہ تر ہرگز سخت تر از گریہ وی بر حمزہ ابن عبد المطلب
ایستاد بر جنازہ وی و گریہ کرد و برداشت آواز تا بیہوش شد و فرمود یا حمزہ
یا عم رسول اللہ یا اسد اللہ یا اسد رسولہ یا حمزہ یا فاعل الخیرات
یا حمزہ یا کاشف الکربات یا حمزہ یا ذاب عن وجہ رسول اللہ وازینجا
معلوم می شود کہ در ندبہ و بے طاقتی فریاد و آہ و نالہ نیز بوجود آمدہ است واللہ اعلم
انتہی پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ مصیبت مین رونا رولانا مرثیہ پڑہنا بلکہ
حالت بیطاقتی مین آہ و نالہ صیحہ و فریاد تک بہی منافی صبر نہین ہے اور جو دل
اسکو بے صبری سمجہے اوسکا دین و ایمان جاتا رہا کہ اوسنے ہمکو نہین بلکہ رسول خدا کو

بے صبری کیا اور خود آن حضرت کے غم مین اہلبیت کا تو کچھ ذکر نہین صحابہ نے یہہ حالت
بنائی کہ گریہ وزاری ونالہ وبیقراری کیسی بلکہ جزع وفزع تک نوبت آئی عن سالم
بن عبید الاشجعی قال لما مات رسول اللہ صلعم کان اجزع الناس
کلہم عمر ابن الخطاب رض یعنے جب حضرت پیغمبر نے انتقال کیا تو سب سے بڑہکر
جزع فزع کرنیوالے حضرت عمر تہے اور اس سے بڑہکر ابن میسر کی روایت ہے
کہ جب حضرت کی وفات ہوی تو شدت غم والم سے صحابہ عدول کے عقول
زائل ہوگئے اور بعض زمین گیر ہوکر قیام سے اور بعض گونگے ہوکر کلام سے
معذور ہوگئے اور ابن عباس کا یوم الخمیس یا یوم الخمیس کہہ کہکر رونا تو بہت مشہور
اور صحیح مسلم وغیرہ مین بہی مذکور ہے اب ہم نہین جانتے کہ یہہ سب صحابہ کی
بے صبری ہے یا آپکو خود سے صبر سے بیخبری ہے اب سر پیٹنا اور گریبان
پہاڑنا لیجیے اوسی مدارج مین یہہ عبارت ملاحظہ کیجیے پس فرمود آن حضرت
بفرما ابابکر را کہ بگذارد نماز با مردم پس برون آمد بلال ودست بر سر زنان وفریاد
کنان انتہی پہر جامع کبیر سے یہہ روایت گریبان پہاڑنے کی نکالیے اور حضرت
خلیفہ ثانی پر طعن بیجا کرنے سے اپنے گریبان مین سونہہ ڈالیے عن عبید اللہ
بن عکرمہ قال عجبا لقول الناس ان عمر ابن الخطاب نہی عن النوح ولقد بکا
علے خالد بن الولید بمکۃ والمدینۃ نساء بنی المغیرۃ سبعا یشققن الجیوب
ویضربن الوجوہ وما نہیہن عمر رض یعنے عبد اللہ بن عکرمہ نے کہا کہ تعجب ہے
لوگون کے اس کہنے سے کہ حضرت عمر نے منع کیا نوحہ وبکا کرنے سے حالانکہ خالد بن ولید پر
مکہ اور مدینہ مین سات عورتین قبیلہ بنی مغیرہ کی روئین اور اپنے گریبان پہاڑے
اور سونہہ پر طمانچے مارے اور حضرت عمر نے اونکو منع نکیا انتہی پہر آپ کیا
حضرت شیخین سے بہی اتالیق ہوگئے ایسے حد سے گذرنے لگے کہ جز باتونکی اوہر سے کچہہ تعرض

ہو

کیا اونکو بھی منع کرنے لگے۔

قال اور نماز پڑھنی مصیبت مین گویا اللہ کی طرف رجوع اور دعا کرنی ہے ہمارے پیغمبر صلعم جب دکھہ مین ہوتے تھے نماز پڑھنے لگتے تھے۔

اقول مصیبت مین تو اللہ کی طرف رجوع ہوتی ہی ہے اور غمزدہ کی آنکھہ بھی روتی ہے سچ ہے ہمارے حضرت صلعم جب دکھہ مین ہوتے تھے نماز پڑھنے لگتے تھے اور روتے تھے پس جب تک آپ صاف صاف اسکا اقرار نکیجیے گا کہ ہمارا رونا رولانا صبر کے خلاف اور مقدوح نہین یا حضرت پیغمبر کا نوحہ و فریاد صبر کے موافق اور ممدوح نہین تب تک آپکا پیچھا نہ چہوٹے گا اب جس شق کو چاہیے اختیار کیجیے اختیار ہے مگر بہت سوچ سمجھکر کہ ایک مین فقط عار اور دوسری مین خوف

قال اور جب حضرت سارا کو کہ حضرت ابراہیم کی بی بی تہین بادشاہ مصر نے پکڑ منگوایا حضرت ابراہیم عین اس مصیبت مین نماز پڑھنے لگے اور وہان حضرت سارا نے بھی جاکر بادشاہ کے سامنے نماز شروع کی۔

اقول یہہ تو ہوا لیکن آپکو یہہ کیا قلب ماہیت ہوئی کہ بڑے آدمی کی بی بی کا اسطرح بالاعلان نام لیکر اونکی ذلت اور شکست اسطرح بیان کرتے ہین کہ اونکی بی بی کو بادشاہ مصر نے پکڑ منگوایا کچھہ آپکو ہتک حرمت حضرت ابراہیم خلیل سے پیغمبر جلیل کا خیال نہ آیا خدا کی قدرت دیکھی جس بات پر آپنے ہمکو ہتک حرمت امام کے طعنے دیئے ایک طوفان برپا کیا وہی کلمہ پیغمبر کی نسبت خدا نے آپکے موںہہ سے کہوا دیا تاکہ آپ اپنے موںہہ سے قائل ہو جائین بیان امر واقعی مین ہتک حرمت کی تہمت نہ لگائین۔

قال اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کی حالت موت سنکر نماز پڑھنے لگے۔

اقول اور کالی جمعرات کو یاد کرکے رونے ہی لگے۔

قال اور مشہور ہے کہ حضرت امام حسین ہی سجدے ہی مین شہید ہوئے۔

اقول یہہ اوس نماز آخری کا سجدہ تہا جسکے پڑہنے کی آپنے مہلت نہ پای اور وقت شہادت ادا فرمائی۔

قال اب سمجھو کہ تعزیہ ان دونون باتون کے خلاف ہے صبر کی جگہہ سر پیٹنا اور چہاتی کوٹنا اور نعش بناکر کوچہ و بازار مین نکالنا اور نماز کی جگہہ مرثیہ کہ جسمین تمام بےصبری اور شکایت تالو سے نکلتی ہے۔

اقول موذن رسول ذو الجلال حضرت بلال کا صبر کے ساتہہ سر پیٹنا صحابہ کا چہاتی کوٹنا شدت غم والم سے گونگے بہرے ہوجانا آنحضرت صلعم کا نماز کے ساتہہ مرثیہ۔ یا حمزہ یا عم رسول اللہ۔ پڑہنا اور بآواز بلند رونا نعش امیر حمزہ کو معرکہ سے گہر تک لانا پہر گہر سے باہر نکالنا یہہ سب امور متواتر ثابت ہین اور تعزیہ مصیبت امام مین انہین سب باتون کا معین ہے اب اولٹی سمجہہ کو چہوڑ دو اور سیدہی طرح سمجھو کہ تعزیہ ان دونون باتون کے موافق ہے اور ہمارے مرثیے تو ایسے نہین کہ جنمین بےصبری اور شکایت ہو ہان آپکا مرثیہ جو بڑی وقت اور مشقت سے حضرت ابراہیم و سارا کے حال مین کہا ہے شاید آپکو ایسا ہی معلوم ہوتا ہو کہ جسمین تمام بےصبری اور شکایت تالو سے نکلتی ہے۔

قال معلوم ہوا کہ تعزیہ مین سراسر بےصبری ہے کہ جس سے اللہ کا ساتہہ چہوٹتا ہے اور پیغمبرون اور امامون کے طریقہ اور خدا کے حکم سے کہ مصیبت مین نماز پڑہنا اور صبر کرنا ہی مخالف ہے۔

اقول معلوم ہوا کہ پیغمبرون اور امامون نے جو مصائب مین گریہ وزاری خصوصاً ہمارے پیغمبر نے جو امیر حمزہ کے حال پر اور صحابہ ممدوحین مقبولین نے جو رسول خدا

کی انتقال پر فریاد و بیقراری کی وہ آپکے نزدیک سراسر بے صبری اور خدا کی حکم سے
بالکل بے خبری ہے نعوذ باللہ من سوء الاعتقاد فی حق ھولاء الامجاد۔
قال قال اللہ تعالیٰ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون
اور نہ کہو جو مارا جاسے اللہ کی راہ مین کہ مردے ہین بلکہ زندہ ہین لیکن تمکو خبر نہین
انتہی بدر کی لڑائی کے بعد صحابہ شہیدون پر افسوس اور غم کرتے تہے کہ دیکھو
فلانے نے زندگی جاندیا اور دنیا کی لذت سے محروم ہوا سو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ جو
کوئی اللہ کی راہ مین مارا گیا اوسکو مردہ سمجھکر اوسپر افسوس اور ماتم کرنا نہ چاہئیے
اقول اب بے اعتدالی کی یہانتک نوبت پہونچی کہ خدا کے کلام مین بھی ایجاد
بندہ ہونے لگی یہہ طوفان ہو رہا ہے کہ جو جی مین آیا وہ اپنے مطلب پوچ
کی تائید مین بے تکلف بڑہا یا بہلا آیہ مصدورہ کے کس لفظ کے یہہ معنی بیان
ہوی کہ جو اللہ کی راہ مین مارا گیا اوسکو مردہ سمجھکر اوسپر افسوس اور ماتم کرنا نچاہئیے
اللہ ری جرات کہ آپ ہی تو یہہ فقرہ جمایا اوسپر کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ
لیشتروا بہ ثمنا قلیلا الخ پس ویل اونکے لئیے ہے جو لکھتے ہین کتاب اپنے
ہاتہون سے پہر کہتے ہین کہ یہہ خدا کے پاس سے ہے تاکہ بیچین اوسکو کم قیمت قربان
اس قرآن خوانی اور تفسیر دانی کے اجلہ صحابہ پر بہی یہہ الزام لگایا کہ اون
بزرگوارون نے لذات فانیہ دنیا کی محرومی پر غم کہا یا سچ ہے تعصب دشمن
ایمان بد بلا ہے گو یا یہہ شعر آپ ہی کے واسطے موزون ہوا ہے گر تو قرآن برین
نمط خوانی + ببری رونق مسلمانی۔
اقول کیونکہ وہ اللہ کے پاس زندہ ہین اور اپنے زندہ کا کوئی جہان مین ماتم
نہین کرتا پہر اللہ کے زندہ پر کیون ماتم کرے۔

اقول واہ سبحان اللہ کیا معقول دلیل ہے واقعی جیسی آپکو سوجہی ایسی تو پیغمبر و امام ایکطرف معاذ اللہ خدا کو بہی نہ سوجہی باوجودیکہ شہدا اوسکے پاس زندہ موجود ہین اور بقول آپکے اپنے زندہ کا جہان مین کوئی ماتم نہین کرتا پہر کیون آسمان و زمین سے اونکا غم اور ماتم کروایا اور ما بکت علیہم السماء والارض فرمایا۔

قال محرر ہان اتنا فرق ہے کہ اللہ کے زندہ کی تمسے ملاقات نہین۔

اقول غنیمت ہے اتنا فرق تو نکالا مگر کیا فائدہ کہ آگے چلکر پہر بہکوگے۔

قال سو اسکو یون سمجہو کہ جیسے کوئی تمہارا بزرگ یا قریب کسی ولایت دور دشت مین نکل گیا ہو اور تم سنو کہ وہ وہان صحیح و سلامت چین مین ہے تو البتہ یہہ حال سنکر اوسکے سفر کی مصیبت کو یاد کرکے ہرگز ماتم نہ کروگے۔

اقول دیکہئے بہکئے نہ اور ایسے بہکے کہ کچہہ حضرت رسول خدا صلعم کا بہی لحاظ نرہا اور بے سوچے سمجہے یہہ خود تراشیدہ فقرہ کہا معاذ اللہ کیا حضرت پیغمبر کو آپکے برابر بہی سمجہہ نہ تہی کہ وہ حضرت امیر حمزہ کی شہادت سے بآواز بلند گریہ و زاری نالہ و بیقراری نفرماتی اور اپنی دل غمدیدہ اور خاطر زخم رسیدہ کو یون سمجہاتے کہ وہ ہمارے بزرگ اور قریب ایسی ولایت مین گئے جو منصوص بنص جنات تجری من تحتہا الانہار اور جسکا مثل نظیر دنیا مین دشوار ہے اور ہمنے سنا کہ وہ وہان صحیح و سلامت بعزت و کرامت ایسے چین مین ہین جو دنیا مین نصیب نہین پہر یہہ خوشی کا حال سنکر اونکے سفر کی مصیبت کو یاد کرکے ہرگز غم اور ماتم نہ کرین کیونکہ جب حضرت پیغمبر نے ایسا نکیا اور خدا نے بذریعہ وحی و جبرئیل اونکو یہہ حکم نہ دیا پہر ہم ہیچمدان بہی سوچتے ہین اور خدا کی و رسول ؐ کی اطاعت سے مجبور ہین۔

قال اب اسیطرح امام علیہ السلام کا حال ہے کہ اللہ کی راہ مین شہید ہوئے ہیں سمجہو

اور انکو زندہ جان بوجھکر بے صبری کا کام نکرو۔

اقول حضرت پیغمبر واقعہ شہادت امام کی خبر سنکر روئے روز شہادت امام
سر و ریش مقدس پر خاک ڈالی ہمنے آن حضرت کی پیروی کی پھر کیون بے صبری کا
کام کرتے اور بے صبری کا الزام دہرتے ہو۔

قال آیہ ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس
والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ
راجعون ت اور البتہ ہم آزمائین گے تمکو کچھ ایک ڈر سے اور بہوک سے اور مالون کی
اور جانون کے اور میوون کے نقصان سے اور خوشی سنا صبر کرنیوالون کو جب پہنچے
اونکو مصیبت کہین ہم اللہ کے مال ہین اور ہمکو اوسیطرح پہر جانا ہے اولئک
علیهم صلوات من ربهم ورحمة واولئک هم المفلحون ت ایسی لوگ اونہین پر
شاباشی ہے اور مہربانی ہے رب کی اور وہی ہین راہ پر ف اس آیت سے بہت
فائدہ اور حکم بوجہے گئے کہ جب کسی پیغمبر اور امام کا اسطرحکے مصیبتون مین جو آیت
مین مذکور ہوئین گرفتار ہونا معلوم ہو یا اب کوئی مسلمان گرفتار ہو تو اوسکو
اللہ کی آزمائش سمجھ اور اوسمین صبر کرے اور انا للہ پڑہے۔

اقول سب خاصان خدا مصیبت وابتلا مین اللہ کی آزمائش سمجھکر صبر کرتی اور
انا للہ کہتے آئے ہین مگر رونے اور غم کرنے کو مخالف صبر کوئی نہین سمجھا اسیواسطے
جو محب امام ہے وہ مجلس مین مصیبت امام پر روتا ہے اور خاتمہ ذکر مصیبت کا
اسی کلمہ انا للہ پر ہوتا ہے۔

قال اور واقفی ہو کہ دوست کی آزمائش مین خواہ اپنے اوپر خواہ اپنے کسی بزرگ
اور قریب پر ہو ماتم اور بے صبری کے کام کرنا نہایت خامی اور دشمنی سے جی
چھپانا ہے۔

اقول جب دوست کی آزمائش مین دوست نے یہہ کہدیا ہو کہ رونا اور غم کرنا صبر کے خلاف نہین تو پہر رونا رولانا نہ بے صبری کا کام اور نہ دوستی سے جی چہپانا ہے بلکہ یہہ فقط مصیبت امام پر نہ رونے کے لیئے حیلہ بہانہ ہے حدیث کا ترجمہ جو مولوی خرم علی بلہوری کا ہے دیکہئے کہ آن حضرت صلعم نے فرمایا آنسو بہاتی ہے آنکہہ اور غم کرتا ہے دل اور نہین کہتے ہم مگر وہی جو ہمارے رب کو پسند آوے یعنی انا للہ کہتے ہین انتہی یہجیئے انا للہ کہنے کے ساتہہ رونے اور غم کرنیکا برابر جوڑ لگا ہوا ہے اب ان وہابی کے کہنے سے آپکا اطمینان ہوا پہر اس غم و ماتم کو بے صبری کا کام ٹہرانا دوستی سے جی چہپانا اور خامی ہونا ایمان کی خامی اور شیطان کی غلامی ہے۔

قال خصوص اوسوقت مین کہ دوست کہکر ازماوے تو اور ہی مضبوطی چاہیئے اور یہی سبب ہے کہ انبیا اولیا پر بے سبب مصیبتین گذرین اور وے راضی برضا اور صابر بقضا ہی رہے۔

اقول ہم نہین جانتے کہ آزمائش مین کوئی حضرت پیغمبر اور اہلبیت پیغمبر سے زیادہ مضبوط ہو باینہمہ آن حضرات کا رونا رولانا غم کرنا بتواتر مذکور ہوچکا پس اگر گریہ وزاری منافی صبر خلاف مرضی باری ہوتی اور اوسمین بے صبری پائی جاتی تو کبہی آن حضرات سے ایسی بے صبری وقوع مین نہ آتی۔

قال یہہ کسینے نہین کیا کہ مصیبت کے واسطے خواہ اپنے اوپر ہو خواہ اپنے قریب یا بزرگ پر نبی بارہ اور ولی بارہ اور امام بارہ بنایا ہو۔

اقول خدا نہ کرے کہ جہوٹ بولنے کی عادت پڑجاے یہہ اگلے پیغمبرون سے لیکر ہمارے پیغمبر کے اہلبیت تک اکثرون نے کیا ہے کہ مصیبت کے واسطے خواہ اپنے قریب یا بزرگ پر ہو نبی بارہ وولی بارہ وغیرہ بنایا ہے چنانچہ روایات صحیحہ مین

آیا ہے کہ حضرت یعقوب پیغمبر نے اپنے عزیز قریب حضرت یوسف کے فراق مین
کنعان کے باہر بیت الحزن بنایا تہا کہ صبح سے شام تک اوسی مین بیٹھے رویا
کرتے تہے اور حضرت خاتون جنت تو اپنے پدر بزرگوار کے غم مین اسقدر روتی
تہین کہ بالآخر اہل مدینہ نے پریشان ہو کر حضرت امیر سے شکایت کی کہ آپ دختر
حضرت رسولخدا کو سمجھائین کہ وہ یا دنکو رویا کرین یا رات کو گریہ وزاری فرمائین
کہ ہم اونکے دن رات رونے سے تنگ آگئے ہین تب حضرت امیر نے مدینہ سے
باہر بضعہ حضرت پیغمبر کے واسطے ایک بیت الحزن بنوایا کہ صبح سے حضرت امیر کے
ساتہہ وہ اوس بیت الحزن مین تشریف لیجاتی تہین اور دن بہر وہان روتی
تہین اور رات کو آپ ہی کے ساتہہ گہر آتی تہین پس اصل بنانا تو ثابت ہے
فقط تسمیہ مین تفاوت ہے خواہ بیت الحزن کہو خواہ نبی بارہ وامام بارہ کیونکہ جو
سے اب جو کوئی نبی بارہ وامام بارہ بناتا ہے پیغمبر وامام ہی کی تقلید سے بناتا
ہے آپکو ناحق ایسا غصہ آتا ہے جو بیکار جہوٹ بلواتا ہے۔

قال اور ادسمین تعزیہ رکہکر اور مرثیہ گا کر چہاتی کوٹے اور سر پیٹتا ہو۔

اقول یہہ وہی ہیر پہیر کر ہر پل کی لکڑی پکڑتا ہے جسکا جواب بکرات ومرات
ہو چکا ہے اب کہانتک کوئی اپنا سر خالی کرے اور کیونکر آپکو ذہن میں حالی کرے

قال اور اللہ تعالے قرآن شریف مین ستر جگہہ سے زیادہ صبر کی تعریف
کی ہے اور ثواب صبر کرنے کا بے انتہا فرمایا اور ماتم کرنیکا سیبت مین ایک جگہہ
بہی ذرا سا ثواب نہ کہا اور کسی نبی ولی امام کے واسطے ماتم مخصوص نہین کیا۔

اقول ماتم کے معنے منتہی الارب کے ترجمہ مطبوعہ مین (اندوہ یا شادی مین
آدمیون کا مجمع یا عورتون کے مجمع کے ساتہہ مخصوص ہے اور عرف مین عورتونکی
مجلس کے ساتہہ مخصوص ہے جو کسی کے مرگ کے وقت مجتمع ہون) پس اگر

خدا نے کسی نبی و ولی امام کے واسطے ماتم مخصوص کیا تو پہر کیون حضرت پیغمبر نے بعد شہادت حضرت امیر حمزہ جب خانہای انصار سے شہدا پر آواز عورتونکی رونے کی سنی تو کلمہ حسرت آمیز واما حمزہ فلا بواکی لہ فرمایا اور انصار نے یہہ سنکر پہلے اپنی عورتون کو خانہ حضرت امیر حمزہ مین رونے اور ماتم کرنے کو بہیجا اور آپ آرام فرماتے تہے جب صدای ماتم وشیون زنان انصار آن حضرت کے گوش گذار ہوئی تو بیدار ہوکر پوچہا کہ خانہ حمزہ مین کون عورتین روتین اور ماتم کرتی ہین معلوم ہوا کہ زنان انصار ہین آپنے اونکے حق مین دعای خیر فرمائی۔

قال اور حدیث مین آیا ہے کہ صبر نصف ایمان ہے اور ماتم کو کہین چالیسوان حصہ بہی ایمان کا نہ کہا۔

اقول جنہون نے حدیث مین صبر کو نصف ایمان فرمایا ہے اونہین حضرت نے اپنے عم بزرگوار کی مصیبت مین زنان انصار سے شیون وماتم بہی کروایا ہے پس معلوم ہوا کہ ماتم مخالف صبر نہین بلکہ ان دونون کا ایک ثواب ہے پہر آپکا چالیسوان بیچ بالکل نقش بر آب ہے۔

قال اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان مصیبت مین جزع و فزع کے مقام مین کلمہ انا للہ بار بار کہے اللہ اوسکو اچہا بدلا اوس مصیبت کا دے اور اجر و ثواب اوسکا ذخیرہ رہے۔

اقول اب ہم سمجہے کہ اسی لفظ جزع و فزع سے آپ ہر جگہہ دہوکا کہاتے ہین یا اسکی کراہت احادیث مین پاکر عمداً اسکے معنے گریہ و زاری ٹہراکر شور و غل مچاتے ہین قربان آپکی سمجہہ کے ع از افادات شیخ ما چہ عجب گریہ شما شید گفت بارانست۔ حضرت سلامت اب اس کج فہمی وہیچ مجتی محض بے سود ہے دیکہیے جزع و بکا کے معنون مین صراح مین تفرقہ بین موجود ہے جزع کے

معنے ناشکیبائی کردن نقیض صبر آئی ہین اور بکا کے معنے گریہ باآواز بلند فقط بتائے
ہین پس مصیبت مین شکوہ و شکایت اور بے صبری کرنا جزع و فزع ممنوع
ہی اور رونا اور غم کرنا بلکہ باآواز بلند رونا مین صبر اور شروع ہے۔

قال اور رسول خدا نے کہا ہے کہ ہماری امت کو وہ چیز دی ہی کہ کسی
اگلی امت کو نہین دی اور وہ کلمہ انا للہ ہے کہ مصیبت کے وقت کہتے ہین

اقول جہان حضرت رسول خدا نے یہہ فرمایا ہے کہ مصیبت کیوقت
کلمہ انا للہ کہتے ہین وہان یہہ بہی فرمایا ہے کہ دل سے غم اور آنکہہ سے
آنسو بہی جاری رہتے ہین پس جب رونے اور انا للہ کہنے مین ربط ہوگیا
تو آپکا مطلب خبط ہوگیا۔

قال اور مسند امام احمد مین خود حضرت امام حسین سے روایت ہے
کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جب مسلمان کو مصیبت پہونچے اور بعد مدت
کے اوس مصیبت کو یاد لاوے اور نئے سر سے پہر انا للہ کہی تو اللہ
تعالی اوسکو اجر تازہ بخشتا ہے گویا وہ مصیبت گذشتہ ابہی پہونچی۔

اقول اسی طرح مسند امام احمد مین روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا من
بکی علی الحسین وجبت له الجنة یعنے جو مصیبت امام حسین پر
روئے بہشت اوسپر واجب ہے لیجیئے اب پوری تحقیق ہوگئی اور
امام احمد ہی سے انا للہ کہنے اور رونے دونون باتونکی تصدیق ہوگئی

قال الغرض جب مصیبت کے وقت قرآن مین صبر کرنے اور انا
للہ کہنے پر بشارت اور صلوات اور رحمت اور ہدایت مقرر ہوئی
اور پیغمبر اور امام کے ہی قول سے مصیبت مین انا للہ کہنے کا حکم معلوم
ہوا تو صاف بوجہا گیا کہ جو اسکے خلاف بجائے صبر اور انا للہ کے

ماتم اور مرثیہ اور تعزیہ مقرر کرے وہ اس بشارت اور رحمت اور صلوات سے بے نصیب ہے اور راہ سے گمراہ اور خدا اور رسول اور امام کی کہنی اور طریقہ سے باہر

اقول الغرض جب ثابت ہو چکا کہ غم والم رونا و رولانا صبر اور انا للہ کہنے کے خلاف نہیں بلکہ حضرت پیغمبر نے - البکاء رحمۃ - فرمایا امام نے - لایذکرنا مومن الا بکی - ارشاد کیا - امام احمد نے مصیبت امام کے رونے پر من بکی علی الحسین وجبت لہ الجنۃ کو سند لیا تو صاف بوجھا گیا کہ صبر کرنے اور انا للہ کہنے اور رونے اور غم کرنے پر بشارت اور صلوات اور رحمت اور ہدایت مقرر ہوئی اور پیغمبر و امام کے قول سے ہی مصیبت مین انا للہ کہنے کے ساتھ رونیکا حکم معلوم ہوا بلکہ بکا کا خود رحمۃ ہونا ثابت ہوا پس جو اسکے خلاف ماتم اور مرثیہ اور تعزیہ کو جو معین گریہ و بکا ہین مقرر کرنا اس بشارت اور رحمت اور صلوات سے بے نصیب ہونا سمجھے وہ خود دولت ایمان سے بے نصیب اس بشارت و رحمت سے دور فریب شیطان سے قریب ہے۔

قال اب اے مسلمانون جب تمکو حضرت امام کے مصیبت یاد آوی تو یہی لازم ہے کہ موافق حکم خدا و رسول اور امام کے صبر کرو اور انا للہ پڑہو۔

اقول اے مسلمانون تم آدہی بات نہ مانو خدا و رسول اور امام کے پورے حکم کی تعمیل واجب جانو جب تمکو حضرت امام کی مصیبت یاد آوے تو رو و رولاؤ امام کا تعزیہ بناؤ و انا للہ کہو اور صبر کرو۔

قال بڑی مصیبت کی بات ہے کہ نہ خدا کا کہنا مانو نہ پیغمبر کا نہ امام کا

اقول بڑی مصیبت کی بات ہے کہ جو تمہارے ذہن مین جم جائے اوسکو خدا اور رسول اور امام کا کہنا سمجھو اور اوسکی تائید واجب جانو

اور ہم خدا اور رسول و امام کا فرمانا ہزار سمجھائین ہرگز نہ مانو۔

قال اور کہنا مانو تو احسان اور دلگیر کا۔

اقول احسان و دلگیر نے کیا خلاف خدا و رسول کے کہا جو ہم اونکا کہنا نہ مانین اونکے مرثیونمین حضرت امام کے صبر و شجاعت کا بیان اشقیائی امت کے ظلم و جور کا اعلان ہے مدارج النبوۃ مین حسان ابن ثابت کا حال دیکھیئے جو حضرت سید المرسلین کی مدح کفار و مشرکین کی ہجو نظم کرتے تھے اور آن حضرت صلعم بنفس نفیس اونکے واسطے منبر رکھوا کر پڑہواتے تھے اور بکمال بشاشت ان اللہ یوئید حسان بروح قدس فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ حسان کے کلام سے مشرکونکے دلونمین گویا خلش تیر پیدا ہی اس ارشاد سے تعریف مرثیہ و نظم دلگیر و احسان بھی مثل نظم حسان ہویدا ہے۔

قال اور بیحیائی سے امام کی محبت کا دعوی کرو قربان اس محبت اور اس اعتقاد پر یہہ تو صاف مخالفت اور دشمنی ہے ایسی مخالفت کو محبت کا دعوی کرنا اور اپنے تئین محب اہلبیت مشہور کرنا خلاف واقع اور صرف نادانی ہے۔

اقول محبت ایسی چیز نہین جو بنائے سے بن سکے یا چھپائے سے چھپ سکے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید ہمتو ایسے محب اہلبیت مین جنکی محبت نے مخالف اور موالف کے دلون پر سکے بٹہلائے حتی کہ جو حب آل محمد کا دعوی کرے وہ بقول امام شافعی رافضی کہلائے یہہ تو آپ خود ہی کہہ آئے ہین پھر یہان کیون بھول گئے سچ ہے ایسی لوگونکو حافظہ نہین ہوتا۔

قال محب اہل بیت وہ لوگ ہین جو اونکی حکم اور مرضی کی باتکو سر اور آنکھون سے مانتے ہین اور جان و دل سے اوسکو خوش ہوکر بجالاتے ہین اور اوسمین کسی اور کی پیروی ہرگز منظور نہین رکھتے۔

اقول آپکو قسم ہے خدا اور رسول کی اے توبہ رسول کی قسم تو آپکے نزدیک بدعت ہوگی فقط خدا کی قسم سچ بتائیے کہ وہ کون لوگ ہین واللہ اگر چراغ لیکر تہتّر فرقہ اسلام مین ڈھونڈھیئے گا تو ایک ہی فرقہ ایسا ملیگا جو اہلبیت کے حکم اور مرضی کی باتکو سر اور آنکھون سے مانتے ہین اور جان و دل سے اوسکو خوش ہوکر بجالاتے ہین اور اوسمین کسی اور کی پیروی ہرگز منظور نہین رکھتے سے نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔

قال اسیطرح مرثیونسے حدیث مین منع آیا ہے چنانچہ کتاب ابن ماجہ مین یہہ حدیث ہے کہ نہیٰ رسول اللہ صلعم عن المراثی یعنے منع فرمایا رسولخدا نے مرثیون سے۔

اقول یہہ نہی اون مرثیون سے ہے جو ایام جاہلیت مین مشتمل بر امور غیر مشروعہ پڑھے جاتے تھے یا جو مرثیہ آپکے یزید نے گڑھا اور حضرت امام سے ذکر بدر کا انتقام لیت اشیاخی ببدر شہدوا پڑھا نہ مراثی معمولہ اہل اسلام سے جنکو حضرت سید انام اور اہل بیت کرام و صحابی عظام برابر پڑھا کیئے جیسا کہ بیان ہوا

قال اور صبر اسکا نام نہین ہے کہ آدمی اپنے دلمین کدورت کسی مکروہ کام کی نہ پاوے اور پاوے تو اوسکو مکروہ نجانے کیونکہ یہہ دونون امر طاقت بشری سے باہر ہین بلکہ حقیقت صبر کی یہی ہے کہ باوجود کدورت اور کراہت طبعی کے خلاف عقل اور شرع سے آپکو بند رکھے اور پیغمبر اور امام سب اسطرح صبر کرتے آئے ہین اور عین مصیبت کیوقت اپنے تئین خلاف شرع

اور عقل سے باز رکہے اور فقط آنسو جاری ہونا چہرہ متغیر بنانا خلاف شرع اور صبر کے نہین ہے۔

اقول یہی تو ہم بہی کہتے چلے آتے ہین کہ رونا رولانا چہرہ متغیر بنانا صبر اور شرع کے خلاف نہین ہے۔ اب آپ بہی راہ پر آئیے اور صبر کے معنے رونے اور چہرہ متغیر کرنے سے موافق بتائیے۔

قال اور صبر یہی سمجہو تو وہی ہے کہ جو اول صدمہ کیوقت واقع ہو اور جب مصیبت گذر گئی پہر اوسوقت ترک شکایت اور جزع و فزع صبر نہین گنا جاتا بلکہ اسکو تسلی اور دلاسا کہتے ہین اور اسیواسطے حکما نے کہا ہے کہ جو کسیکو اس بات کی تکلیف دیجائے کہ ہمیشہ مصیبت پر رویا پیٹا کرے وہ تکلیف مالایطاق ہے سچ ہے جو کسی بڑے محب اور تعزیہ دار سے یون کہا جائے کہ مہینا بہر متواتر امام کے غم مین رویا کرے مہینا کسکا دو روز متواتر نہ رو دیا جاوے۔

اقول مراتب محبت و عرفان و اخلاص و ایقان بحسب اختلاف طبائع بنی نوع انسان مختلف اور متفاوت ہوتے ہین بدین وجہ لوگ بہی مختلف طور رروتے ہین حضرت یعقوب مہینا کیسا برسون روئے تا اینکہ روتے روتے آنکہین سفید ہو گئین حضرت خاتون جنت کو بعد انتقال آن حضرت کسینے ہنستے نہ دیکہا استغفر اللہ ہنسنا کیسا اسقدر رو تی تہین کہ اہل محلہ تنگ آگئے حضرت امیر نے بیت الحزن بنایا آخر کو روتے ہی روتے پدر بزرگوار سے جا ملین دنیا سے انتقال فرمایا بیمار کربلا بعد واقعہ شہادت حضرت سید الشہدا چالیس برس تک اسقدر جوش و خروش سے روئے کہ رخسار ہاے مبارک گہل گئے ہمکو یہہ اخلاص و عرفان جو پیغمبر اور اہلبیت کو حاصل تہا کہان نصیب جو ہم آن حضرات کے برابر ہو سکین اور اس حد تک رو سکین مگر بتقاضائے عقیدت و محبت بقدر طاقت بشری

ہم بہی روتے رولاتے ہین خدا ہمکو توفیق زیادہ عطا فرمائے اور بجز اپنے خوف اور مصیبت اہلبیت کے اور کسی غم دنیا مین نہ رولائے دیکہیئے سچی محبت ایسی ہوتی ہے کہ مصیبت امام پر رونے رولانے کی نسبت آپکے مونہہ سے بہی کسی بڑے محب اور تعزیہ دار ہی کا نام نکلا اور کسی کا نہ نکلا۔

قال قال اللہ تعالی ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون اور تو نہ سمجہ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ مین مردے ہین بلکہ زندہ ہین اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہین فرحین بما اتٰہم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم الا خوف علیہم ولا ہم یحزنون خوشی کرتے ہین اسپر جو دیا اونکو اللہ نے اپنے فضل سے اور خوش ہوتے ہین اونکی طرف سے جو ابہی نہین پہونچے انمین پیچہے سے اسواسطے کہ نہ ڈر ہے انکو نہ غم ف اس آیہ سے معلوم ہوا کہ شہید لوگ کہاتے پیتے خوشیان کرتے ہین ہرگز انکو غم اور رنج نہین اور اسیطرح سمجہو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام بہی نہایت خوش اور بے غم ہونگے کیونکہ اللہ کی راہ مین شہید ہوئے ہین۔

اقول پہر کیا آپکی خوشی اسمین تہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جیسی مصیبتین دنیا مین اوٹہائین اپنے رب کے پاس بہی ویسی مصیبتین اوٹہاتے نہ خوشیان کرتے نہ کچہہ کہاتے پیتے۔

قال الغرض قطع نظر اور باتون سے اب ماتم کرنا اور تعزیہ بنانا آیت مذکور کے بہی خلاف ہے اور اونکی ضد کہ وے خوش اور بے غم ہین اور تم اونکے لئے ماتم کرتے ہو

اقول حضرت خاتم انبیا جنپر قرآن نازل ہوا اور آپ معانی آیات اور کلام خدا کے دقائق و نکات سے ایسے واقف اور عالم تہے کہ خدا نے اونکی شان مین

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی فرمایا اسپر بہی حضرت امام حسین اور حضرت امیر حمزہ کا جو اوس زمانہ مین سید الشہدا تہے اور اونکا کہانا پینا خوشی کرنا تو سب شہیدون سے بڑہکر ہوگا کسقدر غم کیا اونکی مصیبت مین مرثیہ پڑہا بیتاب ہوکر روئے حالت غم کی زنان انصار کے حقمین جو امیر حمزہ کو روتی آئین تہین دعای خیر کی آپکی طرح اونکے حال کے خلاف اور ضد ہونیکا حضرت پیغمبر کو ہرگز خیال نہ آیا اگر بالفرض آن حضرت کو سہو ہوا تو حضرت جبرئیل بلکہ خود خداوند جلیل نے بہی تنبیہ نفرمایا کہ وے خوشیان کرتے تہین تم اونکے حال کے خلاف اور اونکی ضد مین غم کرتے ہو مرثیہ گاتے ہو کیون ایسی بہول چوک سے اپنی کہری رسالت مین بٹہ لگاتے ہو الغرض جو باریکیان پیغمبر کو عمر بہر قرآن سے نہ معلوم ہوئین تہین وہ بارہ سو برس کے بعد اس تیرہ صدی مین آپکو خوب سوجہین کہ جسمین حضرت پیغمبر تک الزام سے نہ بچے ہمارا کیا حسنا ہذا شئی عجاب۔

قال اور ایسے وقت مین اگلی مصیبت کو یاد کرکے رونا ویسی بات ہی جیسی کوئی کسیکا دوست چوتہی تاریخ رجب کی کچہہ بیمار رہا ہو یا ایذا پائے ہو اور بعد تہوڑے عرصہ اوسکو غسل صحت حاصل ہوا اور سب طرحسے نعمتین کہانے پینے لگے اور کوئی درد و غم باقی نہو اور نہایت چین اور خوشی مین ہو پہر رجب کی چوتہی تاریخ آوے کوئی اگلی بیماری اور درد کو یاد کرکے ماتم کرنے لگے ہر چند لوگ اوسکو سمجہادین کہ اب آپ اچہے اور خوش ہین اور کسیطرحکا درد و غم نہین وہ شخص سمجہائے نہ سمجہے اور کہے کہ اچہا اور بے غم ہین تو کیا ہوا وہ تاریخ تو وہی ہے بہلا ایسے شخص کو کیا کہوگے آخر یہی کہوگے کہ یہہ شخص یا دشمن یا سودائی جو خوشی کے وقت واہی تباہی باتین کرتا ہے یہہ مخالف کا

کا کام موافق سے ہرگز ایسا نہو گا۔
اقول ہم کہانتک ہندی کی چندی کرین ایک باتکو کتنے مرتبہ سمجھاوین اس مقام مین فقط وہی ابن عباس کا حال یاد دلایا جاتا ہے جو جمعرات کا دن یاد کرکے رویا کرتے تھے اور وہی اگلی مصیبت اور پنجشنبہ کا دن یاد کرکے جان کہو یا کرتے تھے اور اسمین کچھہ شک نہین کہ کسی روز معین یا تاریخ معین کو یاد کرکے رونا رولانا تجدد حزن وملال ہے چنانچہ کلام صاحب مرقات شارح مشکوۃ اسی روایت ابن عباس مین اسپر دال ہے حیث قال ویحتمل ان یکون لتذکر وفاته وفقدان حیوته صلعم یتجدد الحزن علیه یعنے احتمال ہے کہ یاد کرنا ابن عباس کا روز پنجشنبہ کو واسطے تذکرہ وفات وفقدان حیات آنحضرت صلعم کے ہوا ور تجدد حزن واندوہ کے ساتھہ انتہی بہلا اب تم ابن عباس ایسے شخص بزرگ کو کیا کہوگے کیا یہی کہوگے کہ یہہ شخص یا دشمن ہے یا معاذ اللہ سودائی کہ حضرت پیغمبر تو خوشی وچین مین ہین اور یہہ شخص خوشی کے وقت واہی تواہی باتین کرتا ہے یا یوم الخمیس کہہ کہکر غل مچاتا ہے یہہ مخالف کا کام ہے موافق سے ہرگز ایسا نہو گا۔
قال اور جب حادثہ ہو کر گذر گیا اور مقدمہ برعکس ہوا کہ دشمن پکڑے گئے اور دوست سرفراز ہوئے پہر ماتم اور مرثیہ دشمنون کے نصیب رہے خدا دوستونکو خوش رکہے۔
اقول جب حادثہ ہوا ہی نتہا فقط حادثہ کی خبر سنکر حضرت پیغمبر اپنے حیات مین اور جب یہہ حادثہ ہو کر گذر گیا تو آنحضرت بعد از وفات روئے نہ رولائے دیگر انبیا کے ساتھہ مرثیہ مصیبت پڑھا اور یزید اور لشکر یزید نے خوشی کا جشن کیا فتح کے شادیانے بجائے پس جو اس حادثے مین غم وماتم

کرے مرثیہ پڑھے امام کا فرماتا لایذکرنی مومن الابکی بجالاوے وہ حضرت پیغمبر اور
امام کا پیرو اور سچا دوست اور یزید پلید کا پکا دشمن اور جو یہہ خیال کرے
کہ حادثہ گذر گیا خوشی مناوے وہ یزید پلید کا پیرو اور اوسکا سچا دوست اور
حضرت پیغمبر اور امام کا پکا دشمن ہے اب سمجھے یا نہین بلکہ دینکو ولی دیں

قال ؎ دوست جو خوش ہو تو خوشی کیجیے ÷ اوسکو جو غم ہووے تو جان دیجیے

اقول ؎ عالم ارواح مین روئے نبی ÷ شاہ کے غم مین یہہ سمجھہ لیجیے
ساتھہ دیا ہمنے بہی یہہ سوچکر ÷ اونکو جو غم ہوئے تو جان دیجیے ÷ خوش
تہا یزید آپ بہی کیون خوش نہون ÷ دوست جو خوش ہو تو خوشی کیجیے

قال قال اللہ تعالی ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا فیہا وغضب
اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا الیما اللہ تعالے فرماتا
ہے اور جو کوئی مارے مسلمان کو قصد کرکے تو اوسکی سزا دوزخ ہے اوسمین پڑا
رہے اور اللہ نے اوسپر غضب کیا اور اوسکو لعنت کی اور اوسکے واسطے تیار
کیا ہے عذاب سخت ف یہانسے بوجہا گیا کہ یزید اور جو کوئی امام کے قتل مین
راضی اور شریک تہے اللہ کے غضب اور لعنت اور عذاب مین ہونگے اور اونکی
روحین نہایت رنج اور ماتم مین گرفتار ہونگی اور اونکو سوائے غم خوشی کا
نشان نہوگا۔

اقول یہہ اوسکا بدلا ہے جو دنیا مین حضرت امام اور اہلبیت کرام کو طرح
طرح کے غم والم مین مبتلا کرکے خوش ہوتے تہے ؎ پنداشت ستمگر کہ جفا
برمن کرد ÷ برگردن او بماند و برما بگذشت۔

قال غرض اب جو کوئی یزید اور اوسکے ساتہیون کا دوستدار اور غمخوار ہو
اور اونکو غم اور مصیبت مین نہ دیکہہ سکے تو وہ ماتمداری مین یزید کی موافقت کرے

اقول ہمتو حضرت پیغمبر اور اونکے ساتھیون کے دوستدار اور غمخوار ہین اور حضرت امام کی مصیبت سے اونکو غم اور مصیبت مین حضرت ام سلمہ اور ابن عباس وغیرہ ہمارے سنکر اس ماتم داری مین حضرت پیغمبر کی موافقت کرتے ہین پس یہہ کلمہ بروز قیامت آپ حضرت پیغمبر ہی سے کہیئے گا اور وہی اسکا جواب دین گے ہم اگر یزید پلید اور اوسکے ساتھیونکو اپنی آنکھہ سے غم والم بیحساب اور لعنت وعذاب مین مبتلا دیکھتے تو بھی حضرت امام کا غم ہمارے دلسے کم نہوتا اس لیئے کہ ہمارے پیغمبر کو بعلم الیقین یزید اور اوسکے ساتھیون کا عذاب معلوم تہا مگر اونکے دلسے ہمارے امام کا غم کم نہوا۔

قال بخلاف وقت وقوع واقعہ کے کہ دشمن خوش موجود تھے اور اہلبیت درد ورنج ومصیبت تازہ مین پہنسے تہے اوسوقت غمناک ہونا مقتضائے محبت وبشریت ہے۔

اقول حضرت پیغمبر نے تو قبل از وقوع واقعہ فقط خبر شہادت امام حضرت جبرئیل سے سنکر رنج وغم کیا آپکی طرح اوسوقت خاص کو نہین لیا پس یہہ تخصیص بیکار اور غرض عمدہ ہر وقت اور ہر زمانہ مین اسکا اعلان اور اشتہار اور تا قیام قیامت اس حزن وبکا کا استمرار ہے جیسا کہ کتب فریقین مین آیا اور شاہ عبدالعزیز صاحب وغیرہ علماے ثقات نے فرمایا ہے پس تجدد حزن وبکا ہر وقت مین ضروری ہے مگر آپ حضرت پیغمبر ہی سے ضد اور خلاف کرتے ہین اسمین مجبوری ہے۔

قال قال اللہ تعالی قل صدق اللہ فاتبعوا ملۃ ابراھیم حنیفا وما کان من المشرکین
ت اللہ تعالے فرماتا ہے تو کہہ سچ فرمایا اللہ نے اب تابع ہو جاؤ ابراہیم کی

ملت سے کہ جو ایک طرف کا تہا اور نہیں تہا شریک کرنیوالو نمین فاس آیت سے
اور دیگر آیتون سے ثابت ہے کہ ہمارے دین پر ملت ابراہیم کی تابعداری فرض
ہے اور حضرت ابراہیم کی ملت مین بہت چیزین ہین اونمین سے یہہ بہی ہے
کہ مورتون کا مٹانا اور اپنے قریب اور دوست کی موت مین صبر کرنا اور جزع
اور فزع اور شیون اور نوحے سے دور رہنا سو تعزیہ داری مین سب باتین اسکے
برعکس ہین یہہ باتین عین موت کے وقت بجا ہیئے یہہ جائے سینکڑون برسون
کے بعد ہر سال کرنا۔

اقول حضرت رسول خدا صلعم جو دین حنیف اور ملت ابراہیم پر مبعوث
ہوئے جب وہی امام کے غم مین اور اپنے قریب اور دوست کی موت مین
رونے رولانے اور بکا کو رحمت فرماتے تہے تو معلوم ہوا کہ یہہ منافی صبر نہین
ہے اور اسکے تو آپ بہی قائل ہو چکے ہین مگر شاید بہول گئے اور وہ مورتین
جو حضرت ابراہیم نے مٹائین جاندار کی صورتین تہین سو تعزیہ داری مین سب
باتین اسکے برعکس ہین نہ اسمین کسی جاندار کی تصویر بنتی ہے نکوئی صبر کے
خلاف بات کیجاتی ہے اور ہر سال کرنیمین وہ تجدد تعصود ہے جو اکابر علما کے
قول سے ہم اوپر لکہہ آئے ہین اگر خوبی حافظہ سے سہو ہو گیا ہو یا عبارت
عربی سر الشہادتین سمجہہ مین نہ آئی ہو تو شاہ سلامت اللہ صاحب کا ترجمہ
فارسی سنیئے تا حاضر و غائب برین سانحہ ہوش ربا مطلع شود وہر کس
از دور و نزدیک و ترک و تاجیک برچنین واقعہ غم افزا خبر دار گردد بلکہ مقصود
اصلی و غرض حقیقی ازین ہمہ باقی ماندن غم والم دائم و تذکر و یادگاری وقائع
الم اندود و سوانح غم فرسود درین امت تا قیام قیامت است انتہی۔

قال دوسری آیت مین خدا فرماتا ہے ومن یرغب عن ملة ابراھیم

الا من سفہ نفسہ ت اور کون پسند نرکہے ملت ابراہیم کو مگر بیوقوف ہوا اپنے جی سے۔

اقول اس سے بڑھکر بیوقوف وہ ہے جو حضرت پیغمبر کے طریقہ کو حضرت ابراہیم کے طریقہ سے مخالف سمجھے۔

قال اور صحیح بخاری اور مسلم مین یہہ حدیث ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد یعنے جو کوئی نئی بات نکالے ہمارے اس دین مین جو اوسمین نہو وہ مردود ہے۔

اقول اس حدیث مین وہی احداث مراد ہے جسکو شرع سے کچھ لگاؤ نہو اور وہ احداث بدعت محرمہ ہے چنانچہ قبل اسکے مذکور ہو چکا۔

قال اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو کوئی پیغمبر کے دین کے کامون مین کہ مقرر کرنا احکام شرع کا ہے اپنی طرف سے کوئی نئی بات مقرر کرے کہ جسکی اصل ہی دین مین ثابت نہو اور اپنی طرف سے ثواب اور عذاب کسی کام مین ٹھہرادے تو وہ چیز مردود ہے۔

اقول اور جو اوس نئی بات کی اصل دین سے ثابت ہو تو وہ اس حدیث سے مستثنیٰ اور مقبول ہے چونکہ آپکی عادت بھولنے کی ہے لہذا جتائے دیتے ہین کہ اسکو یاد رکھئے گا۔

قال اب تعزیہ مین دیکھو سو یہی بات موجود ہے۔

اقول لاحول ولا قوۃ اتنا جتایا مگر پہر بہولے صاحب تعزیہ بنانیکی اباحت اصل دین سے ثابت ہے چنانچہ قبل اسکے نہایت تفصیل و توضیح سے بیان ہو چکا پہر تعزیہ مین کہان یہہ بات موجود ہے خود آپ ہی کا یہہ قول مردود ہے۔

قال اول تعزیہ بنانا نئی بات دین مین ہی۔
اقول ہان ہے مگر نئی بات دین مین مطلقاً منع اور بدعت محرمہ نہین ہے چنانچہ اسکی تنقیح مقدمہ مین بخوبی ہو چکی ہے۔
قال کسی پیغمبر یا امام کے شہید ہونے یا مرنے سی شرع مین تعزیہ یا شدہ یا چبوترہ اور کچھہ سوا اسکے بنانا نہین آیا۔
اقول اگر کسی پیغمبر و امام کے واسطے کچھہ بنانا نہین آیا تو حضرت یعقوب پیغمبر نے اپنے واسطے اور حضرت علی نے حضرت خاتون جنت کیواسطے بیت الحزن کیون بنایا۔
قال اور جو باتین تعزیہ کے لیئے مقرر ہین وی باتین انکی سچی قبرون پر بہی درست نہین چہ جائے جہوٹی تربتون پر۔
اقول جب حضرت پیغمبر کی اصلی قبر شریف آپکے پیر عبدالوہاب کے زعم فاسد مین صنم اکبر ہے تو حضرت امام کی نقلی قبر کو جہوٹی سچی کہنا کیا بات ہے باقی جسطرح انکے اصلی مزارون پر فاتحہ درود پڑہنا اور تعظیم و تکریم کرنا چاہیئے ویسی انکی نقلون کے ساتہہ بہی علمای امت اور حامیان ملت کرتے آئے ہین کما مر فتذکر۔
قال دوسرے یہہ کہ تعزیہ بنانا دین کے کام مین گنتے ہین اور اوسکی بنانے والون کو ثواب اور تعریف ٹہراتے ہین اور جو اوسکو برا جانکر نکرے تو اوسکو امام کا دشمن بناتے ہین اور طعن و ملامت کرتے ہین اور ایسا طعن و ملامت سوائے پیغمبر خدا کی بتائی کسی کام مین اپنی طرف سی کرنا درست نہین۔
اقول اصل اس تعزیہ کی شرع مین دین مین حدیث مین قرآن مبین مین سب مین ثابت ہے چنانچہ اسکے شواہد قبل اسکے بہت سے مذکور ہو چکے اب صاحب

غایۃ المرام کا ایک قول مختصر یہان بھی سن لیجیے فرماتے ہین اور جو لوگ کہ اسکو (تعزیہ کو) بدعت سیئہ کہتے ہین وہ لوگ واقف اصل دین اپنے سے نہین ہین اسواسطے کہ اصل اشیا مین اباحت ہے جبتک کہ کوئی دلیل قطعی مانع اوسکی ہو لے انتہی اب بتلائیے کو نسی دلیل قطعی مانع اباحت ہی جو تعزیہ بنانا مورث قباحت ہے اور جن چیزونکی اباحت اصل شرع سے ثابت ہے ایسی چیزون کا منع قرآن مین حدیثون مین کہین نہین آیا ہے۔

قال غرض جب معلوم کر چکے کہ تعزیہ مین یہہ باتین جمع ہین تو رسول خدا کے حکم ثابت ہوا کہ تعزیہ بنانا مردود ہے۔

اقول غرض جب معلوم کر چکے کہ جس چیز کے بنانے مین رجحان شرعی اور اصل شرع کا لگاؤ ہو وہ بموجب حدیث کل شئی مطلق حتے یرد فیہ النھی مباح ہے اور تعزیہ مین یہہ باتین جمع ہین تو حضرت رسول خدا کے حکم سے ثابت ہوا کہ تعزیہ بنانا مباح ومحمود ہے اور اوسکا منع کرنا مردود ہے۔

قال اور یہہ حدیث مشکوۃ شریف مین ہے ومن یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین یعنے جو کوئی جیتا رہا تم مین سے میرے پیچھے سو دیکھیگا بہت اختلاف آدمیون مین پس لازم کہ لو تم اپنے اوپر میری اور میرے خلیفون کی سنت جو رشد والے اور راہ پائے ہوئے ہین۔

اقول یہہ وہی اختلاف ہے جو آپ لوگون وہابیون نے امت مین ڈال رکھا ہے کہ ہر امر مباح کو بدعت کہے جاتے ہو حالانکہ مصیبت مین رونا رولانا سنت پیغمبر وخلفائے راشدین وصحابہ وتابعین وتبع تابعین اور تعزیہ بنانا مبلح اور رونے رولانیکا ... ہے پس اس حدیث کے ذکر کرنے سے آپکا کیا فائدہ اور ہمارا

کیا نقصان ہوا بلکہ امر مباح مین رخنہ نکالئے اور سنت رسول مین اختلاف ڈالنیکا اور اعلان ہوا اگر افسوس کسی نے اس حدیث کے فرماتے وقت آن حضرت صلعم سے یہہ نہ پوچھہ لیا کہ کون کون بزرگوار آپکے خلفاے راشدین ہونگے ورنہ یہہ خلاف کا بہی اختلاف جاتا رہتا اور ہر فرقہ فرقہ واحدہ کیطرح متحد اللفظ اور نہیں شخص معینہ کو خلفای راشدین پیغمبر کہتا۔

قال وعضوا علیہا بالنواجذ اور مضبوط پکڑلو اس سنت کو دانتون سے وایاکم ومحدثات الامور اور بچائے رکھو آپکو نئے کامون سے فان کل محدث بدعۃ جو بات دین مین ٹہرائی گئی سو بدعت ہے وکل بدعۃ ضلالہ اور جو بدعت ہے گمراہی ہے۔

اقول یہان بہی وہی محدثات مراد ہین جنکو شرع سے کچہہ لگاؤ نہو اور بطور تشریع کئے جائین پس ہر ایسا محدث بدعت محرمہ ہے اور ہر بدعت محرمہ بیشک گمراہی ہے۔

قال ف مسلمان کو لازم ہے کہ دین مین اپنی طرف سے کوئی نئی بات نہ نکالے اور نہ اور کی ایجاد پر عمل کرے۔

اقول اگر مطلق نئی بات نکالنا منع ہوتا تو قرآن کا جمع کروانا لکھوانا اور سکا معرب کرنا سورو آیات کا ترتیب دینا جو حضرات خلفا اور صحابہ کیوقت مین ہوا یہہ سب سنت خلفا مین نہ گنا جاتا بلکہ بدعت محرمہ کہلاتا پس یون کہنا چاہیئے کہ مسلمان کو لازم ہے کہ دین مین اپنی طرف سے کوئی نئی ایسی بات نہ نکالے جسکو شرع سے کچہہ لگاؤ نہو اور محض بطور تشریع کے ہو اور نہ اور کی ایسی ایجاد پر عمل کرے۔

قال اور تعزیہ بنانا بیشک بعد مدت کے پیغمبر اور امام کے پیچھے اہل بدعت نے

ایجاد کیا ہے اور پیغمبر اور اونکے خلیفونکی سنت سے باہر ہے اور بدعت اور گمراہی مین داخل ہے۔

اقول اگر تعزیہ بنانا اہل بدعت نے ایجاد کیا ہوتا تو کبھی اہل سنت اوسکی مبالغ ہونے اور بنانیکا فتوی نہ دیتے اور نہ اوسکی تعظیم کرتے اور نہ اوسکے سامنے ادب سے استادہ ہو کر فاتحہ اور درود پڑھتے مذہب جدید وہابی البتہ بعد مدت کے پیغمبر اور امام کے بعد عبدالوہاب بدعتی نے ایجاد کیا ہے اور حضرت پیغمبر اور اونکے خلیفونکی سنت سے باہر ہے اور بدعت اور گمراہی مین داخل ہے۔

قال اب اہل سنت کو چاہیئے کہ ایسے کاموں مین اپنے نام کا پاس کرین بڑی شرم کی اور حیف کی بات ہی کہ اہل سنت ہو کر اہل بدعت کے کام کرو برائے خدا اپنی ناموری مین بٹہ نہ لگاؤ اور ایسی بدعت کو دل سے بہلاؤ اور اپنے تئین اہل سنت کے طریقہ پر چلاؤ مثل ہے کہ جسکا کہائیے اوسکا گائیے

اقول اب اہل سنت کو چاہیئے کہ ایسے وہابیوں کو اہل سنت بننے سے روکین اپنے نام کا پاس کرین یا اونکو سمجھائین اور اسطرح راہ پر لائین کہ بڑی شرم کی اور حیف کی بات ہے کے اہل سنت بنو اور اہل بدعت کی پیر عبدالوہاب کی غلامی کر کے اہل سنت کی بدنامی کرو برائے خدا ہماری ناموری مین بٹہ نہ لگاؤ اور اوس بدعتی کو دل سے بہلاؤ اور اپنے تئین اہل سنت کے طریقہ پر چلاؤ مثل ہے کہ جسکا کہائیے اوسکا گائیے۔

قال اور حضرت نے فرمایا ہے من وقر لصاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام ت جو کوئی تعظیم اور بزرگی کرے بدعت والے کی بس وہ مدد کرتا ہے اسلام کے ویران کرنے مین۔

اقول اس حدیث مین بہی وہی بدعت سیئہ مراد ہی نہ بدعت حسنہ چنانچہ کتاب غایۃ المرام میں حافظ ابو محمد عبد الرحمن سے منقول ہے فالبدعۃ الحسنۃ متفق علی جواز فعلہا والاستحباب بہا یعنے بدعت حسنہ کے کرنے اور اوسکے جائز اور مستحب ہونے پر سب مسلمانونکا اتفاق ہے۔

قال ف اب ذرا عقل صحیح سے سمجہو کہ جب اہل بدعت کی عزت کرنےمین یہہ خرابی لازم ہو تو پہر جو شخص خود بدعتی ہو اوسکا کیا حال ہوگا۔

اقول وہی حال ہوگا جو آپکا ہوا سے در خانہ اگر کس است یکحرف بس است

قال اور علمانے لکہا ہے کہ بدعت کا رتبہ فسق سے ہی زیادہ بدتر ہے کیونکہ فاسق فسق کو گناہ جانتا ہے اور توبہ اوس سے واجب سمجہتا ہے بخلاف اہل بدعت سکے کہ بدعت کو اپنے اعتقاد اور گمان مین نیک جانتا ہے اور اوسپر اصرار کرتا ہے اسمین توبہ کا کیا دخل۔

اقول علمائے اسلام نے جو ایک قسم خاص کو بدعت محرمہ لکہا ہے وہ بدعت البتہ فسق سے ہی بدتر ہے اور ایسا ہی بدعتی بدکو نیک بلکہ ہر نیک و بد کو ایک سمجہتا ہے پہر اسمین واقعی توبہ کا کیا دخل۔

قال اور ہم تمسے پوچہتے ہین کہ تم تعزیہ بنانا برا جانتے ہو یا بہلا۔

اقول یہہ سوال ہی مہمل ہے جو بوڑہا ہو کر بچونکی ایسی باتین کرے اوسکا کیا جواب ہے۔

قال اگر برا جانتے ہو تو بے پوچہے چہوڑ دو۔

اقول ایسے تو دنیا مین ایک آپ ہی دکہائی دیتے ہین کہ نعمت البدعۃ کو بئست البدعۃ کہے جاتے ہین اور پہر اوسیکو کئے جاتے ہین اور کوئی ایسا نہین کہ کسی چیز کو برا جانے اور پہر اوسکو ثواب سمجہکر کرے۔

قال اور جو نیک جانتے ہو تو جو شخص بدعت کو نیک سمجھے اور اوسمین اللہ کی نزدیکی جانے وہ شخص اسلام سے خارج ہے۔

اقول ہزار مرتبہ کہہ چکے کہ تعزیہ بدعت محرمہ نہین بدعت محرمہ کہ جو نیک سمجھے اور اوسمین اللہ کی نزدیکی جانے وہ تو ضرور اسلام سے خارج ہے مگر جو امر مباح کو بدعت ٹھہرائے اور شعائر امام کو مٹائے اور اوسمین اللہ کی نزدیکی جانے مسلمانو کا کہنا نہ مانے اوسنے کیا اسلام کا قبالہ لکھوالیا ہے۔

قال چنانچہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے عن حذیفہ قال قال رسول اللہ صلعم لایقبل اللہ لصاحب بدعۃ صوماً ولا صلوۃ ولا صدقۃ ولا حجاً ولا عمرۃ ولا جہاداً ولا صرفاً ولا عدلاً یخرج من الاسلام کما یخرج الشعرۃ من العجین یہہ حدیث کتاب ابن ماجہ مین لکھی ہے یعنی قبول نہین کرتا خدا بدعت والے کا روزہ نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ نفل نہ فرض اور وہ خارج ہوتا ہے اسلام سے جیسے خارج ہوتا ہے بال گوندہے آٹے سے۔

اقول یہہ وہی بدعت محرمہ منہی عنہا ہے جو ضلالت اور گمراہی ہی جسکا کرنیوالا خارج از اسلام اور واہی ہے۔

قال ف اب ذرا خدا سے ڈرو اور بدعت نکرو کہ اس سے زیادہ کیا بدبختی ہے بدعت کے کرنے مین دین و دنیا دونون کا نقصان ہے محنت برباد گناہ لازم۔

اقول خدا سے تو ہم ہر حال مین ڈرتے ہین مگر بدعت محرمہ نہین کرتے ہین اب تم خدا سے ڈرو اور امور حسنہ کو بدعت سیئہ سے جاہلوئین اپنا وقار بڑہانے اور نفع پانے کے لیئے تعبیر نکرو کہ دین و دنیا دونون کا نقصان ہے نفع موہوم ضرر جازم محنت برباد گناہ لازم۔

قال اور تفسیر درمنثور کہ تصنیف علامہ جلال الدین سیوطی کی ہے اوسمین یہہ

حدیث ہے من زار قبرا بلا مقبور فہو ملعون یعنے جسنے زیارت کی ایسے قبر کی جسمین کوئی گڑا ہنو پس وہ شخص ملعون ہے اور شرح برزخ مین روایت ہے طبرانی اور بیہقی اور ترمذی سے من زار قبرا بلا مقبور فکانما عبد الصنم یعنی جسنے زیارت کی خالی قبر کی عبادت کی بت کی۔

اقول اسکا جواب مولوی عبد الواحد خان صاحب نبیرہ مولوی عبد العلی صاحب مندراسی نے اپنی بعض تصانیف مین یہہ دیا ہے وبعضے مردم این عصر کہ بسند حدیث من زار قبرا بلا میت او بلا مقبور فقد اثم وکفر تعزیہ شریف را بر آن منطبق کردہ امتناع آن می کند غیر معقول اولا حدیث مذکور در صحاح بہم در دیگر کتب حدیث معتبرہ مذکور نیست و راوی این حدیث مجہول و نامعلوم والفاظ حدیث مختلف ہیچو حدیث از قرآن اعتبار ساقط است وبالفرض اگر حدیث مذکور صحیح بودہ باشد از جملہ احاد است و تواتر و اجماع است بر حصر از خبر احاد حسب قاعدہ اصول نمی شود وسوای ازین تعزیہ امام علیہ السلام قبر جعلی نیست اینے کسی نمی گوید کہ جسم شریف حضرت امام حسین علیہ السلام درین قبر تعزیہ دفن است ودر کربلا جسم آن حضرت دفن نیست کہ آن قبر جعلی باشد بلکہ نقل قبر است وآن جائز است بموجب حدیث نبوی صلعم چنانچہ مذکور خواہد شد انتہی

قال یعنے حقیقت بت پرستی کی یہہ ہے کہ ایک چیز کی نقل بناکر بجای اصل کے اوسکی عزت اور تعظیم کیجیے ویسا ہی خالی قبر کا زیارت کرنیوالا بہی ہوا کہ نقل کو اصل کی جگہہ بوجہا اور تعزیہ مین بہی خالی قبر بنا مین کوئی شخص اوسمین دفن نہین ہے۔

اقول یہہ نقل بنانیوالے اور اوسکی تعظیم کرنیوالے پر طعن نہوی بلکہ اصل

حکم دینے والے یعنے حضرت پیغمبر پر ہوئی جنہون نے خطوط قبر والدین کی
تقبیل اور تعظیم کا مثل اصل قبور حکم فرمایا پس یہہ خالی قبر کا زیارت کرنیوالا
اپنے دل سے نقل کو اصل کی جگہہ نہین سمجھا بلکہ پیغمبر کے حکم کو بجالایا پس جو
تابع حکم رسول کریم ہین اونکے نزدیک تعزیہ شریف اور اوسکی خالی ترتبیر
بہی اسیطرح لائق تعظیم ہین اب اگر آپکے زعم ناقص مین حقیقت بت پرستی
کی یہی ہے کہ ایک چیز کی نقل بناکر بجاے اصل کے اوسکی حرمت اور تعظیم کرے
تو خدا کی پناہ ہملوگونکا کیا ذکر خود حضرت پیغمبر ہی بت پرستی کا حکم دینے لگے
اور بیباکانہ امت کا اتنا بڑا سخت الزام اپنے اوپر لینے لگے ۵ معاذ اللہ پیغمبر حکم
دیوین بت پرستی کا ؎ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔

قال غرض یہہ تعزیہ قابل زیارت کے نہین ہین بلکہ لائق غارت کے ہین کیونکہ
محض لکڑیان اوکہپاچین ہین۔

اقول اللہ اکبر آپکی اس گستاخی اور شرارت و اطلاق لفظ غارت پر ہمکو بے اختیار
اسوقت وہ بلوہ یاد آگیا جو بعد شہادت امام مظلوم اہلبیت عصمت و طہارت پر
ہوا ۵ خیمہ مین جب دہنسے وہ لعین چہاتیان تنے ؎ بیٹی چہپی تہی مان سے
مان بیٹی سے کنے ؎ کیا ہوے اون غریبون سے جنپر یہہ آ بنے ؎ جنزا ہنکے
دین خدا و پیمبر کے واسطے۔ سچ ہے جب آپکے پیشوای معلوم اور شامیان شوم
کے نزدیک اہلبیت عصمت و طہارت لائق غارت کے تہے تو آپکے نزدیک
تعزیہ لائق غارت کیون نہونگے اب یزید کی جگہہ آپ اور اہلبیت کی جگہہ اونکی
یہہ نشانیان باقی ہین پس بتقلید یزید انکو غارت کیجیئے اور اس غارت کا صلہ
بروز قیامت یزید سے خاطر خواہ لیجیئے بلکہ اگر تعزیون کی طرح بدلیل علیل
محض لکڑیان اور کہپاچین ہونے کی منبر رسول اور باب اور ستونہاے مسجد

اور میزاب حرم اور دولاب چاہ زمزم وغیرہ کو بھی مدغار تکری مین لائیگا
تو بہی اوسی سرکار سے زیادہ جائزہ وانعام پائیگا۔

قال اور اس مقام مین فاتحہ ودرود پڑہنا نہایت بے ادبی ہے جسطرح
پاخانے مین قرآن کی تلاوت کرتے کہ محل نجاست ظاہری ہی اسی طرح یہہ مقام
محل نجاست باطنی ہے اسکا دور کرنا مناسب اور لازم ہے چہ جائے قرآن
اور درود پڑہنا۔

اقول اب تعفن اخلاط عصبیت ومادہ فاسدہ وہابیت کی یہہ نوبت
پہونچی کہ فضلہ باطنی اوبلنے لگا قلب ماہیت ہوکر پاخانہ موہنہ سے نکلنے
لگا اگر باطن صاف اور ظاہر مین کچہہ انصاف ہوتا تو کبہی یہہ بے ادبی کا
کلمہ زبان پر نہ آتا بلکہ بمقتضائے حمیت اسلام اس مقام پاک مین علمای
کرام کے باادب ایستادہ ہوکر فاتحہ ودرود پڑہنے کا خیال کیا جاتا جو اسر
تعظیم تعزیہ و فاتحہ ودرود کو تعظیم و فاتحہ امام علیہ السلام جانتے تھے
اور اسکا ادب امام کا ادب مانتے تھے چنانچہ قبل اسکے کتاب ازالۃ الاوہام
مولوی عبدالواحد خان صاحب مندراسی سے ہم یہہ پوری کیفیت بتفصیل
اسمائے علمائے فرنگی محل لکہنو وکلکتہ و مدراس وغیرہ لکہہ آئے ہین پس
حسب افادہ علمائے موصوفین جسطرح تعظیم و فاتحہ تعزیہ شریف تعظیم
و فاتحہ امام ہدی ہے ویسی ہی اہانت اوسکی اہانت حضرت سید الشہدا ہے
اب غور کرنا چاہئے کہ اس نجاست باطنی وظاہری کا اثر کہانتک پہونچتا ہے
بیشک ہمارے امام اپنے جد امجد حضرت رسولخدا کے ورثہ دار ہین چنانچہ
کتاب روضۃ الاحباب مین عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ مین نے
حضرت پیغمبر کو کبہی قریش کے حقمین دعائے بد کرتے نہین دیکہا مگر ایکروز

کہ آپ خانہ کعبہ مین نماز پڑہتے تہے اور ابو جہل مجمع قریش مین بیٹہا تہا اور اوسکے
متصل ایک اونٹ نحر کیا گیا تہا اور اوسکا شیمہ وہان پڑا تہا ابو جہل نے کہا
کون ہے جو شیمہ خون اور لید بہرے ہوے کو اوٹہا لاوے اور جب محمد سجدہ مین جاوین
تو اونکے دونون شانون کے بیچ مین رکہدے عقبہ بن معیط ملعون نے وہ شیمہ
چرک آلودہ اوٹہا لیا جب حضرت سجدہ مین گئے تو اوس بیحیا نے ابین منکبین
آن حضرت صلعم رکہدیا آپنے سجدہ مین توقف فرمایا کفار اسقدر قہقہہ مارکر
ہنسنے کہ قریب تہا کہ ایک دوسرے پر گر پڑین اوسوقت آپنے اونکے حقمین
بد دعا کی انتہی پس جسطرح اوس ابو جہل نے آن حضرت پر نجاست ڈلوائی
ویسے ہی ہمارے ابو جہل نے نجاست ظاہری و باطنی کی تعزیہ پر نہین بلکہ باعتبار
انتساب الی الاصل حضرت امام پر تہمت لگائی اب امام تو دنیا مین بحیات
دنیوی موجود نہین جو اپنے جد امجد کیطرح بد دعا کرین مگر ہم خدا سے دعا
کرتے ہین کہ الہی روز قیامت ان بیادبی کرنیوالون کے گریبان اور ہمارے
ہاتہہ ہون اور یہہ ہمارے رشتہ کے چچا اوس روز اوسی رشتہ کے چچا کے
ساتہہ اور ہم رشتہ کے بہتیجے اونہین رشتہ کے بہتیجے کے ساتہہ ہون آمین
قال اور حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے انا بریٔ ممن حلق وصلق و
خرق حدیث مشکوۃ مین ہے یعنے رسول خدا نے فرمایا کہ مین بیزار ہون اوس
شخص سے جو سر کے بال نوچے مصیبت مین اور آواز سے چلا کر روئے اور گریبان
پہاڑے و چہاتی کوٹنا اور سر پیٹنا اور نوحہ کرنا اور جو کام ایسا ہے مطلق
حرام ہے موتکے وقت ہو یا بعد اوسکے کسیکے واسطے درست نہین پسر ہو
یا پیغمبر امام ہو یا شہید۔
اقول چہاتی کوٹنے اور سر پیٹنے کا تو اسمین ذکر نہین علاوہ بریں ماسبق

مین اسکا جواب ہوچکا اور آن حضرت صلعم کا حضرت امیر حمزہ پر آواز سے چلا کر رونا بھی مذکور ہوچکا ہے پہر اوسی کی تجدید و تائید مستدرک حاکم کے ان فقرات سے کریجیے فسار رسول اللہ صلعم نحوہ فلما رای حثبتہ بکی ولما رای ما مثل بہ شہق یعنے پس حضرت رسول خدا صلعم نعش حضرت امیر حمزہ کیطرف چلے جب اونکی نعش کو دیکھا روئے اور جب دیکھا کہ اونکو مثلہ کر ڈالا ہے چیخین مار کر رونے لگے۔

قال اور اس محرم سے ماتمداری کی بنیاد نکالی ہوئی ہے مختار ثقفی کی کہ وہ مرد دنیا دار جاہ امام کے نام سے لوگون کو اپنے دام مین لا کر چاہتا تہا کہ سلطنت حاصل کرے اور حقیقت مین اوسکو امام سے کچہہ کام نتہا کسواسطے کہ وہ بڑا چیا در پردہ آپ نبوت کا دعوی کرتا تہا کہتا تہا کہ میرے پاس جبرئیل آتے ہین

اقول مختار جرار پر یہہ غیظ و غضب آپکا فقط اسوجہ سے ہے کہ اوس بہادر نے یزیدیون کے مجمع کو درہم و برہم اور ڈہونڈ کر قاتلان امام مظلوم کو واصل جہنم کیا بڑا کفر توڑا کسی ناصبی و شامی کو زندہ نچھوڑا اس غصہ مین آپسے اور تو کچہہ بن نہ آئی اوس بیچارے پر دعوی نبوت کی تہمت لگائی پہر اس دعوے پر یہہ سند لاتے ہین کہ کہتا تہا میرے پاس جبرئیل آتے ہین حالانکہ وہ اپنی عقل و فراست سے جو بات کہتے تہے اکثر اوسکا ظہور ضرور ہوتا تہا بوجہ بعضے جہلا کو نزول وحی کا اوپر گمان ہوتا تہا چنانچہ روضۃ الصفا مین مذکور ہے۔ وجمعی از جہلائے آن دیار صدق قول مختار را مشاہدہ کردہ گمان بردند کہ بروی وحی نازل می شود شعبے بایشان گفت کہ ازین عقیدہ رجوع کنید کہ امثال این حکایات ناشی از فراست مومن می باشد چنانچہ رسول اللہ فرمود کہ فراسۃ المومن لا یخطی انتہی اور صاحب نزہہ نے مرزبانی سے

نقل کیا ہے کہ مختار را غلامی بود کہ جبرئیل نام داشت در محاورات خود میگفت
کہ جبرئیل بمن چنین چنین گفت بمن با جبرئیل چنین گفتم بمردم جہال منظنہ خلاف واقع
می شد۔ اور شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ مین فرماتے ہین کہ در اصلاح برخی
ازاغلاط لفظ جبرئیل بر واقعہ نویس اطلاق می کنند ولا مشاحۃ فی الاصطلاح
ولا فی التسمیۃ بہذا الاسم انتہی پس حسب تصریح شیعے جو اکابر علماے
ہین مختار ایک مرد مومن تہا جسکو آپنے بسبب قتل اور استیصال قتلۂ امام
از راہ عداوت یحییٰ مردود و مدعی نبوت نافرجام بنایا اوسکے غلام کو چہوڑ
حضرت جبرئیل کا آپنکا حاشیہ چڑہایا پہلے کہا محرم کی ماتمداری کی بنیاد اوسنے ڈالی پہر
کہا امام سے کچہہ اوسکو کام نتہا یہہ بات نکالی حالانکہ محرم کے ماتمداری کی
بنیاد حقیقت مین خدا ورسول کی ڈالی ہوئی ہے جو قیامت تک نہین ہوتوٹ
ہوسکتی آپ تو خود اوپر کہہ آئے ہین کہ حضرت جبرئیل نے آکر خبر اس واقعہ کربلا
کی حضرت کو کردی تہی شاید سہو ہوی یا حضرت جبرئیل سے وہی مختار والے
جبرئیل آپ سمجہے۔

قال اور اصل مین یہہ سب رسمین مجوسیونکی ہین کہ وہ اپنے بزرگونکی مصیبت
مین ماتمداری اور نوحہ وزاری کرتے ہین۔

اقول اپنے عزیز اور بزرگ کی مصیبت مین حضرت رسولخدا روی حضرت فاطمہ
روئین حضرت علی روئے حضرت عائشہ روئین اپنے بہائی کی نعش کا جلنا سنکر
نہنی بکری کا کہانا چہوڑ دیا صحابہ نے آن حضرت کی مصیبت مین سخت ماتمداری
اور نوحہ وزاری کی آپ اپنے تعصب کی جہالت مین بے تکان ایسا کلمہ مستہجنہ
کہہ بیٹہے جس سے جمہور علمای اسلام کے نزدیک حد شرعی کے مستحق ہوگئے

قال اور نیلے کپڑے پہنتے ہین۔

اقول شریعت اسلام میں سیاہ اور نیلے کپڑے مردونکا پہنا مکروہ ہے عورتون کو وہ بھی نہین فتاوی عالمگیری وغیرہ ملاحظہ ہو اور ماتمداران امام عالی درجات خصوصاً قوم سادات تو نیلے کمتر اور سبز بیشتر پہنتے ہین جو بنا بر تصریح صاحب اسعاف الراغبین افضل الالوان اور مخصوص اہل جنت اور موقف مین ملبوس نبی رحمت ہے

قال اور نصاری کا بھی یہی معمول ہے کہ جب اونکے یہان کوئی مرتا ہے تو سیاہ لباس پہنتے ہین۔

اقول اگر عمامہ اور موزہ سیاہ ہو تو کچھہ مضائقہ نہین مگر خلفائی عباسیہ کا لباس بھی اکثر سیاہ ہوتا تھا چنانچہ مختصر تاریخ بغداد مین منقول ہے کہ آن حضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک روز جبرئیل قبائی سیاہ پہنے اور عمامہ سیاہ باندہے ہوئے میرے پاس آئے مین نے کہا یہہ کیا صورت ہے کہ مین نے کبھی تمکو اس صورت سے آتے نہین دیکھا جبرئیل نے کہا یہہ صورت اون بادشاہونکی ہے کہ جو آپکے چچا عباس کی اولاد مین ہونگے مین نے پوچھا وہ حق پر ہین جبرئیل نے کہا ہان حضرت نے اونکے لیئے دعا کی جبرئیل نے کہا کہ آپکی امت پر ایک زمانہ آویگا کہ خدا اسلام کو اس سواد سے عزت دیگا انتہی ابتو شاید آپکے نزدیک سیاہ کپڑے پہنے مین کچھہ مضائقہ نہو بلکہ اسلام کی عزت سمجھی جائے۔

قال اور حضرت عیسی علیہ السلام کی شکل سولی پر دہرنی کی جسکو چلیپا کہتے ہین وہ بناتے ہین کہ اسکو دیکھہ کر حضرت عیسی کے واقعہ پہ غم و رنج کرین گویا انکا یہہ تعزیہ ہے کہ اپنے پیغمبر کے غم اور مصیبت کو یاد کرنے کے واسطے یہہ صورت مقرر کی ہے۔

اقول جب آپ خود یہہ کہتے جاتے ہین کہ وہ چلیپا یعنے حضرت عیسے علی نبینا و آلہ وعلیہ السلام کی شکل سولی پر دہرنے کی بناتے ہین پہر اونکا یہہ تعزیہ کیونکر

ہوا پہلا تعزیہ مین امام علیہ السلام کی شکل کیسے بنائی جاتی ہے اور چلیپا کو بنا کر اپنے پیغمبر کی مصیبت مین کیسے روتے رولاتے ہین جو آپ گویا اونکا یہہ تعزیہ جھلاتے ہین پس دروغ بیفروغ سے کیا فائدہ۔

قال مسلمان کو لازم ہے کہ مشابہت کفار سے آپ کو بچاوین اور انکے کام آپ نکرین کیونکہ حدیث مین آیا ہے جو جس قوم کی مشابہت پکڑے وہ اوسی قوم سے ہے

اقول اور مسلمان کفار کی مشابہت نہ بناوین اور اونکے کام نکرین بلکہ زبردستی کوئی مشابہت کا عیب لگاوے تو اوسکی کیا سزا ہے۔

قال اب ای مسلمانون تمہاری خدمت مین یہہ عرض ہے کہ جب تم ایسے کامونکی مناہی اور تعزیہ کی برائی سب طرح سے دریافت کر چکے تو اب تمکو لازم اور فرض ہے کہ بدعت اور گمراہی سے باز آؤ۔

اقول اب ای مسلمانون و بیناریہا نیو تمہاری خدمت مین یہہ عرض ہے کہ جب تم ایسے مباح کامون کی خوبی اور تعزیہ کی بھلائی کتاب و سنت اور اجماع امت سب طرح سے دریافت کر چکے تو اب تمکو لازم اور فرض ہے کہ کسیکی بدعت اور گمراہی اور دہوکا دینے پر نجاؤ اور جہانتک ممکن ہو تعزیہ داری کو بڑہاؤ اور تعزیہ بناؤ

قال اسمین دو فائدہ ہین اول دنیا مین ہر سال ناحق مال خراب اور زیر باری اور قرضداری سے بچوگے دوسری بعد مرنیکے شرع کی مخالفت کے سبب اپنی قسمت تباہ نہ کروگے۔

اقول تعزیہ داری مین کچہہ زیر باری اور قرضداری کی تکلیف نہین دی گئی بقدر امکان جو کچہہ اسمین صرف ہو وہ صرف خیر ہے اسراف نہین اور جب بدلائل شرع موافقت اسمین ثابت کر دی گئی تو پہر شرع کے خلاف کہے جانا بالکل ہٹ دہرمی ہے انصاف نہین۔

قال اور اسکا خیال نکرنا کہ اگر ہم یہہ باتین بدعت کی چھوڑ دینگے تو لوگ ہم پر طعن اور
بہتان کرینگے اور برادری کے نادان لوگ لڑینگے۔

اقول واقعی اظہار امر حق مین یگانہ و بیگانہ کسی سے نہ ڈرنا چاہیئے اور جس بات پر جمہور
علمائے امت اور کتاب و سنت کا اتفاق ہو وہ اختیار کرنا چاہیئے آنحضرت
صلعم نے آغاز کار اقارب کے ہاتھون سے کیا کیا صدمہ اوٹھائے لیکن بحکم وانذر
عشیرتک الاقربین کبھی اونکی تخویف و ہدایت سے باز نہ آئے اسیطرح ہم بھی
اگر برادری کے چند نادان لوگون کے بیجا لڑائی کا خیال کرتے تو آپکے امر رسالہ کا
جسمین بظاہر بدعت سے ممانعت اور حقیقت مین سخت بدعت ہے نہ دیکھتے
نہ کچھ قیل و قال کرتے خوردی اور بزرگی کا اعتبار نسب پر نہین دین کی راہ سے
ہمکو نہ بزرگی ابوجہل مین ہے نہ ابولہب مین ہے افسوس ہے غیر قوم کے لوگ
جنکو توفیق الہی ملے وہ امام علیہ السلام پر اپنی جانین فدا کرین اور آپ اولاد
حسن حسین کہلا کر شعار حضرت امام کی سعایت اور یزید پلید کی اطاعت و
حمایت پر مرین سچ ہے یہ فضل حق جنہین تکیہ تہا ملی اونکو نجات جنکو دانائی کا دعوی تہا وہ نادان
نکلے ایک حر ایک پسر ایک غلام ایک بہائی فوج کفار سے یہہ چار مسلمان نکلے

قال بہلا جب خدا اور رسول و امام خلقت کی طعن اور ملامت سے نہ بچے تو تم
مسلمان بیچارے خلق کی زبان سے کب بچو گے۔

اقول واللہ سچ ہے آپ ہی اپنے رسالہ مین دیکھیے کہ خدا و رسول سبکو نہ چھوڑا
اور امام پر تو وہ کہلی کہلی طعن و ملامت کی رونے رلانے بے صبری کے
طعنے دیئے کس بے ادبی سے اونکے نام لیئے آپ اونکی گت بنائیے ہندوون
تہمت لگائیے حالانکہ کوئی کافر ایسا نہ کرتا مسلمان کا تو کیا ذکر مگر ہان ویسے
مسلمان جنہون نے باوجود ادعائے اسلام حضرت امام کو شہید کیا۔

قال خدا و رسول کی رضامندی پر نظر رکہنا چاہیے اور ونکی ناخوش ہونے اور ناپسند کرنے سے خوف نکہائے کہ آخر دنیا سے جاتا ہے اور اللہ اپنے خالق اور مالک کو مونہہ دکہاتا ہے۔

اقول قال اللہ تعالی اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم سو آپ بہی اونہین لوگون مین ہین کہ اور ونکو نیک بات بتلادین اور اپنے نفسکو بہلادین قال پیغمبر خدا نے فرمایا ہے من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد یعنے جو کوئی چنگل مارے اور عمل کرے میری سنت پر میری امت کے فساد کیوقت تو اوسکو سو شہیدون کا ثواب ہے ف یعنے شہید اوسے کہتے ہین جو اللہ کی راہ مین زخم اوٹہاوے اور جان سے ملا جاوے اور ایسے زمانہ مین کہ ایک جہان رسومات بدعت مین گرفتار ہو اور سنت بجالانے مین ہر کسی کو عار ہو او سوقت سنت پر عمل کرنا گویا جیتے جی مرنا ہے کہ ایک عالم سے لڑنا اور ہردم تیر اور تلوار طعن اور ملامت سے آپکو افگار کرنا شہید جسمی ایک بار مرتا ہے اور یہہ شہید روحی ہر دم اولٹی بہرتا ہے اسواسطے اللہ تعالے ایسے مجاہد کو ثواب سو شہید کا عطا کرتا ہے۔

اقول اور جو حضرت امام شہید راہ خدا و دیگر شہدای کربلا کی شہادت کو چہپاوے اونکی شعائر کو مٹاوے تعزیہ بنانے غم والم کرنے رونے رولانے سنت رسول کے بجالانے کو بدعت ٹہراوے سینکڑون طعنے دیکر حضرت امام کا نام ہیچ تہا لیکر اونکی شہادت کے بعد بہی اونکی ایذا دہی سے نباز آوے کاری زخم بدزبانی کے لگاوے اوسکو کتنے شہیدون کے شہید کرنے کا ثواب ملتا ہے اگر انہین بہتر شہیدون کے شہید کرنیکا ثواب ملا تب تو آپکا بڑا نقصان ہوگا یہہ کچہہ بعین صاحب اور بڑہانے بہلا ہزار شہیدون کے شہید کرنیکا تو ثواب پائیے۔

قال اب سمجھو کہ جب ایک شہید کا اسقدر عظیم ثواب ہے تو سو شہیدون کا کیا حساب ایسی باتون پر اہل ایمان کو جان دینا سزاوار ہے نہ جاگے طعن اور خوف نان

اقول یہہ تو آپ ہی کو سمجھنا چاہیئے کہ جب ایسی باتون پر اہل ایمان کو جان دینا سزاوار ہے نہ جائے طعن اور خوف نان پہر آپ سنت پیغمبر ؐ کے بجالانے یعنے مصیبت امام ؑ پر رونے رولانے سے کیون ہمپر طعن کرتے اور جھگڑا و فساد مچاتے اور نہایت بے ادبی اور گستاخی سے اسکو بدعت ٹھہراتے ہین

قال اور لوگ دنیا کے واسطے کیا کچھہ محنت اور ملامت اوٹہاتے ہین ہمتو تمکو محض خدا کے واسطے بتاتے ہین۔

اقول یہہ دعوی فقط زبانی ہے اور دل مین تو کچھہ اور ہی ٹہانی ہے جو اس رسالہ کے ہر فقرہ اور آپکی ہر بات سے ظاہر اور خدا خوب اوسے ماہر ہے اوسکے سامنے کوئی مکر و فریب چل نہین سکتا اوسکے احاطہ قدرت سے کوئی باہر نکل نہین سکتا جسکی وہ ہدایت کرے وہ کبھی کسیکے بہکانے پر راہ راست سے نہ پہرے گا بلکہ بہکانے والا آپ ہی اوندہے موہنہ دوزخ مین گریگا۔

قال اور جو اسپر بہی نہ سمجھو تو بہاڑ مین جاؤ اور اپنا سر کہاؤ موت قریب ہے منکر و نکیر سمجھا دینگے۔

اقول ابتدا تو آپنے اپنے اس آخری وعظ و نصیحت کی یہہ کی تہی کہ (اب ای مسلمانون تمہاری خدمت مین یہہ عرض ہے جس سے ہم اب سمجھے تہے کہ اب آپ اپنے مزاج کے خلاف لینت اور نرم زبانی سے کام لینگے مگر انتہا بیچارے مسلمانونکی یہہ ہوئی کہ (بہاڑ مین جاؤ اپنا سر کہاؤ موت قریب ہے منکر و نکیر سمجھا دینگے) اب ہمکو اس بات کا سخت افسوس ہے کہ اس آپکے برے خاتمہ سے آپکی خیریت نظر نہین آتی موت بیشک

قریب ہی مگر سمجہنا دنیا ہی مین چاہیئے بعد موت کے پہر سنکر نکیر ہون یا مبشر و
بشیر ہون کسیکا سمجہانا کچھہ کام نہ آئیگا اگر اسی حالت مین دنیا سے گئے تو اوس آتش
سوزان اور لہیب نیران سے جسکا ہر ذرہ پہاڑ اور ہر شعلہ پہاڑ ہی کوئی نہ بچا ویگا
پس مسلمانونکا ساتہہ دیجئے اور وہ کام کیجئے کہ آپ بہی ہم سب سچے مسلمانون کے ساتہہ
ہاتہہ مین ہاتہہ بہشت برین مین داخل اور رحمت رب العالمین سے واصل ہون الٰہی
جیسا ہماری اس رسالہ کا اچہا خاتمہ ہوا ویسا تو اپنی رحمت اور اپنے حبیب اور اونکی آل
پاک کے طفیل اور شفاعت سے ہمارا خاتمہ بہی بخیر کرنا آمین یا رب العالمین

الحمد للہ والمنہ کہ باوجود شدائد و ورہائے متواتر مرض جسکو خدا ہی خوب جانتا ہی
اس عجالہ مسمی بنصر المومنین جواب رسالہ ہدایت المومنین کو
پانچوین شہر رجب روز سہ شنبہ ۱۳۱۵ ہجری سے مین نے
شروع کیا اور باوصف ضیق مجال و شدت و قوت مرض
وضعف واضمحلال تنہا بنفس حزین بلا ناصر و معین
۲۷ شہر شعبان ۱۳۱۵ھ روز جمعہ تخمیناً ایک
مہینا تیئیس ۲۳ روز مین ختم کر دیا اللہ تعالےٰ
اس سے سب برادران ایمانی کو
نفع پہونچاوے بمحمد وآلہ عبدہ
المذنب ریاض الحسن غفر اللہ
لہ ولوالدیہ و
احسن الیہما
والیہ

تمام شد

کتاب نصر المومنین جواب رسالہ ہدایت المومنین

حسب فرمائش عالیجناب فیض مآب سید محمد اصغر صاحب رئیس اونام دام اقبالہ
مقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج مطبوعہ مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی رضوی

تقریز و قطعہ تاریخ

از نتائج فکر شاعر شیرین کلام مداح امام علیہ السلام عالیجناب فیض مآب عباس علی صاحب
متخلص بعالی بر کتاب نصر المومنین مصنفہ جناب مستطاب مولوی سید ریاض الحسن صاحب دام فیضہ

ملک قدر سید ریاض الحسن — کہ باد ابر و رحمت ذو المنن
محقق بعلم حدیث و کلام — کسے در کمالش ندارد کلام
مناظر چو او بر بساط زمین — ندید است چشم سپہر برین
برد نواصب چو گیرد قلم — قلم بر سوالش کشند یکقلم
رقم زد برد نواصب کتاب — بنور و ضیا غیرت آفتاب
از وہست روشن چو مہر مبین — شکست عدو و نصرت مومنین
نمود از صحاح مخالف رقم — دلیل جواز ضریح و علم
جز این ہم نوشتہ رسالہ سبے — کہ داند ورا حرز جان ہر کسے
وزان یک دو یاد آمدم این زمان — کنم درج نامش پے مومنان
نظر کرد چون در عزیزی کتاب — ز تحفہ بتحفہ بدادش جواب
چو از تحفہ دادش جوابش تمام — نہادہ بمنقلبہ تحفہ نام

کتاب نوشتہ بطیش وغضب | پے ناصبان نار ذات لہب
بود سخت گردشمن روسیاہ | زتیغ زبانش نیاید پناہ
بنظم سخن ہم ندارد نظیر | کلامش منور چو مہر منیر
غرض از ہمہ علم وفن ماہر است | چو خورشید یک باطن وظاہر است
بکن عرض عالی بہ پیش خدا | کہ دارد وراتا بروز جزا
بخصمان دین ترک تازی کند | بہ تیغ زبان تیغ بازی کند

قطعہ تاریخ طبع نصر المومنین

بحروف معجمہ

کیا جب طبع نصر المومنین کو | کہ برہان ثبوت رنج وغم ہے
لکھی منقوط مین عالی نے تاریخ | چراغ مجلس شاہ امم ہے

سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعہ تاریخ

از تصنیف عالی مرتبت والا منزلت شاعر شیرین مقال

مداح احمد وال فردوسی زمان خاقانی دوران اکمل الکلا

جناب شیخ فدا علی صاحب المتخلص بعیش شاگرد رشید جناب عرش مرحوم مغفور

ہین ریاض الحسن جو عالم دین — اونکے علم و ہنر کا کیا کہنا
مثل اونکا نہین زمانے مین — ہین وہ علم کلام مین یکتا
کیون نہ روح القدس کی ہو تائید — ہے مشام زمان بفضل خدا
اہلسنت کے اک رسالہ کا — کیا ہی دندان شکن جواب لکھا
خوب ثابت کیا کتابون سے — تعزیہ کا بنانا اور رکھنا
نصر سے مومنین اگر ضم ہو — ہو عیان نام اس رسالہ کا
در و دین سے اسے جو چھپوایا — کام تھا یہ محمد اصغر کا
ہین وہ اونام کے رئیسون مین — ذی ہمم ذی حشم سحاب عطا
طبع کے بعد یہ رسالہ پاک — عیش میری نظر سے بھی گذرا
فکر تاریخ طبع مجھکو ہوئی — اب شریک ثواب مین بھی ہوا

طبع کا سال از سر ہیبت
پاسخ خوب لاجواب لکھا

قطعہ تاریخ

نیر تابان سپہر بلاغت ماہ درخشان آسمان فصاحت مالک اقلیم سخنوری حاکم دیہیم مضامین گستری شاعر شیرین مقال عالی فہم نازک خیال حبیب لبیب حبیب نصیب جناب منشی سید تفضل حسین صاحب ادیب شاگرد رشید

جناب تدبیر الدوله مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان صاحب

المتخلص به آسیر مرحوم و مغفور

بحمد الله شد مطبوع اینک — که نصر المومنین نادر کتاب است
فیوضش مثل لطف حق بهر سو — ضیا بارش مثل آفتاب است
باثبات عزای شاه مظلوم — دلیلے گو بیان شد انتخاب است
نظر کردن بران اجر لیست بیحد — بیانش باعث کسب ثواب است
کسے گو مانع امر عزا شد — نه شرم از دین نه از ایمان حجاب است
دلیلے گو که تا مقصد رساند — بمطلوب خودش نا کامیاب است
جواب مسکت و دندان شکن یافت — چه گوید کس که نادم خود مجاب است
مصنف عالم معقول و منقول — که مقدار علومش بے حساب است
رفیع الشان و ذی جاه و ذوی القدر — بسان نامش اکبر مرتبت والاست
معین طبع را از من چه پرسی — محمد اصغر عالی جناب است
ندیدم دیگرے مثلش باو نام — که زو هر اہل حاجت کامیاب است

ادیب این مصرع تاریخ بنویس
جوابش بگو کان لاجواب است
سنه ۱۳۱۲ھ